بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (۶/۸۹)

(ترجمہ) (دیکھو) یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے
جسے چاہتا ہے اُسے اِس سے ہدایت کرتا ہے

شرحِ عقیدۂ سید خوندمیرؓ

یعنی

امام الاولیاء حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے
خلیفۂ خاص بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداصدیق ولایت رضی اللہ عنہ
کے رسالہ عقیدہ شریفہ کی

مختصر شرح

ازقلم

حضرت فقیر سید قطب الدین صاحب خوندمیری مہاجر

جو

جناب سید یحییٰ میاں صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی
منصرم سیشن جج اضلاع وبلدۂ پالن پور۔ومنصف تعلقہ بڑگاؤں وگڈھ کی امداد سے
بغرضِ افادہ گروہِ مہدویہ

باہتمام
احمد علی عبدالرسول پرنٹر
مطبع نادری واقع کوتوالی بازار جبل پور بمبئی میں چھپی
۱۳۴۱ھ
۱۹۲۳ء

باہتمام
ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ
غنی میاں محلہ دائرہ چمن پٹن
۱۳، شوال المکرم ۱۴۳۲ھ م ۱۲، ستمبر ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (۶/۸۹)

(ترجمہ) (دیکھو) یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے
جسے چاہتا ہے اُسے اِس سے ہدایت کرتا ہے

شرحِ عقیدۂ سید خوندمیرؓ

یعنی

امام الاولیاء حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے
خلیفۂ خاص بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہد اصدیق ولایت رضی اللہ عنہ
کے رسالۂ عقیدہ شریفہ کی
مختصر شرح

از قلم

حضرت فقیر سید قطب الدّین صاحب خوندمیری مہاجر

باہتمام

ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ
غنی میاں محلہ دائرہ چن پٹن، ۱۴شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ م ۱۲، ستمبر ۲۰۱۱ء

Email-darulisha_at@yahoo.in
Tel" + 91-9986811864, 8892448050

ہدیہ تشکر

تفصیلات سے قطع نظر ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ چن پٹن اس بات کو کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے کہ جس قوم میں ذی شعور، علم دوست، بیدار مغز اور ذکی الحس مخیر حضرات ہوتے ہیں اور جو اسلاف کے اقدار کی تبلیغ واشاعت کے لئے ہر ممکن تعاون فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس قوم پر اپنا فضل فرماتے ہیں۔

جناب الحاج سید نجم الدین صاحب نجمی خوندمیری نے اپنے والدِ محترم سید خوندمیر صاحب تشریف اللّٰہی مرحوم ابن حضرت فقیر سید علی میاں صاحب تشریف اللّٰہی مرحوم ومحترمہ والدہ سیدہ قمر النساء صاحبہ تشریف اللّٰہی مرحومہ بنت جناب یس۔آئی۔ممتاز صاحب تشریف اللّٰہی مرحوم

کے ایصالِ ثواب کے لئے

حضرت اولوالامیر سلطان النصیر بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہداءؓ کی ایمان افروز وعقیدہ پرور تصنیف بنام ''عقاید مہدویہ'' کی ازسرنو اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ جزاک اللہ فی الدارین۔

لہٰذا ادارہ ہذا جناب الحاج سید نجم الدین صاحب نجمی خوندمیری کا بہ صمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب موصوف کو اپنے خاص اکرامات و نوازشات سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

اداریہ

ادارۂ دارالاشاعت مہدویہ، چن پٹن

Printing and composing by : **Syed Naseer Ishaqi**
Tel 9886875974

فہرستِ مضامین شرح عقیدہ ٔسید خوندمیر

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شرحِ عقیدۂ سیّد خوندمیر

هُوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْکَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ (۹/۲۸)

دیباچۂ مترجمّ

حَامِدًا وَمُصَلِّیًا۔ میں کیا اور میری حیثیت ہی کیا جو ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر سید الشہد اصدیق والایت رضی اللہ عنہ کی تصنیف عقیدہ شریفہ پر شرح لکھنے کی جرأت کرسکوں! لیکن عقیدت واقتضائے محبت ایک ایسی چیز ہے جو مشکل مشکل امور کے لئے بھی جن کا وہ اپنی کم حوصلگی کی وجہ سے اہل نہیں ہی بلافکروتاٴمل آمادہ کردیتی ہے۔ عقیدۂ حضرت ثانی امیرؓ کی اشاعت کی دُھن میں پہلے تو راقم آثم نے صرف عقیدہ کا ترجمہ کرکے مطبع کولکھا کہ پانسو کاپی کا کیا صرفہ ہوگا۔ جواب ملا کہ فی کاپی چار آنہ خرچہ پڑے گا۔ میرے پاس زمانۂ دراز سے سو سورر پیہ (125) خاص بندگی میاںؓ کی تصنیف کی اشاعت کیلئے تھوڑے تھوڑے جمع کئے ہوئے موجود تھے۔ جبکہ دیکھا کہ عقیدہ اور ترجمہ کے علاوہ مختصر حواشی چھپ سکتے ہیں تو متوکلاً علی اللہ شرح لکھنے پر کمر بستہ ہوگیا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان تن من دھن سے کسی نیک کام کی طرف مائل ہوجاتا ہے اُس میں خداوند کریم بہت کچھ آسانیاں پیدا کرہی دیتا ہے عقیدہ

کی شرح لکھنے میں سب سے مشکل کام یہی ہے کہ متکلمین کے طرز استدلال سے دیا جائے۔ خدا کی جناب میں ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ مشکل مرحلہ علاّمہ عصر۔ فاضل متبحّر مولانا سید اشرف المتخلص بہ شمسی حیدرآبادی (دکن) نے اپنے عالمانہ قلم سے پہلے ہی طے کر دیا ہے۔ آپ کی جدید تصنیف تنویرالہدایہ (بزبانِ اُردو) ثبوت واحکام مہدی علیہ السلام میں ایسی عمدہ لکھی گئی ہے کہ پیشوایانِ گروہ مقدّسہ کے علاوہ علمائے منکرین بھی اس کے معقول دلائل وتسلسل بیان و استخراج نتائج کی تعریف کرتے ہیں۔

اشاعتِ دین کے لئے ہر تصنیف وتالیف کے وقت تین گروہ پیش نظر رہا کرتے ہیں۔ علماء۔ متوسطین، وعام لوگ۔ علامہ شمسی صاحب کی عالمانہ تصانیف جنکی تعداد چالیس سے متجاوز ہے زیادہ تر علماء ومتوسطین کے لئے مفید ہیں۔ دائرۂ علماء ومشائخ میں تبلیغ کا یہ مشکل کام تو آپ کے فاضلانہ قلم سے باحسن الوجوہ پورا ہو گیا۔ اب رہے گروہ مقدسہ میں ایسے فقیر اور کاسب جو اُردو بآسانی پڑھ لے سکتے اور کسی قدر فارسی بھی جانتے ہیں بس یہ شرح ان ہی حضرات کے لئے لکھی گئی ہیں اُن کے سادہ دماغ استدلالی ایمان کے بلند زینہ تک نہ پہونچ سکتے نہ اس کی ضرورت محسوس کرسکتے ہیں۔ ان کو زیادہ ضرورت ہی صاف صاف اعتقادی وعملی کام اور عملی نقلیات کی۔ اس لئے انکی ضرورت پیش نظر رکھ کر صرف علی احکام کی صراحت بالتفصیل کرنے پر زیادہ توجہ کی گئی کہ یہی مسلک ان کے بلکہ ہم سب کے لئے زیادہ مفید ہے۔

اس رسالہ کی تالیف کے وقت ونیز اس سے قبل جو کتابیں زیادہ تر زیر مطالعہ

رہیں اُن کے نام یہ ہیں۔

1۔رسائل خوندمیری۔یعنی ثانی امیر حضرت ماتنِؒ کی تصنیفات۔

2۔انصاف نامہ مُصنّفہ بندگی میاں ولی جی غازیؒ در جنگ بدرولایت

3۔ مطلع الولایت مصنّفہ بندگی میراں سید یوسفؒ ابن بندگی میراں سید یعقوب حسن والایتؒ

4۔رسائل بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ ابن بندگی میراں سید یوسفؒ

5۔ شواہدالولایت مصنّفہ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدینؒ

6۔منہاج التقویم مصنّفہ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدینؒ

7۔ حل المشکلات مصنّفہ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدینؒ

8۔شرح عقیدہ شریفہ۔مصنّفہ عالم صوری ومعنوی بندگی میاں سید حسنؒ

9۔ شفاء المؤمنین مصنّفہ بندگی میاں سید راجو شہیدؒ پالن پوری۔

10۔انتخاب مرتضوی۔یعنی میاں شیخ مبارک ناگوری (والد ابوالفضل وفیضی) کے سوالات کے جواب جو حضرت عبدالملک سجاوندیؒ عالم باللہ وحضرت شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ کے قلم سے دیے گئے اُنکا ملخص مع فوائد ضروریہ از بندگی میاں سید مرتضیٰ پالن پوری۔

11۔ انتخاب المو الید۔مصنّفہ حضرت سید فضل اللہ ابن حضرت سید راجوؒ

12۔سنت الصالحین ,, ,, ,,

13۔معرفۃ المصدقین۔مصنّفہ حضرت سید یعقوبؒ ابن حضرت سید جعفرؒ

اُردو کتابیں

14۔ خلاصۃ التواریخ۔ مؤلفۂ عالم صوری و معنوی مولائی و مرشدی حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب المتخلص بہ سعد اکیلوی حیدر آبادی صاحب تصانیف کثیرہ (یعنی اٹھارہ کتابیں جو آپ کے عارفانہ و محققانہ قلم سے تصنیف و تالیف ہوئیں۔ وفات ۸ جمادی الثانی ۱۳۳۶ ہجری بعمر ۵۸ سال) ابن حضرت سید منوّر عرف روشن میاں صاحب از اولاد حاکم الزمان بندگی میاں سید نور محمد المبشر بہ خاتم کار۔ و آخر حاکم و حاکم الزّمان۔

15۔ تنویر الہدایہ۔ مصنّفہ علامہ عصر جناب سید اشرف شمسی مدرسِ دار العلوم حیدر آباد دکن۔

16۔ شرح مکتوب ملتانی "   "

17۔ سیرِ مسعود واقعات مہدی موعود۔ مصنّفہ مولانا سید اشرف المتخلص بہ شعری پالن پوری مترجم سراج الابصار (یہ کتاب چھپ گئی ہے) و سنت الصالحین و مصنف نتیجہ جہدی فی اثبات مہدی و تشخیص مہدی وغیرہ۔

18۔ شمس البیان مصنّفہ مولانا سید اشرف المتخلص بہ شعری پالن پوری

لیکن ان سب کتابوں میں اس شرح کا بڑا ماخذ انصاف نامہ ہے۔ خداوند کریم سے التجا ہے کہ اس فقیر پر تقصیر کو و نیز اس رسالہ کے پڑھنے والوں کو صحیح

اعتقاد کے ساتھ عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے جو کہ اس رسالہ کی تحریر و اشاعت کا خاص مقصود ہے۔

فقیر حقیر

المرقوم ۵، محرم الحرام ۱۳۴۰ھ جمعرات پٹن شریف۔ ریاست بڑودہ	سید قطب الدّین خوندمیری عرف خوب میاں پالن پوری ولد حضرت سید عثمان میاں صاحب مہاجر مرحوم جاروب کشِ روضۂ مُہدویہ پیر حضرت سید خوندمیرؓ واقع پٹن شریف گجرات۔ احاطۂ ممبئی

☆☆☆

علاماتِ امتیاز

اس رسالہ میں زیادہ تر چار قسم کے اقتباسات ہیں ۔آیت قرآن ۔حدیث نبوی ﷺ ۔فرمان مہدی علیہ السلام ۔قول صحابہؓ آیت کی تمیز عربی خط کے علاوہ اعراب سے نظر پڑتے ہی ہو جاتی ہے۔اس طرح حدیث کی بھی عربی خط کی وجہ سے فوراً تمیز ہو جاتی ہے ۔اب رہے فرمانِ مہدی علیہ السلام اور اقوال صحابہ جو خط نستعلیق میں ہونے کے باعث صفحۂ کتاب پر نظر پڑتے ہی ممیّز نہیں ہو سکتے ۔اس لئے بغرض سہولت وافادۂ ناظرین فرمان کے لئے ف اور قول کے لئے ق حاشیہ میں اُسی سطر کے مقابل لکھ دیے گئے ہیں ۔تاکہ ناظرین ورق گردانی کے وقت ان ہی اقتباسات کو ایک نظر دیکھتے رہیں جو کہ اس رسالہ کے موضوع کے چار رکن ہیں اور ان ہی چار ستون پر ہمارے ایمان واعمال کی عمارت قائم ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حضرت شاہ خوندمیرؓ بحیثیت مصنّف

ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیر نظیر مہدی ۔ سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ (ولادت ۸۸۶ھ م ۱۴۸۱ وصال ۹۳۰ھ م ۱۵۲۴ء) کی مقدس زندگی اُن اولوالعزم پیشوایانِ دین سے مشابہت رکھتی ہے جن کے قیمتی سوانح کا ایک ایک پہلو ہر امر میں عجیب و غریب خصوصیات پر مبنی ہونے کے علاوہ ہر عاشق صادق کی رہروی کے لے علَمِ اقتدار بلند کئے ہوئے ہے۔ عالم اجل بندگی میاں سید برہان الدّین الملقّب بہ امام غزّالی گرہ مقدسہ نے اپنی ضخیم تصنیف حدیقہ الحقایق و حقیقۃ الدقائق المشہور دفتر اوّل و دوم میں آپ کی بیش بہا سوانح کے ہر ایک پہلو پر عالمانہ استدلال کے ساتھ مبسوط نظر ڈال کر ان کو نہایت عمدگی سے قلمبند کیا ہے۔ یہ کتاب آپ نے امام الانام سیدنا حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ افضل الصلوٰۃ و السّلام کے روضۂ مبارکہ واقع فرح (افغانستان) میں بیٹھ کر دس برس کے عرصۂ دراز میں ۱۰۶۲ سنہ ہجری میں ختم کی ہے۔ ناظرین کی توجہ ان ہر دو دفتر کی طرف مبذول کرنے کے بعد اس چھوٹے سے رسالہ میں صرف حضرت صدیقِ ولایتؓ کی مقبول عام تصانیف کا مختصر ذکر کر دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔عقیدۂ شریفہ

قاعدۂ کلّیہ ہیکہ کل افرادِ انسانی کی عقل وفہم وحافظہ ومدرکہ یکساں نہیں ہوتا اِسی وجہ سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قرأتِ قرآن ونقل احادیث بوجہ ضعفِ فطرتِ انسانی جب اختلافات پیدا ہونے لگے تو فوراً اِس کا استیصال کردیا گیا۔ اِسی طرح سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال ۹۱۰ھ ہجری کے بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ خلیفۂ دوم حضرت مہدی علیہ السلام نے بعض دینی امور میں جزوی اختلافات کی ابتداء محسوس کر کے بنظر حفظ ماتقدّم وعقائد قلمبند کر لئے جو گروہ مقدّسہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جن میں بعض وہ عقائد بھی داخل ہیں جن کی نسبت آگے چل کر رنگ آمیزیاں پیدا ہونے کا احتمال تھا عقائد میں یہ چھوٹا سا رسالہ لکھ کر آپ نے صحابہؓ مہدی علیہ السلام کو جمع کیا اور اجماعِ صحابہؓ میں پڑھ سنایا۔ حاضرین نے اس تحریر کو بہت ہی پسند کیا اور سب نے اس پر بالاتفاق دستخطیں کر دے۔ یہ وہی تحریر ہے جو گروہ پاک مہدی علیہ السلام میں عقیدۂ شریفہ کے نام سے مشہور ومقبول عام ہے۔

چونکہ اِس عقیدہ کی صحت پر کل صحابہؓ کا اتفاق ہو چکا ہے اور کسی نے ایک بات میں بھی خلاف نہیں کیا۔ اس لئے اس عقیدۂ شریفہ کے احکام محکمات سے ایک حکم کا منکر بھی کافر ہے۔

۲۔ رسالہ شریفہ

اس رسالہ کو اُمّ الرّسالہ۔ معرفت مہدی و مقصدِ اوّل بھی کہتے ہیں اُم الرّسالہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ امام الکائنات حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد ثبوتِ مہدیؑ میں سب سے پہلے[۱] یہ رسالہ لکھا گیا۔ دوسری کتابیں جو اس کے بعد میں تصنیف و تالیف ہوئیں اس کی خوشہ چیں ہیں۔

جس طرح حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھ کر بادشاہوں کو دعوت اسلام دی۔ اسی طرح خاتم الاولیا۔ داعی الی اللہ خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تام ہیں سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کو تصدیق مہدیت کی دعوت دی پس بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بھی اپنے مرشد اور متبوع کے نقش قدم پر بحکم آئیہ بَلِّغ مَااُنْزِلَ اِلَیْکَ سلطان مظفر ثانی ابن سلطان محمود بیگڑہ کو تصدیق مہدیؑ کرنے پر بڑے زوروں کا خط لکھا و نیز ملا رکن الدین پٹنی کو جو بلحاظ علم و فضل کے یکتائے زمان سمجھا جاتا تھا آپ نے یہ کتاب تصنیف فرما کر دعوت الیٰ دینِ مہدیؑ کی غرض سے اُس کے پاس بھیجی (انتخاب المو الید)

اس کتاب کی تصنیف کے وقت بندگی میاں سید خوندمیرؓ زبان سے بے

---

[۱] بندگی میاں الہداد حمید المتخلص بہ الہداد صحابی مہدیؑ نے ایک رسالہ ثبوت مہدی میں ام الرّسالہ کے قبل تحریر فرمایا تھا لیکن صنائع و بدائع لفظی و معنوی کے کثرت استعمال و دقیق عبارت کی وجہ سے مشہور و مقبول عام نہ ہوا ۱۲ منہ

ساختہ بولتے جاتے تھے، اور آپ کے داماد وخلیفہ بندگی میاں ملک جی مہریؒ لکھتے جاتے تھے۔ (خلاصۃ التواریخ حصّہ دوم)

جس وقت یہ کتاب ختم ہوئی آپ نے فرمایا ''یہ کتاب ایسی اچھی تصنیف ہوئی ہے کہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے'' پاکانِ خدا کا کلام عبث نہیں جاتا۔ ہمایون بادشاہ اور اُس کے بھائی ہندال۔ کامران اور مرزا عسکری چاروں ساتھ ملکر بندگی ملک پیر محمدؒ کے ساتھ بندگی ملک الہدادؒ خلیفہ ٔخاص حضرت سید خوندمیرؒ کی خدمت میں بمقام ڈونگر پور علاقہ میواڑ آئے جہاں، اُس وقت آپ کا دائرہ معلیٰ تھا۔ ہمایون کو یہ رسالہ بتایا گیا۔ اُس نے بہت ہی پسند کیا۔ اور جیسا کہ حضرت صدّیق مہدیؒ کی زبان سے نکلا تھا۔ آب زر سے لکھوا کر ادھر شاہی کتب خانہ کو زینت دی اور اُدھر حضرت صدیق ولایتؒ کا کلام بعون ملک العلام صادق آیا (خاتم سلیمانی)

۳۔ مقصد ثانی

یہ کتاب گویا مقصد اوّل یعنی رسالہ شریفہ کا تتمہّ یا دوسرا حصّہ ہے رسالہ ٔ شریفہ میں علاوہ دیگر مضامین کے زیادہ تر ثبوتِ مہدی پر بحث کی گئی ہے ۔ثبوت مہدی کے بعد اصول وعقائد مہدویہ کا بیان ضروری ہے۔ عقائد میں اہم مسئلہ ایمان کے متعلق ہے، اسلئے یہ رسالہ ایمان کے بڑھاؤ گھٹاؤ کے صدق میں متکلمین کے طرز استدلال پر لکھا گیا ہے۔ رسالہ ٔشریفہ فارسی میں ہے اور مقصد ثانی عربی میں ہے۔ عارف باعمل بندگی میاں سید حسینؒ عرف سیدن

میاں صاحب حاجی وداعی الی دین اللہ ابن حضرت سید عطاء اللہ ابن بندگی میاں سید علی ستون دین ابن بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدینؓ ابن بندگی میاں سید خوند میرؓ مؤلف مقصد ثانیؒ نے اس پر فارسی میں نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔

۴۔ مکتوب ملتانی

کہنے کو تو مکتوب ہے، لیکن کتاب کی شان رکھتا ہے جبکہ حضرت شاہ خوند میرؓ کا دائرہ بیرون آبادی بندر رجیول علاقہ گوکن میں تھا۔ آپ کے ساڑھے چار سو فقرائے متوکلین محض فقر و فاقہ سے خشک ہو ہو کر شہید ہو گئے۔ پھر بفحوائے آیہ ﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً﴾ ترجمہ۔ بیشک سختی کے بعد آسانی ہے اور بفرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ''شاہ کی چوٹ۔ شکر کی پوٹ [۱]'' دائرہ معلّیٰ میں بہت سی فتوح پٹن گجرات سے بے شان و بے گمان آگئی۔ آپ نے آدھی فتوح دائرہ میں سویّت کر دیا اور آدھی حج بیت اللہ کے لئے اُٹھا رکھی۔ حج کو جاتے وقت اثناء راہ میں ایک چرواہا آپ کی صورت مبارک دیکھتے ہی بیساختہ بول اٹھا ''ہے پُربھو۔ ہے کرتار۔ ہے اَوتار'' آپ نے اُسے نزدیک بلا کر کلمہ و تصدیق سے مشرف کیا اور ذکر خفی کی تعلیم دی۔ اُس نے عرض کیا۔ ''مہاراج آج سے آپ کا داس آپ کے چَرن چھوڑ کر کہیں نہ جائے گا''۔ آپ نے فرمایا ''میں یہاں بیٹھا ہوں۔ تم مالکوں کو اُن کی بکریاں سونپ کر چلے آؤ'' دھنگر بستی سے واپس آکر حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ ہو لیا۔

حج سے واپس تشریف لانے کے بعد آپ نے ایک رسالہ ثبوت مہدی میں لکھ

---

[۱] تھیلا۔ گون ۱۲

کر میاں جی کے ساتھ ۹۲۸ھ ہجری میں علمائے ملتان کی خدمت میں بطور دعوت الی دین مہدی بھیجا میاں چوپان اُمّی کی مؤثر تقریر اور اس رسالہ کے مدلل دلائل دیکھ کر اٹھارہ علماء میاں چوپان کے ہاتھ پر تصدیق مہدی موعودؑ سے مشرف ہوئے۔ عامیوں کی تصدیق مہدیت کی تعداد نہیں لکھی گئی لیکن جبکہ اِس رسالہ کا علماء پر اس قدر اثر ہوا تو عجب نہیں کہ عامیوں میں کثیر التعداد لوگ تصدیق سے بہرہ مند ہوئے ہونگے۔ (انتخاب المواليد)۔

علاّمہ عصر۔ فاضل متبحر۔ مولانا مولوی سید اشرف شمسی حیدر آبادی مدظلہ العالی نے اس فقیر ہیچمدان کی درخواست قبول فرما کر ۱۳۳۶ھ ہجری اس رسالہ پر نہایت عمدہ شرح اُردو میں لکھی ہے۔

۵۔ رسالہ بعض الآیات

اس رسالہ میں جیسا کہ خود کتاب کے نام سے ظاہر ہے ثبوت مہدیؑ آیاتِ قرانی سے دیا گیا ہے اور ضمناً احادیث نبوی ﷺ بھی لائی گئی ہیں۔

۶۔ رسالہ ختم الولایت

اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت سید محمد جون پوری مہدی موعود عبداللہ، امراللہ، مراداللہ، خلیفۃ اللہ داعی الی اللہ تابع تام محمد رسول اللہ، امام الاتقیا، خاتم الاولیا، معصوم عن الخطا، مبیّنِ کلام اللہ، وارث نبی اللہ، نظیر محمد مصطفیٰ خاتمہ ولایت مقیّدہ محمدیہ ہیں۔

۷۔ دیگر تحریرات

ان تصانیف کے علاوہ اور بھی مختصر تحریرات ہیں جو سب کی سب عشق انگیز صدق نما اور حدود دِدائرہ پر جو کہ دَرحقیقت ﴿تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ، وَ ھٰذا صِرَاطُ مُّسْتَقِیْمَ﴾ ہے ثابت قدم رہنے کو زندگی کا پہلا فرض بتانے والی ہیں۔

آپ کا طرز تحریر

عقیدۂ شریفہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو آیاتِ قرآنی، احادیث نبویؐ اور کلامِ مہدیؑ۔ ان تین قسم کے اقتباسات سے درخشاں ہے محض اقتباسات سے مصنّف کی عبارت کا صحیح اندازہ معلوم کرنے کے لئے ایک خط بطور نمونہ یہاں درج کیا جاتا ہے جو آپ نے ملّا سید کبیر الدین پٹنی کو لکھا ہے۔ یہ خط طرز عبارت کے علاوہ حضرت مصنفؒ اور فقرائے دائرہ کے طریق زندگی پر روشنی فگن ہے۔ اس لئے اسی کی نقل بہتر سمجھی گئی۔

خط کے مطالب زیادہ عمدگی سے سمجھے جانے کی غرض سے حضرت مصنف کے ہمعصر علماء و مشائخ کے مذہبی خیالات اور مہدویوں کیساتھ اُن کی عملی کارروائیوں کا ذکر ضروری سمجھ کر محض تمہید کے طور پر چند سطریں قلمبند کی جاتی ہیں۔

سیدنا حضرت مہدی موعود علیہ افضل الصّلوٰۃ والسلام اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے روزانہ بیان قرآن، اخلاق یاران رسول علیہ السلام و کمالِ فقیری کے مُتّحدہ اثر سے جبکہ بڑے بڑے امیر، دیندار علما، راست رَوْ مشائخ اور خداترس غربا جوق جوق تصدیق مہدی سے مشرف ہونے لگے۔

یہاں تک کہ ایک ہی وقت میں بارہ ہزار پٹھانوں نے بمقام احمد آباد بندگی میاں سید خوندمیرؓ مصنف رسالۂ ہذا کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی متفقہ مساعی جمیلہ سے گجرات میں دس لاکھ تک مہدویوں کی تعداد پہنچ گئی تو علمائے دنیادار و مشائخ ہواپرست کے دل میں بُغض وحسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ ان کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ لوگ اگر زیادہ عرصہ تک رہے تو تمام گجرات اُن کا مطیع و منقاد ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ابھی سے اُن کی جاگیرات، شاہی لوازمات اور دنیاوی اعزاز میں گھٹاؤ شروع ہوگیا ہے اسلئے مذہب مہدویہ کا استیصال فرض مقدم سمجھ کر انہوں نے خوب نون مرچ لگا کر بادشاہ اور اُمرا کے کان بھرے کبھی خانگی اور کبھی نیم سرکاری حکم سے مہدویوں کے قتل و تاراج پر فتوے لکھ کر شائع کئے۔ مصدقوں کو تصدیق مہدیؑ سے انکار کرنے پر سخت سخت ایذائیں دینا شروع کیا، لوہے کا پنجہ کوّے کے پاؤں کے مثل بنا کر تصدیق مہدیؑ سے نہ پھرنے پر پیشانی پر داغ دئے گئے گرم گرم ریت میں لٹا کر سینوں پر چکّی کے پاٹ رکھے گئے اور حضرت سید خوندمیرؓ مؤلف رسالۂ ہذا کو بیس برس میں بیس مرتبہ اخراج کروانے کے قطع نظر مسجد اور فقیروں کے حُجرے جہاں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔ جلادئے گئے جب دیکھا کہ ملاؤں کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا ہے تو آپ نے ملا سیّد کبیر الدین پٹنی کو جو علمائے گجرات میں سربرآوردہ ہونے کے علاوہ دربار مظفر ثانی میں رسوخ بھی زیادہ رکھتا تھا خط لکھا اور آپ کے خلیفہ اوّل بندگی ملک الہدادؓ کے ساتھ ملا صاحب کی خدمت میں بھیجا۔

وھوھٰذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نامہ سید خوندمیرؓ بجانب ملا سید کبیر الدین پٹنی[1]

حسبنا اللہ نعم الوکیل[2] وبہ ثقتنی

﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْ ط وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ o لا نِ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْامِنْ دِیَارِ ھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ط وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْراً وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُ ہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ (سورہ ۲۲۔ آیت۔ ۴۰)

معنی ایں آیت در تفاسیر بیان شدہ است و بر دلہاے اہل معنی لائح و شائع گشتہ است۔ ازیں جہت تفسیر نہ کردہ شد۔

واضح باد کہ حق تعالیٰ ایں آیت را برائے تسلّی دلہائے مؤمنان فرستا وزیرا کہ ایشاں از روئے صورت اندک وضعیف بودند۔ بداں سبب ایشاں را از دستِ ظالماں ہیچ تسکین و امان نبود۔ ہمیشہ در ایذاے ظالماں مبتلا و مظلوم بودند تا آنکہ از حق تعالیٰ ایں آیت بنزول پیوست قولہ تعالیٰ ﴿اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھُمْ لَقَدِیْرُ﴾ وایں بشارت نصرت است مر ایشاں را کہ کشیدہ شدند از سراہاے ایشاں ناحق و بے موجب ﴿اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْ رَبُّنَا اللّٰہُ﴾ مگر گناہ ایں داشتند کہ ہمیشہ بر توحید خدائے تعالیٰ ثابت بودند۔ قولاً و فعلاً و اعتقاداً۔

[1] املا صاحب کا اصل وطن پٹن ہے، لیکن ملازمت سلطانی کی وجہ سے احمد آباد سکونت اختیار کر لی تھی اس لئے بعض موالید میں پٹنی لکھا ہے اور بعض میں احمد آبادی۔ صاحب شواہد الولایت احمد آبادی لکھتے ہیں ۱۲ منہ [2] سورہ انسا آیت ۱۷۲۔

المقصود۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ہر اصحاب رسول اللہ رضی اللہ عنہم بہ سببِ مظلومیت ایشاں وعدۂ نصرت داد وآں وعدہ درحق ایشاں محقق گشت پس از قرآن مجید وفرقانِ حمید معلوم گشت کہ از امتیان وصدقہ خوارانِ وے صلی اللہ علیہ وسلّم ہر کرا حالِ مظلومیت پیش آید۔ ومبتلا بانواع ایذا شود بغیر حق۔ وحال آنکہ ثابت باشد بر توحید ۔آنکس ہم امیدوارِ ایں وعدہ باشد۔ اگرچہ ایں وعدہ خاص درحق اصحاب رسول علیہ السلام است لیکن تبعاً درحق ہمہ مؤمناں تواند بود۔ ازیں جہت تاہم امیدوار ہستیم ۔شاید کہ مارا ہم در مظلوماں بشمارد ودر زمرۂ منصوران درآرد۔

ازاں روز کہ سید محمدؑ در ملک گجرات قدم سعادت فرمودہ اند ودعوی مہدیت خود بامرِ خدا آشکار کردہ اند وخلق راسوے کتاب خدا خواندہ اند وخلق با او وکسانے کہ دے را مصدق اند مخالفت می کنند وایذا بغیر موجب می رسانند۔ پس ناچار ایشاں استعانت از خداے تعالیٰ بکنند واستفتاح از و جویند۔

معلوم باداز اں روز کہ سید محمدؑ خلق راسوے خداے تعالیٰ خواند خلق بادے مخالفت آغاز کرد۔ فرمود کہ ''معلوم نمی شود کہ موجب مخالفت چیست اگر از بندہ سہوے وغلطی شدہ باشد بر مسلماناں فرض است کہ بحکم ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ﴾ (سورہ ۴۹۔ آیت ۱۰) اعلام فرمایند تا باہم متفق شدہ رجوع سوے کتاب خدائے تعالیٰ نیم وموافقت بارسول علیہ السلام بسازیم۔ کمال قال سبحانہ وتعالی ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (سورہ ۴۔ آیت ۵۹) از ما وشما ہر کہ از اتباعِ خدا ورسول خدا قدم بیروں نہادہ باشد آنکس توبہ کند و باز آید۔ وموافقت بارسول خداً بنماید۔ واگر از خلافِ خدا ورسولِ خدا صلی الہ

علیہ وسلم باز نیاید و مُصِر باشد۔ واجب القتل است''۔

''بیست و پنج سال شدہ است کہ سید محمدؑ و تابعانؓ وے بدیں معنی فریادی کنند کہ ''ہر کہ از جملہ مسلمانان تقصیر و نقصانِ ما معلوم کردہ باشد بطریق انصاف و بَــحُـجـت علمی مارا باز دارد تا عنداللہ ماجور گردد'' مگر ہیچ کس بحُجّت تفہیم نہ کردہ است لیکن ہمیشہ بطور تغلُّب و تسلُّط بر ما حکم بدعت و ضلالت کردند تا ایں زمان مظلوم گشتیم۔ بحدّے کہ بعضے را از ما ضرب کردند و بعضے را در زنداں کردند و بعضے را اخراج کردند و مسجد را سوختہ و حجرہ ہا ویران کردند۔ و ظالماں بانواع ظلم پیش آمد ند۔ چنانچہ در قرآن مجید مسطور است ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ط﴾۔

ایں زمان بر ما لازم شدہ است کہ از برائے نصرتِ دین خدا جان خود را در بازیم تا مارا ہم خدائے تعالیٰ نصرت کند۔ ﴿وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ﴾۔ (۱۲/۱۷)
اگر چہ کہ اندک و ضعیف ہستیم ولیکن صاحبِ ما توانا و غالب است کقولہ تعالے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (۲۲/۴۰)

شنیدہ می شود کہ در احمد آباد برسرِ فقیراں کسانے کہ سید محمدؑ را مہدی کردہ قبول می کنند بسیار تعدی و ظلم برایشاں می شود۔ عجب می آید کہ بودنِ علما و مشائخ چگونہ امر ظالماں جادی می شود بلکہ می باید کہ نفاذِ امرِ علما برایشاں شود۔ اگر ممکن باشد ظالماں را مانع شوند و از ایذاے فقیراں منع فرمایند۔ مدّت مدید است کہ برسرِ فقیراں بے موجب ظلم می رود۔ ایں زماں بنہایت رسیدہ است و بر

مسلماناں فرض است کہ از برائے خدا مظلوماں را نصرت کنند و انصار خدا شوند کقولہ تعالیٰ ﴿ یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ ﴾ (۱۴/۲۱)

المقصود آں عزیز را نوشتہ شدہ است از جہت آنکہ آں عزیز را جانبِ حق خیال است و از حقیقتِ سید محمدؒ و کیفیت ایں جا واقف اند۔ چناں فرمایند کہ ظالماں را مانع شوند۔ وگرنہ تحقیق بدانند کہ فتنہ پیدا خواہد شد و بسیار کساں کشتہ خواہند شد ایں زمان بر ما لازم است کہ جانِ خود را در راہِ خدا بازیم۔

دیگر ہر چہ آرندۂ کتابت زبانی عرض کند یقین تصور فرمایند۔ و باقی ہمہ کیفیت در کتابت دیگر مسطورات۔ فقط۔

....

یہ ہے حضرت مصنفؒ کا عام طرز تحریر۔ عبارت سادہ فصیح۔ اظہار مافی الضمیر عمدہ پیرایہ میں۔ استدلال نہایت اچھا۔ اور غیر ضروری الفاظ و مبالغہ آمیز فقروں کی شان و شوکت اور توڑ جوڑ سے معرّا۔

☆☆☆

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

﴿تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

ترجمہ:۔ یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدّیں ہیں تو ان سے (آگے) مت بڑھو اور جو حُدُوْدُ اللہِ سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ ظالم ہیں" (۱۳/۲)

مُلَخّصِ عقیدۂ سیّد خوندمیر

یہ ملخص گویا مردمکِ عقیدۂ شریفہ ہے جس میں احکام اعتقادی و عملی مندرجۂ عقیدہ کی مکمل تصویر اقلّ صورت میں سما گئی ہے۔ ناظرین ان دو ہی صفحوں کے مطالعہ سے تمام عقیدہ کے مطالب و بیان پر حاوی ہو سکتے ہیں۔

سلسلہ احکام حسبِ ترتیبِ رسالہ درج ذیل ہے اور حوالہ کے لئے بجائے صفحوں کے نمبر فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام لکھ دے گئے ہیں

وھوھٰذا

☆☆☆

یا اللہ

وَ اعۡتَصِمُوۡ ابِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعاًوَّ لاَ تفرَّقُوۡا (۴/۲)

ترجمہ:۔سب مل کر اللہ کی رسّی (یعنی احکام اعتقادی وعملی) مضبوط پکڑے رہو ہواور الگ الگ مت ہو جاؤ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شرح عقیدہ ٔسیّد خوندمیر

(1) عقیدہ:۔ قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم ''علمت من اللہ بلا واسطة جدید الیوم''۔

ترجمہ:۔امام آخرالزمان سید محمد مہدی موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''مجھے اللہ سے ہر روز بلا واسطہ (خواب یا فرشتہ اور بلا وسیلہ الہام وارواحِ پیغمبران محض بالمشافہہ) تعلیم ہوا کرتی ہے''۔

نزول قرآن کے وقت جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت سے متعلق ہے جبرئیل علیہ السلام کا واسطہ ہوا کرتا تھا۔ یہ بھی ادباً تھا۔ ورنہ بمقتضائے شانِ ولایت مصطفویؐ آپ کے سینۂ مبارک میں سارا قرآن پیشتر ہی سے موجود تھا۔آپ کی اس شان باطنی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی﴾ ترجمہ:۔نزدیک ہوا۔پھر اور نزدیک

ہوا۔ پھر اس قدر نزدیک ہوا کہ وہ کمان کے قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) کم (۵۳ سورۂ نجم کا شروع) اسی شانِ یکتائی کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں"لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب و لا نبی مرسل"۔ ترجمۂ حدیث:۔ اللہ کے ساتھ مجھے (ایسا) وقتِ (سرمدی) ہے کہ اُس میں فرشتۂ مُقرّب یا نبی مرسل کو بھی دخل نہیں ہے"۔ حضرت خاتمین علیہما السلام کی اس حالت ِ علی الدوام کی نسبت بندگی میاں ملک جی مہریؓ خلیفۂ مصنف رسالۂ ہٰذا اپنے دیوان میں لکھتے ہیں کہ ؎

لی مع اللہ وقت ِ سرمد آں جامِ حظِّ عظیم نوش گنا ں
لمن الملک موبمو گویاں ہر چہ ہست از ولایت است ظہور

(2) عقیدہ:۔ حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک صحابی کے دریافت کرنے پر کہ مہدی کا ذکر قرآن مجید میں کیوں نہیں ہے آپ نے فرمایا" جہاں رسول اللہ کا ذکر ہے وہاں بندہ کا بھی ذکر ہے"۔ (انصاف نامہ)۔

(3) عقیدہ:۔ سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام نے ﴿دَنٰی فَتَدَلّٰی﴾ پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملائیں پھر ﴿فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی﴾ پڑھتے وقت انگلیوں میں انگلیاں پرودیں اور فرمایا" اس طرح مل گئے"۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

پھر فرمایا:۔

دوھرہ

(4) عقیدہ:۔

ہم بَلْہَارِی سَجَّنا سَجَّنُ ہم بَلْہَار

ہم سَجَّنُ سِرُ سہرا سَجَّنُ ہم گلہار [1]

ترجمہ:۔ہم محبوب پر فدااور محبوب ہم پر فدا۔ہم محبوب کے سر پر سہرااور محبوب ہمارے گلے کا ہار۔

بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ خلیفہ حضرت شہاب الحقؒ ابن حضرت سید خوندمیر صدیق ولایتؓ در جواب مکتوب میاں شیخ مبارک ناگوری (والدِ ابوالفضل وفیضی) میفر مایند کہ......''حضرت مہدیؑ ہمیشہ شب وروز درخلا وملا از امور بشری وملکی بے آگاہ بودند۔ وداوقات مفروضہ برائے امتثالِ اوامرازحق تعالیٰ آگاہی دادہ می شدے بے واسطہ بشرتا عبادت تواند کرد۔ ودعوتِ خلق واداے امورِ بشری دریں وقت بودے۔اگر بےاوقاتِ مفروضہ کسے برائے تربیت مزاہم شدے ویاحلّ مشکلات طلبیدے حاجت بیدار کردن افتادے چنانچہ کسے راازخوابِ گراں بیدار کنند۔ایں معاملہ شدے نہ یک بار دوبار۔نہ یک سال دوسال۔بل فی جمیع العمرالیٰ آخرالنفس'' (ق)۔

پس آپ کی شان ﴿دَنٰی فَتَدَلّٰی ونیز لِیُ مَعَ اللّٰه﴾ سے واضح ہے کہ آپ کوخدا سے بے واسطہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔

یہ بے واسطگی مقام قرب مرتبۂ دیدار، مقام یکتائی، بلکہ کل امورِ دین میں

[1] ازتحریرات بندگی میاں سید یوسفؒ۔۱۲

تھی یہاں تک کہ آپ ہجرت بھی بجز فرمانِ خدا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سب کام معلوماتِ خدا سے تھے۔ لیکن جبکہ دین دست بدست ہے تو القاء ذکر میں خواجہ خضر علیہ السلام کا واسطہ ضرور تھا۔ یہ واسطہ استاد و شاگرد یا پیر و مرید کے جیسا نہیں تھا بلکہ ایسا تھا کہ گویا بادشاہ کی جانب سے اُس کے معزز ملازم نے خلعت لاکر پیش کیا۔ کل موالید مہدی علیہ السلام میں بلا خلاف لکھا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امانت خواجہ خضر علیہ السلام کے تفویض کی تھی آپ نے ۸۵۹ ہجری میں جبکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کی عمر ۱۳ برس کی تھی اور آپ فارغ التحصیل ہوکر ''خطاب اسد العلماء'' سے ممتاز ہوچکے تھے حضرت کو جون پور کی کھوکھری[1] مسجد میں بلاکر بلاکم و کاست سپر د کردی۔ امانت سپرد کرنے اور خلوت میں جو کچھ کہنا سننا تھا اس سے فارغ ہوکر خواجہ خضر علیہ السلام اُسی ذکرِ خفی کے ساتھ جو امانتاً لائے ہوئے تھے اور سیّدنا مہدیؑ کو بطریق امانت سپرد کیا تھا۔ اب سیدنا مہدی علیہ السلام سے خود تلقین ہوئے اس لئے مرید کرتے وقت سلسلہ میں سیدنا مہدی علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ میں خواجہ خضر علیہ السلام کا نام ادباً لیا جاتا ہے کیونکہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنے رسالہ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''سید محمد و یاران دے درذکر مُتابعت[2] با انبیا و اولیا می کنند''۔ (ق)

---

[1] ہندوستان کے بعض حصوں اور گجرات کے اکثر مقامات میں کھوکھر آباد ہیں۔ یہ قوم اپنے تئیں پٹھانوں کی ایک شاخ بتلاتی ہے۔ پس کھوکھری مسجد سے مراد کھوکھروں کی تعمیر کردہ یا کھوکھروں کے محلّہ کی مسجد ہے عجب نہیں کہ کسی زمانہ میں وہ مسجد آباد ہوگی اور بعد میں بستی چلی جانے سے ویران ہوگئی۔ ۱۲

[2] یہ متابعت ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کو فرماتا ہے ﴿ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا﴾ ۱۶ النحل۔ ۱۶/۱۲۳)۔ ترجمہ:۔ ''پھر (اے پیغمبر) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم کے طریقے کی پیروی کرو جو ایک (خدا) کے ہو رہے تھے'' (۱۴/۲۲) حالانکہ حضرت ابراہیم کے ساتھ نسبت ہوتے ہوئے فی الحقیقت دین اللہ کی پیروی ہے۔ ۱۲ منہ

(5) عقیدہ:۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "بندہ تابع محمد رسول اللہ و شریعت است و متبوع درمعنی" (6) عقیدہ:۔ پھر فرماتے ہیں کہ "اینجا ہم جبرئیل است لیکن معمور نیست" (7) عقیدہ:۔ اور "سرتاپا مسلمان "اِسی طرح ﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ کی نقلیں جوگروہ مقدسہ میں مشہور ہیں(8) عقیدہ:۔ اِسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام نے جس مقام میں فرمایا "انا احمد بلا میم" اُسی مقام میں سیدنا مہدیؑ نے فرمایا "انا رب العالمین" (9) عقیدہ:۔ وغیرہ نقلوں کی تطبیق دے کر بزرگانِ پیشیں نے لکھا ہے کہ "محمدؐ کا باطن سو مہدیؑ کا ظاہر اور مہدیؑ کا باطن سو محمدؐ کا ظاہر۔ باطن میں دونوں ایک ذات اور ایک وجود ہیں"۔

یک حقیقت در دو مظہر رونمود دو نمود ۔ اماً حقیقت دو نبود

پس بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے ایک جگہ جو تحریر فرمایا کہ "مہدی علیہ السلام روحِ رسول اللہ سے معلوم کرکے فرماتے تھے"۔ اس کی یہی معنی ہوگی کہ آپ اپنے باطن یعنی اپنی حقیقت سے معلوم کرکے فرماتے تھے۔ آپ کی حقیقت کیا ہے؟ وہی "انا احمد بلا میم۔ پس علمت من اللہ بلا واسطۃ اور من روح رسول اللہؐ "میں جو بظاہر تناقض معلوم ہوتا تھا نہ رہا۔

حاصل کلام یہ کہ آپ کو ہر امرِ دین میں خدا سے بے واسطہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔

(10) عقیدہ:۔ "قل انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ"

ترجمہ:۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے سید محمدؑ) کہو کہ میں بندۂ خدا اور تابع (تام) حضرت محمد رسول علیہ السلام ہوں"۔

عقیدہ:۔ محمد مہدی الزماں ۔ وارث نبی الرّحمن ۔ عالم

علم الکتاب و الایمان ۔ مبین الحقیقۃ و الشریعۃ والرضوان ۔(ق)۔

ترجمہ:۔(حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں)''حضرت سید محمدؑ (آخر) زمانہ کے مہدی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔آپ علوم قرآن سے آگاہ اور (حقیقت) ایمان سے واقف ہیں۔(اسی طرح) حقیقت وشریعت۔ خوشنودی خدا کو (کھول کھول کر بیان کرنے والے ہیں)''۔

عقیدہ:۔ المقصود بندہ سید خوندمیر موسی عرف چھچھوؒ[1] ایں احکام از زبانِ سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ است

ترجمہ:۔المقصود بندہ سید خوندمیرؒ (ابن) سید موسی عرف چھچھوؒ نے یہ احکام حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام کی زباں مبارک سے سنے ہیں۔

یہ رسالہ عقائد مہدویہ میں ہے ثبوت مہدی میں نہیں ہے۔عقائد میں صرف اُن ہی باتوں کا اجمالی یا تفصیلی بیان ہوتا ہے جو پیشتر ہی سے مانی ہوئی ہیں۔ اس لئے یہاں بھی ثبوت مہدی کی نسبت احادیث و دلائل واضحہ کو اس رسالہ کے موضوع سے غیر متعلق سمجھ کر صرف اُن ہی آیات و احادیث و اقوال کا اقتباس کیا جاتا ہے جو امام الانام حضرت سید محمد عبداللہ مہدی موعود جون پوری ﴿قَدْ جَاءَ وَ مَضیٰ﴾ کے اعلیٰ اخلاق واوصاف آپ کے اعلیٰ مقاصد واغراض اور آپ کی ظاہری وباطنی علوشان پر روشنی فگن ہیں۔

وھو ھذا

[1] پیار میں شجاع الملک کا بگڑ کر چھچھو ہو گیا جیسے زبدۃ الملک کا ملکِ جبدل۔مجاہد کا مو نجھا۔شہامت کا چھمو جی اور شہاب الحقؒ کا چھابو جی۔آپ کاٹھیاواڑ (گجرات) سلطان محمود بیگڑہ کے فرمان سے سپہ سالار فوج بن کر گئے تھے جہاں کفار کیساتھ بمقام چراڑہ سخت معرکہ آرائی کے وقت ۸۸۹ھ م ۱۴۸۴ء میں شہید ہو گئے۔۱۲

۱۔ آپ تابع تامِ حضرت رسول علیہ السلام ہیں

۲۔ آپ معصوم عن الخطا ہیں۔

بفحوائے حدیث "المهدی منی یقفو اثری ولا یخطی" ۔ترجمہ:۔ "مہدی (موعود) مجھ سے ہیں۔ وہ میرے قدم بقدم چلیں گے اور خطا نہ کرینگے"۔ قدم بقدم چلنا اور کسی امر دین میں خواہ وہ تبلیغی ہو یا آپ کا ذاتی فعل ہو کسی قسم کی خطا نہ کرنا اسبات کی بین دلیل ہے کہ آپ دیگر امتیوں کی طرح تابعِ ناقص نہیں بلکہ پورے پورے تابع ہیں۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام کا پورا مُتبع وہی ہوسکتا ہے جو آنحضرت کے کمالاتِ ظاہری و باطنی سے متصف ہو۔

۳۔ آپ دافعِ ہلاکت اُمّت ہیں

۴۔ آپ اہلِ بیت حضرت رسول ﷺ ہیں۔

بفحوائے حدیث "کیفت تهلك امتی انا فی اولها و عیسیٰ فی آخرها المهدی من اهل بیتی فی وسطها"

ترجمہ:۔ "میری امّت کیسے ہلاک ہوگی جبکہ میں اس کے اوّل ہوں اور عیسیٰؑ اُس کے آخر میں ہیں اور مہدی جو میرے اہل بیت ہیں اُس کے وسط میں ہیں" اس حدیث میں حضرت مہدی علیہ السلام کی علوشان اس بات سے بھی پائی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا اہل بیت فرما کر دو اولوالعزم پیغمبر کے بیچ میں آپ کا ذکر کیا۔

۵۔ آپؑ ہمنامِ حضرت رسولؐ ہیں

۶۔ آپؑ صاحبِ عدل وانصاف ہیں

بفحوائے حدیث "لاتذهب الدنیا حتیٰ یبعث الله رجلامن اهل

بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی ۔ فیملأ الارض قسطاً و عد لا کما ملئت جوراًو ظلماً"

ترجمہ:۔"دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص پیدا نہ کریگا۔ وہ میرے ہمنام ہونگے اور آپ کے والد میرے والد کے ہمنام ہونگے جس طرح کہ زمین ظلم وستم (وخدا کی نافرمانیوں) سے بھرگئی تھی اس کوعدل وانصاف سے (جوآپ کی اعلیٰ تعلیمات واخلاقِ فاضلہ کاثمرہ ہے) بھردینگے" (تاکہ آپ کے پیروخدااوررسول کی فرمانبرداری سے اپنی ذاتوں پر انصاف کریں کہ ہم سے کوئی فعل شرعی خلافِ محل تو نہیں ہوا۔اورشرکِ خفی کوتوحیدخالص کے ساتھ تونہیں ملادیا!)۔

نقل:کسی نے حضورِمہدی علیہ السلام سے کہا"حاتم بڑاسخی اورنوشیرواں بڑا ہی عادل تھا" آپ نے فرمایا"حاتم نے اپنی ذات پرسخاوت نہ کی اورنوشیرواں نے اپنی ذات پر عدل نہ کیا"۔ (مولود مہدیؑ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿ یٰایُّھاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰہِ ﴾

(۶۱صف،۳،۲/۱)

ترجمہ:۔مسلمانو کیوں (ایسی باتیں لوگوں کو) کہتے جوجن پرخود عمل نہیں کرتے (ایسا کرنا) اللہ کے نزدیک بڑی بےحیائی ہے کہ کہو(سب کچھ) اور کرو (کچھ) نہیں۔(۲۸/۹) بڑی بڑی سخاوت یہی تھی کہ اپنی دولت اوراپنی جان پیغمبر زمانہ پرنثار کردیتا ! اسی طرح بڑاعدل یہی تھا کہ فرمانِ خدااوررسول زمانہ کے تابع ہوجاتا!

۷۔آپ خلیفۃ اللہ ہیں

۸۔ آپ صاحبِ بیعت ہیں

بفحوائے حدیث"ثمہ یجیئی خلیفۃ اللہ فاذ اسمعتم بہ فاتوہ ولو

حبو اعلی الثلج ، فانه خلیفة الله المهدی " ترجمہ۔ پھر اللہ کے خلیفہ آئیں گے جب اُن کے آنے کا سنو تو اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے بیعت کرو۔ اگر چہ کہ تم کو برف پر گھسٹتے ہوئے چلنا پڑے کیونکہ وہ خلیفہ مہدی (موعود) ہیں"۔ اس لئے فرض ہے۔

۹۔ آپ ہم خُلقِ حضرت رسولؐ ہیں

بفحوائے حدیث "یشبـه فی الخُلق ولا یشبه فی الخَلق "ترجمہ۔ اس مہدی کے اخلاق آنحضرت کے اخلاق کے جیسے ہوں گے لیکن صورت شکل میں وہ آپ کے جیسے نہ ہونگے"۔ پھر ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ "اسمه اسمی و خُلقه خُلقی۔ ترجمہ "وہ میرے ہمنام و ہمخلق ہونگے"۔

۱۰۔ آپ خاتمِ دین ہیں

بفحوائے حدیث "یارسول الله اَمِنّاآل محمد المهدی من غیر نا ؟فقال بل مِنّا . یختم الله به الدین کما فتح بنا "ترجمہ۔ حضرت علیؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا محمد مہدی ہماری اولاد سے ہونگے یا غیر کی اولاد سے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہماری اولاد سے ہونگے جس طرح دین کا آغاز ہم سے ہوا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ دین کو اُن پر ختم کرے گا"۔

۱۱۔ آپ ماحیِ رسم وعادت۔ کفر و بدعت واحکام ظنّیہ ہیں

۱۲۔ آپ مجدّدِ اسلام ہیں

بفحوائے حدیث "اذاخرج المهدی سیرة یسیر۔ قال یهدم ماقبله کمال فعل رسول الله ویستانف الاسلام جدیدا "ترجمہ۔ جب مہدی

پیدا ہونگے تو آپ کے عادات وخصائل کیسے ہونگے ؟ کہا جس طرح آنحضرتؐ نے ماقبل کے کفر و بدعت کو مٹایا اسی طرح مہدی بھی (کفر و بدعت) باطنی) مٹائینگے اور اسلام کو (احکام ظنیہ سے خالص کر کے ظاہر و باطن) پھر تازہ کرینگے ۔

۱۳۔ آپ مالک دو جہاں ہیں

۱۴۔ آپ قاسم المال علی السّویّت ہیں۔

"کمال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لو لم یبق من الدنیا الالیلة یطول اللّٰه تلك اللیلة حتیٰ یملك رجلامن اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی ۔ یملأ الارض ......ویقسم المال بالسویت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ختم دنیا میں ایک رات بھی باقی رہ گئی تو اُس رات کو اللہ تعالیٰ اسقدر لمبی کریگا کہ بالآخر میرے اہل بیت سے ایک شخص مالک ہوگا اُس کا نام میرا نام اور اُس کے والد کا نام میرے والد کا نام ہوگا جس طرح زمین ظلم وستم سے بھر گئی تھی وہ عدو انصاف سے بھر دے گا اور مال برابر برابر تقسیم کرے گا۔

۱۵۔ آپ صاحبِ جودِ کثیرہ ہیں

"فی قصة المهدی ۔ قال یجیٔ الیه الرجل فیقول یا مهدی اعطنی اطعنی فاعطی له ما استطاع ان یحمله " ترجمہ۔ ایک شخص آپکے پاس آئے گا۔ اور عرض کرے گا کہ اے مہدی اے مہدی مجھے عنایت کریں مجھے عنایت کریں۔ تو اُسکو (گنجینہ عرفان وفیض ولایت مقیّدہ) (11) عقیدہ :۔ اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا کہ وہ اٹھا سکے۔

حضرت مصنف رسالہ ہذا مبشّر بہ حدیث مذکورہ ہیں

(12) عقیدہ :۔ یہاں ایک شخص سے مراد بندگی میاں سید خوندمیر صدیق

ولایت۔حامل بارامانتؓ ہیں جن کی نسبت سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''مرد گجراتی ایں بندہ راعاجز ساخت۔ ہر چند کہ از طرف حق تعالیٰ عطامی شود بَس نمی کندو طلبش کوتاہ نمی گردد'' (13) عقیدہ :۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''ہفت ہفت دریائے الوہیت یکدم نوش می کنند ولب بالاہم ترنمی گردد'' (14) عقیدہ :۔ پھر فرماتے ہیں ''فرمانِ خدامی شود کہ محمد رسول اللہؐ رافرما کردیم کہ ''اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَر'' مراداز اں کوثر ذات بھائی سید خوندمیر است و آں فرزندِ ولایت مصطفیٰؐ سید خوندمیر اند''۔(15) عقیدہ :۔ برائے آں خود حضرت میراں علیہ السلام بندگی میاں را ''فرزندِ حقیقی'' خویش فرمودند۔(16) عقیدہ :۔ پھر فرماتے ہیں ''دادِالٰہی راشمارنیست وامکان نیست کہ در عقلِ بشرآید۔ کسے داند کسے راکسے می دہد۔ خدامی دہاند خدامی وہد چنانچہ میاں سید خوندمیر راداد دلِ میاں سید خوندمیر می داند یا آں کس می داند کہ میاں سید خوندمیر راداد۔ حالا معلوم نمی شود پیشتر معلوم خواہد شد کہ ایں چنیں دادہ است'' (انتخاب المموالید)

اصحاب مہدی علیہ السلام کی علوشان

جس طرح عمارت کی اعلیٰ شان معمار کے کمالات کا پتہ دیتی ہے اس طرح صحابہؓ کا علومرتبت اُن کے ہادیِ کامل کی شہادت پر بیّن دلیل ہے۔ پس صحابہؓ کی تعریف خود سیدنا مہدی علیہ السلام کے کمالات کی تعریف ہے جس کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

یرضیٰ عنہ ساکن السماء و ساکن الا رض لاتدع السماء من اقطار ھاشیئ الاوصبتہ ولاتدع الارض من نبا تھاشیئًاالا واخرجتہ حتی یتمنی الاحیاء الا موات ''ترجمہ۔آسمان کے رہنے والے اورزمین

کے رہنے والے اس سے خوش ہونگے۔ آسمان سب کا سب برسات اُنڈیل دیگا اور زمین سب کی سب روئیدگی نکال کر رہے گی (یہ قوم ان سے بڑے مرتبہ والی ہوگی کہ) زندہ لوگ (اپنے) مُردوں کے زندہ ہونے کی آرزو کرینگے" کہ اگر وہ بھی زندہ ہوتے تو ہماری طرح بارانِ رحمتِ الٰہی و فیوضاتِ ولایت نامتناہی سے اُن کے دل کی زمین سیراب ہوجاتی (رسالہ شریفہ)

اِسی قوم عالی منزلت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔"ثم قال یا اباذر اَتدری ماغمی وفکری؟......" ترجمہ۔ اے اباذرؓ تمہیں معلوم ہے کہ میں کس سوچ اور فکر میں ہوں اور کس بات کی طرف میرا شوق لگا ہوا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فکر اور سوچ سے مطلع کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا آہ! میرے بھائیوں کو دیکھنے کا شوق (جو میرے بعد ہونگے)! صحابہؓ نے کہا۔ ہم بھی تو آپ کے بھائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو میرے بعد ہونگے۔ جن کی شان نبیوں کی شان ہوگی۔ اور وہ خدا کے نزدیک شہیدوں کے درجہ پر ہونگے وہ اپنے باپ۔ اپنی ماں۔ اپنے بھائی۔ اپنی بہنوں۔ اپنے بیٹوں سے (محض) خدا کی خوشنودی کے لئے الگ[1] ہوجائیں گے وہ اپنے مال کو خدا کے لئے چھوڑ دینگے[2] اور کمالِ تواضع کے باعث اپنی ذات کو ذلیل[3] سمجھیں گے۔ خواہشات[4] اور دنیا کی فضول[5] چیزوں کی طرف رغبت نہ کریں گے۔ وہ محبتِ الٰہی کی وجہ سے خدا کے کسی گھر[6] میں جمع ہونگے۔ عشقِ الٰہی میں مغموم[7] و محزوں رہینگے۔ ان کے دل خدا کی طرف لگے لگے[8] ہونگے۔ اُن کی روحیں اللہ سے واصل[9] ہونگی۔ انکے عمل (خالص) اللہ کے واسطے ہونگے (یعنی خودی و ہستی کی گندی سے بے لوث رہیں گے)۔

---

[1] ہجرت و ترکِ علائق۔۱۲۔ [2] ترک دنیا۔۱۲۔ [3] توکل و ترکِ خودی۔۱۲۔ [4] ماسوئ اللہ سے پرہیز۔۱۲۔ [5] عزلت خلق۔۱۲۔ [6] ثائرہ۔۱۲۔ [7] بیکسی و تسلیمی۔۱۲۔ [8] ذکر دوام۔۱۲۔ [9] دیدار خدا۔۱۲۔ منہ

ان میں سے ایک کا بھی بیمار ہونا خدا کے نزدیک ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے (کیونکہ بیماری سے نسبتی و تسلیمی پیدا ہو کر مدارج میں ترقی ہوتی ہے) اے اباذر اگر تم چاہو تو اور بھی کہوں عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا۔ ان میں کوئی مر جائیگا تو خدا کے نزدیک اُن کی بزرگی کی وجہ سے (یہ سمجھا جائے گا کہ) گویا کوئی آسمان کا باشندہ مر گیا ہے۔ اے اباذر اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں ۔عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے ۔فرمایا اگر ان میں سے کسی کو اُس کے کپڑے کی جُو کاٹیگی تو اللہ تعالیٰ ستر حج اور ستّر جہاد کے علاوہ چالیس نبی اسماعیل کو (جو کسی وجہ سے غلام ہو گئے تھے) بارہ بارہ ہزار سے خرید کر آزاد کرنے کا ثواب عطا کرے گا۔ اے اباذر اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں ۔عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا جب کوئی ان میں سے اپنے اہل[1] و عیال کو یاد کریگا اور اُن کے لئے اُس کے دل میں کسی قسم کی فکر ہو گی تو اُس کے لئے ہر دم ہزار ہزار درجے لکھے جائیں گے۔ اے اباذر اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں عرض کیا۔ ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا ان میں سے کوئی دو رکعت نماز پڑھے گا تو اُس کی یہ نماز خدا کے نزدیک اُس شخص کی عبادت سے افضل ہو گی جو اُس نے کوہ لبنان (واقع شام) میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر یعنی ہزار برس تک کی ہو گی۔ اے اباذر اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں عرض کیا ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا۔ ان میں سے کوئی ایک وقت بھی تسبیح پڑھیگا تو اُس کی یہ تسبیح قیامت کے روز دنیا کے تمام پہاڑوں سے بہتر ہو گی جو اُس کے ساتھ ساتھ سونا بن کر چلیں گے (یعنی اسکو بے انتہا ثواب حاصل ہو گا) اے اباذر اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں ۔عرض کیا ہاں حضرت فرمایئے۔ فرمایا ان کے گھروں (یعنی گھاس پھوس کے حجروں) سے ایک گھر کو بھی کسی نے دیکھ لیا تو خدا کے نزدیک اُس کا دیکھنا بیت اللہ کے دیکھنے سے بھی زیدہ پسندیدہ ہے اور جس نے صاحب خانہ (یعنی فقیر دائرہ) کو

[1] اہل و عیال وہی ہیں جو نبی مہدی کے مسلک پر ہوں الی من سلک طریقی (حدیث) ۱۲۔منہ

دیکھا تو گویا اُسنے خدا کو دیکھ لیا۔ اور جس نے اُس کو کپڑا پہنایا گویا اُس نے خدا کو پہنایا۔ اور جس نے اس کو کھانا کھلایا تو یا خدا کو کھانا کھلایا۔ اے اباذر اگر چاہو تو کچھ اور بھی کہوں عرض کیا فرمائیے۔ حضرت فرمایا جو لوگ گناہوں پر اڑے رہتے رہتے اپنے گناہوں کے سبب بوجھل ہو گئے ہونگے وہ اگر انکے پاس آکر بیٹھیں گے تو خدا کے نزدیک ان برگزیدوں کے علو مرتبت کے باعث جن تک کہ خدا ان گنہگاروں کو (رحم کی نظر سے) نہیں دیکھے اور اُنکے گناہ نہیں بخشے وہ اُن کی مجلس سے انہیں اٹھینگے۔ اے اباذر۔ ان کی ہنسی عبادت۔ اُن کی خوش طبعی تسبیح اور ان کی نیند صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر روز ستر مرتبہ (نظر رحمت سے) دیکھے گا۔ اے اباذر میں ان ہی لوگوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر سر جھکا لیا۔ پھر اُٹھایا اور اس قدر روئے کہ دونوں آنکھوں سے آنسو نکل نکل پڑے۔ پھر فرمایا ''آہ ! ان کے دیدار کا شوق پھر فرمانے لگے۔ ''اے اللہ اُن کی حفاظت کرنا اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر اُن کو مدد دینا اور قیامت کے روز میری آنکھیں اُن سے ٹھنڈی کرنا''۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ترجمہ:۔ سنو جی اللہ کے دوستوں پر نہ (تو کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر[1] ہونگے۔ (۱۲/۱۱)

حضرت رسول اکرمؐ صحابہ مُہدیؑ کی شان میں پھر فرماتے ہیں۔

" انی لا عرف اقواما هم بمنزلتی ۔ فقال اصحابه کیف یکون ذلك یا رسول اللّٰه انت خاتم النبی ولا نبی بعدك فقال لیسو امن الانبیاء و الشهداء لکن یغبطهم الا نبیاء والشهداء هم المتحابون فی اللّٰه " ترجمہ۔ میں یقیناً اُس قوم کے لوگوں کو پہچانتا ہوں جو میرے مرتبہ کے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا اے رسول اللہؐ یہ کیسے ہوسکتا ہے آپ تو خاتم النبی ہیں

[1] رسالہ شریفہ مصنفہ بندگی میاں سید خوند میرؓ۔ ۱۲ منہ

اور آپ کے بعد کوئی نبی ہونے ولا ہے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ انبیا اور شہید تو نہیں ہیں لیکن انبیا اور شہدا اُن کے جیسا ہونے کی آرزو کرینگے اور وہ لِلّٰہ فی اللہ ایک دوسرے پر محبت کرینگے''۔

فائدہ:۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا کہ پیغمبر بھی صحابہ مُہدی علیہ السلام کا غبطہ کرینگے یہ غبطہ مرتبہ دیدار و مقام یکتائی میں ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''جا یکہ ختمِ ولایتِ مصطفیٰ شود آنجا بعضے ہم مقامِ انبیا شوند'' و بعضے را مقام ابرہیم و موسیٰؑ و عیسیٰؑ وغیرہ علیہم السلام فرموند''۔ (18) عقیدہ:۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''مہدی و مہدیان تا نزولِ عیسیٰؑ باشند چیزے عیسیٰؑ را بد ہندو چیزے از عیسیٰؑ بگیرند'' (19) عقیدہ:۔ (انصاف نامہ) حضرت رسول اللہؐ اپنے صحابہؓ سے فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عیسیٰؑ سے بیعت کرینگے وہ تمہارے جیسے ہونگے یا تم سے بہتر۔ '' ھم مثلکم او خیر منکم'' صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو یہ جزئی فضیلت پیغمبروں پر حاصل ہے وہ اُنکی شان نبوت وفضیلتِ کلی پر سبقت نہیں لے جا سکتی۔ اعتقادی بات یہی ہے کہ کوئی ولی کامل حضرت یونس علیہ السلام کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جن کا درجہ پیغمبروں میں سب سے ادنیٰ سمجھا جاتا ہے''۔

بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہداؓ

مصنف رسالہ ہٰذا کے جاں نثاروں کی شان

(19) عقیدہ:۔ جنگ بدر ولایت ختم ہونے کے بعد شہدائے کھانبھیل و سُدراسن کی روحیں حضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے لائی گئیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا فرمانِ حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد بداں دآگاہ باش کہ درحضرتِ ما برابر ایں جماعت ہیچ کدام کساں نیستند'' (انتخاب المواليد)۔

(20) عقیدہ:۔ او (سیدنا حضرت مہدی السلام) فرمودہ است ''ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامرِ خدا بیان می کنم۔ ہر کہ ازیں احکام یک حرف را منکر

شود عند اللہ ماخوذ گردد''

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں'' بندجو حکم بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے (معلوم کرکے) اور اللہ (ہی) کے حکم سے بیان کرتا ہے۔ اسلئے جو شخص ان احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہے وہ خدا کے نزدیک گرفتار ہوگا''۔

کیونکہ جوذات خلیفۃ اللہ۔ خلیفہ رسول اللہؐ۔ صاحبِ دعوتِ جمیع جہانیاں۔ تابع تام حضرت رسول علیہ السلام۔ معصوم عن الخطا۔ ماحی رسم وعادت وبدعت۔ قائم الدین۔ صاحبِ خلق عظیم وغیرہ صفاتِ مخصوصہ سے متصف ہو وہ حضرت رسول اللہ کی طرح واجب الاطاعت ہے۔ اس لئے آپ کے ایک حکم کا منکر بھی بلاشبہ کافر ہے۔

(21) عقیدہ:۔ واوذاتِ خویش رابأمرِ خدابہ''مہدیت'' اظہار کرد۔ وبرثبوت مہدیت حُجت از خدا۔ واز کلام خدا۔ وبموافقتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آورد۔

﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ج فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ق اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ط اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ج اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ لا الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ط وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ط مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ط يُضٰعَفُ لَهُمج الْعَذَابُ ط مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ

عَنهُم مَّا كَانُوْيَفْتَرُوْنَ ٥ لَاجَرَمَ اَنَّهُم فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخسَرُوْنَ ٥اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لا اُولٰئِكَ اَصحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ٥ مَثَلُ الْفِرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَ الْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ط هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (۱۱ہود، ۲۔ ۱۷ سے ۲۴) مثلِ ایں ایت دیگر آیتہا بسیار مشہور اند۔

ترجمہ:۔ آپ فرمانِ خدا سے اپنی ذات کو مہدی کہا اور ثبوت مہدیت پر دلیل کے لئے اللہ اور کلام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت بتلائی، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ ﴾...... ترجمہ:۔ کیا جو شخص اپنے پروردگار کی راہ روشن (یعنی ولایتِ محمدیؐ) پر ہو، اور اُس کی نسبت (یعنی مہدی کے آنے اور خاتمِ ولایت ہونے پر) اُس (خدا) کی طرف سے گواہی دینے والا (قرآن) گواہی دیتا (اور مہدی کے تمام احوال واقوال وافعال پر شاہد) ہو اور (نزول) قرآن سے پہلے کتابِ موسیٰؑ (یعنی تورات) نے (بھی اس امر کی) گواہی دی ہو کہ (مہدی) امام ہے اور (دنیا جہاں کے لئے) رحمت ہے۔ یہی لوگ (جن کی روحیں روزِ ازل سے مصدق مہدی ہیں) اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور (دوسرے) فرقوں سے جو (لوگ) اس مہدی موعود کے منکر ہوں تو اُن کے لئے آخری ٹھکانا دوزخ ہے۔ پس (اے محمد یعنی اے اُمت محمد) تم اس (مہدی موعود کی طرف) سے (کسی طرح کے) شک میں نہ رہنا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ (مہدی) برحق ہے (اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے ۔لیکن بہت سے لوگ (بعثِ مہدی کے بعد بھی اُس پر) ایمان نہیں لائیں، اور جو (شخص) خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون! یہی لوگ (قیامت کے دن) اپنے پروردگار کی حضور میں پیش کیئے جائیں گے اور

گواہ گواہی دینگے کہ یہی ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سنو جی !(ان) ظالموں پر خدا ہی کی مار جو خدا کے راستے سے (لوگو کو) روکتے اور اُس میں کجی (پیدا کرنی) چاہتے ہیں اور یہی ہیں جو آخرت سے (بھی) منکر ہیں ۔یہ لوگ نہ دنیا ہی میں (خدا) کو ہرا سکے اور نہ خدا کے سوا اُن کا کوئی حمایتی (ہی) کھڑا ہوا (تو قیامت میں) ان کو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ (مارے حسد کے) نہ (حق بات) سن سکتے تھے اور نہ (سیدھا راستہ) ان کو سوجھ پڑتا تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے آپ اپنا نقصان کرلیا اور وہ جو (دنیا میں) افترا پر دازیاں کیا کرتے تھے (آخرت میں سب) ان سے گئی گذری ہوگئیں (پس) ضرور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ ٹوٹے میں ہونگے۔ جو لوگ ایمان لائے اور (ایمان لانے کے علاوہ انہوں نے) نیک عمل (بھی) کئے اور اپنے پروردگار کے آگے عاجزی کرتے رہے یہی جنتی لوگ ہیں کہ یہ بہشت میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے (اہل انکار اور اہل تصدیق کے) دو فریقوں کی مثال اندھے اور بہرے اور آنکھوں والے اور سننے والے کی سی ہے۔ کیا دونوں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے! کیا تم لوگ غور نہیں کرتے۔ (۲/۱۲) (شرح عقیدہ از بندگی میاں سید حسینؒ)

عالم سوری و معنوی بندگی میاں لاڈ شہؒ ولد مبارکؒ مہاجر مہدی علیہ السلام و پیر علامہ عصر بندگی میاں شیخ علائیؒ نے اس آیت کے معنی بڑے دلکش و لطیف پیرایہ میں بیان کئے ہیں جس کے دیکھنے سے آیت مذکورہ کا اصل مفہوم اور زیادہ روشنی میں آتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ ﴿ اَفَمَنْ كَانَ ﴾ ''پس ہر کہ باشد مراد از مَنْ اوّل ذات محمد رسول اللہؐ باشد و تبعاً مہدی و جمیع مؤمنانِ ازلی وغیرہ ہر کس کہ در دین محمدؐ است'' عَلٰى بَيِّنَةٍ '' بر بینہ یعنی بر ظہورِ ذات با جمیع

صفات یا بر ہدایتِ ایمان و معرفت و بینائی ''مِنْ رَّبِّہٖ'' از پروردگارِ خویش ''وَیَتْلُوْہُ'' ومی خواند برآں بینہ یعنی برآں ظہور خدا د ہدایت و ایمان و معرفت و بینائی معنی دیگر پیش می آید۔ آن بینہ را شاھِدٌ گواہِ قرآن مِّنْہُ از و یعنی از پروردگار خویش یا بر گواہی قرآن بر آبینہ ''مِنْ قَبْلِہٖ'' واز پیش آں قرآن گواہ بود۔ ''کِتَابُ مُوْسٰی اِمَامًا کتابِ موسیٰؑ'' یعنی توریت رہنما بود بایمان وتوحید و بینائی ''اُولٰٓئِكَ'' ایشانند یعنی رسول و اُمّت دے یعنی ملکوتی و جبروتی۔ جبروتی در مرتبہ جبروت وملکوتی در مرتبہ ملکوت ظہور حق را دیدند و معرفِ خدا چشیدند۔ وجبروتی بمرتبہ جبروت ظہورِ خدا را دیدند و بمعرفتِ خدا رسیدند دلاہوتی بمرتبۂ لاہوت ظہورِ خدا را شناختند و معرفتِ خدا حاصل کردند و بر بینائی خدا رسیدند یعنی امام وگروہ ہر ہمہ۔ بدیں عبارت ضمیر ''اُولٰٓئِكَ'' راجع باشد بر رسول و اُمّت و مہدی و مہدیاں و سائر المومنین کہ بر ظہورِ خدا و بینائی خدا اند کہ ولایت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بے واسطہ از حق تعالیٰ فیض می گیرد دمی دہد۔ و اُمّت بواسطہ رسول علیہ السلام ہدایت یافتند وحق را ''یُؤْمِنُوْنَ'' ایمان می آرند بِہٖ بداں ظہور خدا و ہدایت و ایمان و معرفت و بینائی ''وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ'' وکسے کہ کافر گردد بداں ظہورِ خدا و ہدایت و ایمان و معرفت یعنی ہادی و ہدایت را نسبت بہ کفر کند یا انکار کنند یعنی ظہور خدا نہ بیند ''مِنَ الْاَحْزَبِ'' از گردہا ''فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ'' پس آتش وعدہ کردہ شدہ اوست اورا''

اس آیت کے جیسی اور بہت سی آیتیں ہیں جہاں ''مَنْ و اَنَا'' سے مراد خاص ذاتِ مہدی موعودؑ ثابت ہوتی ہے اور خود حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی مَنْ کو اپنی ذاتِ مبارک سے منسوب و مخصوص کیا ہے۔ مثلاً ''قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْ'' (۱۲ یوسف ۱۰۸) (22) عقیدہ:۔ ''قُلْ اَیُّ شَیْءٍ'' (۱۹/۱۶) (23) عقیدہ:۔ ''فَاِنْ حَاجُّوْكَ'' (۱۹/۳) (24) عقیدہ:۔ وَکَذٰلِكَ اَوْحَیْنَا

(۴۲/۵۳)(25) عقیدہ:۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ (۳۵/۳۲سے۳۵)(26) عقیدہ:۔ ''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (۱۸۹/۲سے۱۹۴)(27) عقیدہ:۔ ''ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ (۲/۲۲سے۴)(28) عقیدہ:۔ وغیرہ وغیرہ (معرفت مہدی المشہور رسالہ شریفہ)۔

(29) عقیدہ:۔ و فرمود ''ہر کہ از مہدیت ایں ذات منکر شود او از خدا و از کلامِ خدا و از رسول وے صلی اللہ علیہ وسلم منکر باشد''

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس ذات کی مہدیت کا منکر ہے وہ خدا اور قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے'' پس حسب الحکم شریعت محمدیؐ منکرِ مہدی بلاشبہ کافر ہے۔

(30) عقیدہ:۔ فرمود کہ ''این احکام در خلق اظہار کردن ماور گشتیم''

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ''ہم یہ احکام لوگوں میں ظاہر کرنے کی غرض سے مامور ہوئے ہیں''۔

(31) عقیدہ:۔ د کسے کہ بہ احادیث وے را پیش محبت آور وفرمود کہ ''در احادیث اختلاف بسیار است ایں صحیح شدن مشکل است ہر حدیثے کہ موافق با کتاب خدا و حالِ ایں بندہ باشد آں صحیح است چنانچہ حضرت مصطفیٰ فرمودہ است ''ستکثر لکم الا حادیث من بعدی فاعرضوا علیٰ کتاب اللہ فان وافقوا فاقبلوا و الا فردوا ''(32) عقیدہ:۔ و بعضے احادیث را بیان ہم فرمود۔ آن خلافِ عقیدہ و فہم ایشاں آمد۔ و کسانے کہ ایں حدیث پیش حجت آوردند کہ ''یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورًا و ظلماً'' یعنی ہمہ عالم مہدی را ایمان بیارو و اطاعت کند۔ جواب فرمودند کہ ''ہمہ مؤمناں ایماں آوردند و اطاعت کردند''

ترجمہ: جو شخص آپ سے سندِ احادیث کے بَل پر حجت کرنے لگا تو فرمایا کہ حدیثوں میں بہت (ہی) اختلاف ہوگیا ہے ان کا صحیح ہونا مشکل ہے۔ جو

حدیث قرآن مجید[1] اور اس[2] بند کے حال کے موافق ہو وہ صحیح ہے۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ستکثر لکم و لا حادیث...... ترجمہ:۔ میرے بعد تمہارے لئے حدیثیں کثرت سے بڑھ جایں گی۔ ان کو قرآن پاک سے ملاؤ اگر موافق ہوں تو مان لو ورنہ رد کردو"۔ آپ نے چند حدیثیں بھی بیان فرمائیں جو لوگوں کو اُن کے عقیدہ کے خلاف اور سمجھ سے الٹی نظر آئیں۔ اور جو لوگ اس حدیث کو حجت کے طور پر لائے کہ "یملا الارض "......... ترجمہ جس طرح زمین ظلم و ستم سے بھر گئی (امام مہدی) عدل و انصاف سے بھر دینگے"۔ یعنی تمام جہان مہدی پر ایمان لائیگا اور آپ کی اطاعت کریگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ "کل مؤمنین (جن کی روحیں روز ازل سے مومن تھیں) ایمان لائے اور اطاعت کی" کماقال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَاٰ مَنَ مَنْ فِیْ الْاَ رْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعاً ط اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ o وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَیَجْعَلُ الرِّ جْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَایَعْقِلُوْنَ﴾ (۱۰ یونس ۱۰/۸۱) ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے آدمی روئے زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرسکتے ہو کہ وہ (سب کے سب) ایمان لے آئیں، اور بے حکم خدا کسی شخص کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایمان لے آئے، اور خدا (کفر کی) گندگی اُن ہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو (ایمان کے بارے میں کھلی کھلی دلیلیں سمجھنے میں بھی) عقل کو کام ہیں نہیں لاتے"۔ (۱۱/۱۵)۔

(33) عقیدہ:۔ و در حق گرویدگاں ایں آیت فرمود ﴿فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِ جُوْامِنْ دِیَارِھِمْ وَ اُوْذُوْافِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا﴾ (۳ آل عمران ۔۲۰/۱۹۴) (34) عقیدہ:۔ ایں صفتہا کہ دریں آیت مذکور است در حق مہدیاں داشت و فرمود کہ "ایں ہمہ علامات در ایشاں موجود شد مگر یک صفت کارزار ماندہ

است'' آں را بمشیئتِ حق تعالیٰ داشت۔ ہر کہ موافق ایں آیت باشد او از جملہ مہدیاں باشد۔

ترجمہ:۔آپ نے مصدقوں کے حق میں یہ آیت پڑھی " فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا ''......ترجمہ ''جن لوگوں نے ہجرت (وطن) کیا اور گھروں سے (جو دائرہ میں تھے) نکلے گئے اور اللہ کے رستے میں ایذائیں دیئے گئے، اور کافروں سے لڑے (اُن کو مارا) اور (خود بھی) مارے گئے'' (۱۱/۴) جو چار صفتیں کہ اس آیت میں بیان ہوئی ہیں یعنی ہجرت۔ اخراج۔ ایذا اور قتل وہ مہدویوں کی شان میں بتلائیں اور فرمایا کہ ''یہ سب علامتیں ان میں موجود تھیں لیکن ایک جنگ کی صفت باقی ہے'' جس کو ارادۂ ایزدی پر اُٹھا رکھا پس جو شخص اس آیت کے موافق ہو جمیع مہدیوں (یعنی اصحابِ ہدایت) میں داخل ہے''۔

(35) عقیدہ:۔ یہ چاروں صفتیں اصالتاً سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کی ہیں اور تبعاً و حکماً گروہ مقدسہ کی جن میں تین صفتوں کی نسبت تو آپ نے ناگور میں بیان قرآن کے وقت فرمایا کہ " فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا شد۔ وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ شد۔ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ شد۔ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا کہ ماندہ است انشاء اللہ خواہد شد'' (36) عقیدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین امر تو ہو گئے اب چوتھا امر جو کہ جہاد فی سبیل اللہ ہے باقی رہا۔ اس کا وقوع بھی اوّل الذکر تین کی طرح لازمی ہے اس لئے آپ کی ذاتِ مبارک سے ہونا ہی چاہئے لیکن دوسرے پہلو پر آپ علماء کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''پانی کا کام ڈبانا ہے آگ کا کام جلانا اور تلوار کا کام کاٹنا ہے لیکن کوئی شخص ان کے ذریعہ سید مہدی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے'' چنانچہ میر ذوالنون حاکم فرح (واقع افغانستان) نے آپ پر تین وقت تلوار کا وار کیا اور تینوں وقت ہاتھ

شل ہوگیا اور بالآخر بے ہوش ہوکر گر پڑا میر ذوالنون کا مقصد یہی تھا کہ (معاذ اللہ) اگر آپ مہدی کاذب ہیں تو خس کم جہاں پاک ایک ہی وار میں کام تمام کردونگا اور اگر سچّے ہیں تو آپ پر کچھ اثر نہ ہوگا۔

پس جبکہ کوئی شخص تلوار سے آپ پر قادر نہیں ہوسکتا تھا تو فرمانِ خدا سے بندگی میاں سید خوندمیرؓ نظیر مہدی۔ صدیق مہدی۔ فانی فی الذاتِ مہدی کو اپنا بدلہ ٔ ذات بنا کر فرمایا کہ۔

''بھائی سید خوندمیر صفتِ قاتلوا وقتلوا[1] جو میری ذات کا خاصہ ہے تم سے ظہور میں آئیگی اور اس بار امانت کے حامل تم ہی ہوگے''

اس لئے بندگی میاں سید خوندمیرؓ بدلہ ٔ ذات مہدی ہوئے۔ بدلہ ٔ ذات مہدی وہی شخص ہوسکتا ہے جس میں ویسی ہی قابلیت و استعداد اور ویسے ہی کمالاتِ صوری و معنوی پائے جائیں۔ خواہ وہ کمالات تبعاً ہی کیوں نہوں۔ چونکہ حضرت شاہ خوندمیرؓ میں یہ کمالات موجود تھے اس لئے سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کی اس صفت خاص کے آپ ہی حامل و عامل ہوئے۔

امام الامام حضرت مہدی علیہ اسلام نے اپنی اس صفتِ خاص کو اپنے صدقِ مہدیت پر بطور دلیل قطعی فرمایا کہ۔

(37) عقیدہ:۔ ''بھائی سید خوندمیر اگر تمام جہان ایک طرف ہو ایک طرف تم اکیلے رہ جاؤ اور ایسی حالت میں تمام جہان تم پر ٹوٹ پڑے اُس وقت اگر سب کے سب بھاگ جائیں تو (سمجھ لو کہ) میں (سچّا) مہدی ہوں''

رانا سانگا کا فوج جرار کیساتھ ۹۲۵۔۲۶۔۲۷ ہجری میں جابجا افواجِ سلطانی سے

---

[1] حسنِ موافقت۔ ایں صفت وَقَاتَلُوْ اوَ قُتِلُوْ ابعد وصال مہدیؑ بہ کہ ظہور پذیرد؟ بمیاں سید خوندمیر (شرح عقیدہ) ایضاً سنہ وصال مہدی'' خوندمیر''
۱۰۳+۷۴+۹۱۰=۱۰۸۷ (انتخاب المولید)۔۱۲

مقابلہ کرنے اور تخت وتاراج کا سُن کر بندگی میں سید خوندمیرؓ نے ثبوت مہدی میں فعلی پیشن گوئی کے طور پر سلطان مظفر ثانی ابن سلطان محمود بیگڑہ کو یہ پیغام بھیجا کہ۔

''میں اس شرط پر رانا سانگا سے اکیلا مقابلہ کر کے اُس کی تمام فوج کو بھگا دینے پر آمادہ ہوں کہ آپ فتح کے بعد حضرت سید محمد مہدی موعود جون پوری کی تصدیق کرلیں'' (ق)

بادشاہ نے اس امر کو پسند کیا لیکن امرا اور ملاؤں کی اس گزارش پر کہ ''ان مہدوی فقیروں میں کچھ ایسا جادوئی اثر ہے کہ بلاشبہ یہ لوگ دشمن کی فوج کو بھگادینگے لیکن ساتھ ہی اس امر کو بھی بالیقین مان لیں کہ کل کہ روز حضور کو بھی تخت سے اُتار کر خود سلطان بنجائیں گے۔ متحدہ زبانوں سے یہ کلام سُن کر بادشاہ خاموش ہورہا اور بندگی میاںؓ کو کچھ جواب نہ بھیجا۔ (دفتر اوّل رکن ۵۔باب ۴)
اس وقعہ کے کچھ عرصہ بعد بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے الزام کے طور پر پھر سلطان مظفر ثانی کو کہلایا کہ

''تمام گجرات کی فوج جو قریباً پانچ لاکھ سنی جاتی ہے اگر ہم گنتی کے فقیروں سے مقابلہ کرے اور پہلے روز شکست پائے تو جان لو کہ مہدی موعود برحق ہیں اور آپ کو تصدیق کرنا لازم ہوگا''۔

لیکن ملاؤں کا زور اُس وقت بہت بڑھا ہوا تھا۔ بادشاہ کے کان میں کچھ ایسی باتیں پھونکیں کہ سلطان مظفر حضرتؓ کے پیغام سے انجان ہوگیا اور کچھ جواب نہ بھیجا (دفتر اوّل رکن ۵۔باب ۴)

ملاؤں کی روزانہ افترا پردازیوں اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ثبوت میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی زبان سے ایسے شجاعانہ کلمات سُن کر سلطان خوف زدہ ہوا اور بالآخر فوجِ کثیر عین الملک کی زیر سرداری ثانی امیر حضرت سید خوندمیرؓ کے مقابلہ کو چاپانیر سے روانہ کی۔

بروزِ چہار شنبہ ۱۲ شوال ۹۳۰ھ ۱۵ اگست ۱۵۲۴ء بمقام کھانبھیل جہاں آپ کا دائرہ تھا اور جو پٹن (نہر والہ) سے گیارہ کوس جنوب میں ہے پہلا جنگ[1] ہوا اور حسب پیشن گوئی حضرت مہدی علیہ السلام پنیتالس ہزار (45000) فوج سو (100) فقیروں کے مقابلہ میں تاب نہ کر بھاگ گئی جس میں آٹھ ہزار مارے گئے اور فقرائے رض حزب اللہ میں اکتالیس (41) شہید ہوئے۔

دوسرے جنگ میں جو تاریخ ۱۴ شوال ۹۳۰ھ روز جمعہ کو بمقام سدراسن واقع ہوا جو پٹن سے مغرب میں بارہ کوس ہے آپ شہید ہوئے اور حسب پیشن گوئی حضرت مہدی علیہ السلام آپ کا سر۔ پوست اور جسم تینوں الگ الگ تین جگہ دفن کئے گئے یوں حضرت مہدی علیہ السلام کی فعلی پیشن گوئی جو آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی مہدیت کی بدیہی دلیل حضرت سید خوندمیر رض کے شہید ہونے پر موقوف تھی صادق آئی۔ اس لئے حضرت سید خوندمیر الشہدا رض کو خاتم الحجۃ المہدی اور زبانِ تصوّف میں مظہر خاتمین ع کہتے ہیں۔

اسلئے حضرت سید خوندمیر سید الشہداء کو خاتم الحجۃ المہدی اور زبان تصوف

---

[1] مراۃ سکندر۔ مرآۃ احمدی۔ تاریخ بہادر شاہی وغیرہ تواریخ گجرات میں اِس جنگ عظیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لئے بادی النظر میں غیر مسلمین بلکہ منکرین مہدی ع کو بھی اس کا وقوع مشتبہ یا غلط معلوم ہوگا۔ لیکن ذرا اندر اُتر کر بنظر تحقیق دیکھنے سے یہ راز کھل جاتا ہے کہ اگر یہ مورخیں مصدق مہدی موعود جن پوری ہوتے تو اُن کو طبعاً مذہب مہدویہ کے واقعات سے دلچسپی ہوتی۔ دوسرے یہ کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی پاسداری فطرتاً ہوا کرتی ہے۔ اس لئے جو بات اپنے اعتقادات کے خلاف دیکھی یا جس میں اپنے بزرگوں کی تحقیر اور اُس زمانہ کے دنیا دار علماء و ہوا پرست مشائخ کی تذلیل سبھی جس سے مؤرخ کا سلسلہ تعلیم ارادت متعلق تھا تو ان صورتوں میں انہوں نے ارادتاً واقعات کو لکھا ہی نہیں یا لکھا تو ایسا لکھا کہ اپنے ذاتی خیالات کا رنگ چڑھا کر اُس کو بدنما بتایا تا کہ لوگ مذہب مہدویہ سے ہمیشہ متنفر رہیں۔ الفنسٹن صاحب نے جو بڑے پایہ کے مورخ و محقق مانے جاتے ہیں اپنی تاریخ ہندوستان (بزبان انگریزی) میں ہم مہدویوں کو نسبت جمال خاں پنی پٹھان کے حالات کے ضمن بلا تحقیق لکھ دیا کہ ''اس فرقہ کو غیر مہدیہ کہتے ہیں'' عربی داں الفنسٹن نے معنی پر بھی نظر نہ کی کہ بھلا کوئی مسلمان اپنے کو غیر مسلم یا غیر محمدی ؐ کہے گا! اگر چہ اس یورپین مورّخ نے چند سال بحثیت گورنر ممبئی ہندوستان میں رہ کر ہندوستان

میں مظہرِ خاتمینؑ کہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کے مذاہب و معاشرت کا خاص طور پر تجربہ حاصل کیا تھا غیر ملکی سمجھ کر جانے دو لیکن صاحب فرشتہ نے امام الانام حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا سال وصال جو ۹۶۰ ہجری بتایا کس تاریخ سے یا کس مہدوی سے دریافت کر کے لکھا! حالانکہ آپ کا وصال ۹۱۰ھ ہجری میں ہوا ہے۔ اسی طرح صاحب مرآۃ سکندری نے بھی جو دل میں آیا لکھ دیا اور صاحب مرآۃ احمدی نے تو سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کو بلا ارادہ یا بلا تحقیق فرقۂ نوربخشیہ سے منسوب کرنے ہی پر اکتفانہ کر کے قلم اجتہاد ہاتھ میں لے کر مصدقین مہدی علیہ السلام کو گمراہ و بدعتی بتایا اور ان سے بھی اک قدم آگے بڑھ جانے والے مولوی فضل اللہ بن لطف اللہ سورتی سابق نائب دیوانِ ریاست راھن پور (گجرات) نے باوجودے کہ پالن پور میں آمدورفت کی وجہ سے ہم مہدویوں کے حالات سے خوب واقف تھے تاریخ مرآۃ سکندری کا انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت سرے سے حضرت مہدی علیہ السلام کے حالات کا پیرے گراف ہی اُڑادیا۔ کیا لائق مترجم اپنے ترجمہ میں ایسی خیانت کرے گا! صرف تاریخ تحفۃ الکرام (فارسی در ۳ جلد) میں سیدنا مہدیؑ۔ عالم اجل میاں شیخ دانیال جونپوری۔ دریاخاں سپہ سالار جام شیخ صدرالدین ساکن ٹھٹھ۔ میر ذوالنون والی فرح (خرساں) وغیرہ کے حالات صحیح صحیح لکھے ہیں۔ (یہ کتاب راقم ہیچمداں کے پاس موجود ہے) تاریخ بہادر شاہی جو خود سلطان بہادر شاہ ابن سلطان مظفر ثانی کے عہد میں لکھی گئی بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادت کا عظیم الشان و حیرت انگیز واقعہ جو سلطان بہادر شاہ کی تخت نشینی سے صرف دو ہی برس قبل خود موّرخ اور سلطان دونوں کی آنکھوں کے سامنے ہوا کیوں قلم انداز کیا گیا؟...... بندگی میاں سید علی فرزند سید حضرت مہدی علیہ السلام کو احمد آباد بھدر کی دیوار میں زندہ درگور کیا جن سے کوئی پولیٹکل گناہ صادر نہیں ہوا تھا اسی طرح آپ کے بڑے بھائی بندگی میاں سید محمود رضی اللہ عنہ کو محض اس وجہ سے کہ لوگوں کو ترکِ دنیا کی ترغیب و دیدارِ خدا کا شوق دلارہے ہیں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں احمد آباد ۹۱۸ھ ہجری میں قید کئے گئے۔ ان اہم واقعات سے موّرخین کیوں خاموش ہیں۔ اسی طرح شہنشاہ اکبر عادل نے جبکہ ۱۵۷۳ء میں احمد آباد آیا تو عالم اجل پیر طریقت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ پٹنی گجراتی کو محض مذہبی تعصب کی وجہ سے اڑہائی برس جو قید رکھا عبدالقادر بدایونی کے سوا دوسرے مورخین نے اس واقعہ کو کیوں نظر انداز کردیا؟...... پیشوائے دین بندگی میں سید محمود خاتم المرشدینؒ اکبر کے حضور ۹۸۰ھ ہجری میں احمد آباد بلوائے گئے۔ بادشاہ کے حضور علما سے مباحثہ ہوا جس میں وہ لاجواب ہو گئے اس تاریخی واقعہ کا صاحب مراۃ سکندری و احمدی نے سرسری ذکر بھی کیوں نہیں کیا؟ اسی طرح ہم دریافت کرتے ہیں کہ عالم صوری و معنوی بندگی میاں شاہ عبدالمجید مہاجر مہدیؓ کے واقعہ شہادت جو ۹۱۸ھ میں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں اور حضرت سید راجو کہ واقعہ شہادت کو جو ۱۰۵۶ھ میں صوبہ داری اورنگ زیب کے زمانہ میں سرزمین احمد آبد میں ہوئے ان اہم واقعات کے صحیح بیان سے تواریخ گجرات کیوں معرا ہیں! بات یہ ہے کہ اگر کسی مہدوی نے تاریخ گجرات لکھی ہوتی تو یہ سب واقعات صحیح صحیح اور تفصیل سے بیان ہوتے۔ ۱۲ منہ

کرشمہ قدرت...... معجزۂ مہدیؑ

جنگِ اوّل میں طلوعِ آفتاب سے ظہر تک سخت معرکہ آرائی رہی جس میں صرف وہ ۱۴ جاں نثار شہید ہوئے جو دائرہ کی حفاظت کے لئے دائرہ کے پھاٹک پر اس ہدایت کے ساتھ رکھے گئے تھے کہ کسی حالت میں بھی اس خط کے باہر (جو حضرت ثانی امیرؓ نے اُس وقت کھینچ دیا تھا) قدم نہ رکھنا۔ اس لئے حسب فرمانِ حضرت صدیق ولایتؓ کسی نے بھی حدِ فاصل سے آگے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ نہ کیا اور سب کے سب اُسی خط کے اندر شہید ہوگئے، لیکن ان شہدا کے علاوہ برخلاف عام قاعدۂ جنگ فقرائے حزبُ اللہ سے ایک شخص بھی باوجود یکہ قلبِ فوج میں گھُس گھُس کر جنگ کرتا تھا شہید نہ ہوا۔

اسی طرح جنگ ثانی میں بھی یہ بات سخت حیرت انگیز ہے کہ فقرائے مہدویہ سے بہ استثنائے بندگی میاں سید جلالؓ جن کا حضرت اسماعیلؑ کی طرح ذبیح اللہ ہونا تھا ایک جاں باز بھی دشمن کی فوج میں نہیں مرا بلکہ ہر جاں نثارِ بندگی میاں جنگ کرتے کرتے بالآخر دشمن کی قلب فوج سے نکل کر اپنے آقا کے قدموں پر مثل پروانہ کے گر گر کر شہید ہوتا تھا۔

یہ ایسی نظیریں ہیں جو دنیا کی کسی پولیٹکل یا مذہبی تاریخ میں نہیں پائی جاتیں۔ قاعدۂ کلیہ ہے کہ جس چیز کا ظاہر ہے اُس کا باطن ہوا کرتا ہے۔ گلاب کا

پھول ظاہر ہے تو اُسکا باطن خوشبو ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی بھی کئی بطن ہیں اور ہربطن میں اُسکے معنی اپنے طور پر صحیح ہوتے ہیں۔ چنانچہ بندگی میاں سید نور محمد ستون دین ابن حضرت خاتم المرشدینؒ نے اپنے خلیفہ بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ کیلئے عربی میں اِنّا اَنزَلنا کا بیان مسلک مہدویہ کے طور پر لکھ کر عنایت کیا[1] اُس میں آیہ ''فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا'' کے معنی آپ نے اس طرح لکھے ہیں۔

''فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا'' یعنی ناسوت سے نکلے

''وَاُخرِجُوْامِنْ دِیَارِھِمْ'' یعنی ملکوت سے آگے بڑھائے گئے۔

''وَاُوْذُوْافِی سَبِیْلِی'' یعنی جبروت میں صفات کی تجلیات چکھیں جو تجلیات ذات کے مقابلہ میں ایذا ہیں۔ وحسنات الابرار سیّئاتِ المقربین۔

''وَقَاتَلُوْاوَ قُتِلُوْا'' یعنی لاہوت میں موہوم نسبتوں اور اضافتوں کو مٹا کر مقام فناء الفنا سے بقاء البقا کو پہنچ گئے۔

(38) عقیدہ :۔ ہر کہ مہدی را قبول کردہ است واز ہجرت وصحبت وے باز ماندہ است اور حکم منافقی بدیں آیت کرد۔ ''لَایَستَوِی القَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُاُوْلِی الضَّرَرِ وَ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ ط فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً ط وَ کُلًّاوَّ عَدَاللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجراً عَظِیْماً O دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَ مَغْفِرَۃً وَّ رَحْمَۃً ط وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًارَّحِیْماً''

(۴سورہ نسا۱۳/یعنی ۹۵-۹۶)

[1] ماخوذ از بیاض مرشدی حضرت سید سعد اللہ عرف سید نجی میاں صاحب اکیلوی حیدر آبادی مصنف زبدۃ العرفان (اُردو۔ چھ جلدوں میں) ماہیت کلمہ وغیرہ وغیرہ۔۱۲

ترجمہ:۔ جس نے امام الانام حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق تو کی لیکن ہجرت اور صحبت سے باز رہا تو اُس کو اس آیت سے آپ نے منافق کہا۔ ''لَایَستَوِی القَاعِدُونَ ''......ترجمہ:۔جن مسلمانوں کو (کسی طرح کی) معذوری نہیں اور وہ (جہاد سے) بیٹھ رہے (تو ایسے لوگ درجہ میں اُن لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے) جو اپنے مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں (خواہ جہادِ اکبر ہو یعنی اپنے نفس کے ساتھ۔ یا دجہادِ اصغر ہو یعنی کافروں کے ساتھ) اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو (عذر شرعی کی وجہ سے جیسے بیمار۔ بوڑھا۔ اندھا۔ لنگڑا) بیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے اور (یوں) خدا کا وعدہ نیک تو سب ہی (مؤمنین) سے ہے اور اللہ نے ثوابِ عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو (بوجہ عذر معقول) بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے۔ یہ (مؤمنین کے) مدارج ہیں (جو) خدا کے ہاں سے (ٹھہرے ہوئے ہیں) اور اُس کی بخشش اور مہر ہے، اور اللہ (معذورین کے گناہ بخشنے والا (اور اُن پر) مہربان ہے'' (۱۰/۵)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے لوگ بتائے۔

۱:۔ مجاہدین فی سبیل اللہ

۲:۔ وہ قاعدین جو عذر شرعی یعنی اندھے۔ لنگڑے۔ بیمار۔ اور ضعیف العمر ہونے کے باعث جہاد میں نہ جا سکے لیکن گھر بیٹھے بہت افسوس کرتے رہے کہ ہم ایسی نعمت سے بے بہرہ ہیں۔

۳:۔ وہ قاعدین جو اچھے جوان اور تندرست ہوتے ہوئے بلاوجہ معقول بیٹھے رہے تیسری قسم یعنی قاعدین بلا عذر کو آنحضرتؐ نے منافق کہا ''من

ھاجر معی فھو مؤمن و مَن لَّمْ یَھاجر معی فھو منافق ''اور منافق کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ '' ترجمہ:۔ کچھ شک نہیں کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے ۔(۴ نسا ۱۲/ ۱۴۵) اب مؤمنین میں رہے دو ہی قسم کے لوگ مجاہدین اور قاعدین بالعذر۔ بس ان ہی دو کے لئے دَرجات ثواب ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''قدرجعنا من الجھاد الاصغر الی جھاد الاکبر۔ قیل ماجھاد الاکبر یا رسول اللّٰہ ۔قال ھی مع النفس ''ترجمہ:۔ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے۔ پوچھا یا رسول اللہ جہادِ اکبر کسے کہتے ہیں؟ فرمایا! اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا''۔اس سے معلوم ہوا کہ بڑا جہاد وہی ہے جو رات دن اپنے نفس کے ساتھ کیا جائے۔

سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ کسی کا بھی کلام ہوا گر معنی خیز ہے تو آپ اپنی زبانِ دُر فشاں سے ادا فرماتے۔ چنانچہ آپ اور صحابہؓ اکثر فرمایا کرتے کہ

تُلسی رنؔ میں جھوجھنا ایک گھڑی کا کام

نِتْ اُٹھ مَنْ سے جھوجھنا بن کھانڈے سنگرام

ترجمہ:۔اے تلسی داس میدانِ جنگ میں جہاد کرنا صرف ایک گھڑی کا کام ہے لیکن ہر روز اُٹھتے ہی نفس سے مقابلہ کرتے رہنا جہادِ بے شمشیر ہے ''انصاف نامہ باب ۱۶''

بعض لوگوں کے یہ کہنے پر کہ ''صرف ہجرت باطنی ضروری ہے '' (39) عقیدہ:۔ سیدنا مہدیؑ نے فرمایا ''جب تک کہ اوّلاً ظاہری گھروں سے ہجرت نہ کریں باطنی ہجرت حاصل نہیں ہوتی بلا ہجرتِ ظاہری ہجرت باطنی شاذ و

نادر ہی نصیب ہوتی ہے کہ النادر کالمعدوم ہے'' (انصاف نامہ باب ۷)۔

کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب۔ ہم خیال۔ ہم طریق لوگوں کے سوا دوسرے دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقاتِ دنیاوی رکھنے و نیز اہل کسب قرابت داروں سے بھی میل جول رہنے کے باعث آئے دن نئے نئے موانعات پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔

مثلاً مولوی صاحب اوّل وقت میں عصر کی نماز پڑھ کر یادالٰہی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور طلبی ہوئی کہ چلو حضرت تسمیہ خوانی میں۔

پیرومرشد۔ آج معمول کے خلاف طلوعِ آفتاب سے پہلے کیوں مصلیٰ اُٹھالیا گیا؟ میاں۔ کیا کروں۔ میرے خلیرے بھائی کا شب گشت ہے اگر نہیں جاؤں تو بُرا لگے گا۔

مغرب کے بعد ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ آج ذاکرینِ خدا سے مسجد کیوں خالی پڑی ہے۔ جواب ملا کہ سب فقراء سکندر آباد کھانے کی دعوت میں گئے ہیں۔

نماز تہجد کے بعد بار بار غوطے مارتے دیکھ کر رفیق کہتا ہے۔ میاں صاحب۔ آج اس قدر اونگھ کیوں غالب ہے؟ بھئی۔ اسی وجہ سے کہ منگنی اور پان کی رسم سے رات کو بارہ بجے آئے۔

اس کے علاوہ گھر اور مسجد محلّہ یا رستہ پر ہونے کیوجہ سے دن بھر شور و غوغا رہا ہی کرتا ہے۔ کوئی فحش گیت گا رہا ہے کوئی جھگڑ رہا ہے۔ کوئی بلند آواز سے لایعنی باتیں کر رہا ہے۔ کوئی کچہری سے تھکا ہارا آکر ہارمونیم بجا رہا ہے۔ کہیں لڑکے کا تولّد ہونے کی خوشی میں ڈھولک بج رہی ہے۔ کہیں ماتا کی منت کے موقع پر ناچ رنگ ہو رہا ہے۔ غرض یہ ایسے اسباب ہیں جس کی وجہ سے عبادت میں دلجمعی نہیں

ہوتی بلکہ اکثر اوقات سلطان اللیل وسلطان الہنار ''بِالْغُدُوِّ وَالْآصَال۔ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْکَار'' جیسے اوقاتِ مفروضہ سے منھ موڑ کر دنیاداروں کی طرف کیا جاتا ہے ۔اتنی جُرأت نہیں ہوتی کہ اسٹیشن ماسٹر کی طرح کہدیں کہ جناب یہ وقت میری ڈیوٹی (ادائے فرض کا ہے) اس لئے نہیں آسکتا۔ معافی چاہتا ہوں۔ پس جہاں عبادت الٰہی میں خلل ہوا تو ہجرت جس کو ترکِ علائق بھی کہتے ہیں فرض ہوگئی۔ یہ خلل ایسا ہے جو حسبِ فرمان حضرت مہدی علیہ السلام ہجرت کئے بغیر ہرگز ہرگز دور نہیں ہوسکتا۔

ہجرت اور صحبت کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے گروہ کی صفت بتایا ہے جو سیدنا کے لئے اصالتاً اور آپ کے بعد تبعاً وحکماً ہر فرد مصدق پر تاقیامت فرض ہے۔ مولوی احمد شہ قدن احمد آبادی کو ہجرت نہ کرنے اور صحبت سے بے فیض رہنے پر آپ نے ''سر منافق'' کہا۔(40) **عقیدہ**:۔ قاضی خاں اور بی بی شکر خاتون وغیرہ فقر وفاقہ کی تاب نہ لاکر ٹھٹھ (سندھ) سے سیدنا مہدی کی صحبتِ فیض اثر سے نکل گئے تو حضرت نے اُن کو بڑے تہدیدی الفاظ کے ساتھ منافق'' کہا۔(41) **عقیدہ**:۔اور اور بندگی میاں شاہ نظامؓ کو جو کرایہ کے بچت پیسے دینے کو جارہے تھے فرمایا''مت جاؤ کھا جاؤ۔ اگر اللہ تم سے پوچھے تو بندہ کا دامن پکڑنا ۔(42) **عقیدہ**:۔ وہ مہدی سے مونہ پھیر کر گئے ۔ اگر اللہ قوت دے تو ان کے پاس سے ذرّہ ذرّہ چھین لوں''۔۔ یہ لوگ تصدیق مہدی سے نہیں پھرے تھے بلکہ صحبت سے دور ہوکر گجرات اپنے سگوں میں جارہے تھے۔ (انصاف نامہ باب ۸)
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا تَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ'' ترجمہ:۔ مسلمانو۔ اللہ سے ڈرو اور صادقین کی صحبت میں رہو۔ ہر زمانہ میں

صادق۔کاذب۔منافق۔عمل میں سست عبادت میں چُست سب ہی قسم کے لوگ رہتے ہیں اس لئے سب کو چھوڑ کر صادق یعنی مرشد کامل کا صحبت میں رہنا ہر طالب خدا کا فرض ہے۔

بندگی میاں سید خوند میرؓ نے غیر مہاجرین کو یعنی ترکِ دنیا کر کے جب تک دائرہ میں نہ آتے کبھی مصدق نہیں کہا بلکہ ان کو قاعدین۔لسانی اور دنیادار ہی کہتے (انصاف نامہ باب ۸) آپ فرماتے ہیں کہ ''مصدق مہدی وہی ہیں جن کے اقوال۔ افعال اور احوال موافق ہوں'' (ق) پھر فرماتے ہیں کہ ''تصدیق مہدی میں وہی لوگ صادق ہیں جن کے صفات اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ ''لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ'' (۵۹سورہ حشر ۱/۸)۔ترجمہ:۔(مال میں) فقرائے مہاجرین کا (حق) ہے جو اپنے گھروں اور مال سے بے دخل کئے گئے (اور وہ) خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہوئے اور اللہ اور اُس کے رسول کی مدد کر رہے ہیں یہی لوگ (ایمان میں قولاً۔فعلاً۔اعتقاداً) صادق ہیں (۴/۲۸)۔(ق)

پس جس میں یہ صفات نہ پائی جائیں اُسے مصدق نہیں کہنا چاہیئے''۔ایسے لوگوں کو شاہ خوند میر و دیگر صحابہؓ لسانی و مجازی مصدق اور دنیادار کہتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ'' (۴۹حجرات ۲/۱۴)۔ترجمہ:۔عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ تم ایمان

نہیں لائے۔ہاں (یوں) کہہ کہ ہم مسلمان ہو گیے۔اور ایمان کا تو ہنوز تمہارے دلوں میں گذر تک بھی نہیں ہوا (۱۴/۲۶)۔(ق)۔

بندگی میاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر کہ ترکِ دنیا کہ دہ است و ہجرت برائے صحبت از وطن نمی کند آں کس مساوی است در ترکِ دنیا و طلب دنیا ۔بروے فرض است کہ ہجرت کنند و خود را در صحبت مرشد رسانند' (انتخاب المولید) (ق)۔

بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کا دائرہ جبکہ شہر ناگور (راجپوتانہ) میں تھا آپ کا فقیر میاں علی ڈھولکیہ کا انتقال ہو گیا۔مرحوم کے پاس پچاس فیروزیاں نکلیں۔سیدنا مہدی علیہ السلام کے اس فرمان کی بناء پر کہ "تارکِ ہجرت و محبت منافق ہے" آپ نے فرمایا" دائرہ کے فقرائے مہاجرین میں سویت کر دو۔یہ ان ہی کا حق ہے" حالانکہ میاں علی مرحوم کا بیٹا اور بیٹی دھولکہ (گجرات) میں زندہ موجود تھے۔(ق)۔

ہر شخص جانتا ہے کہ امام الانام سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہٗ مبارکہ میں و نیز صحابہ تابعین و تبع تابعین کے عہد میں گجرات میں سلاطین گجرات کی اور دہلی میں شاہان دہلی کی حکومت تھی۔اسی طرح دکن میں بھی مسلمان فرمانروا تھے۔فقیران دائرہ کا سب مہدوی اُن کی حکومت میں رہتے تھے اور باوجودیکہ وہ تصدیق مہدی سے بے بہرہ تھے لیکن کسی بادشاہ یا سلطان نے فقیروں کو اُن کے دائرہ میں اور کاسب مصدقوں کو شہر کی مسجدوں اور گھروں میں نماز روزہ وذکر اللہ سے نہیں روکا۔بلکہ ہندو راجاؤں کے ملک میں بھی جہاں کہیں مہدویوں کے دائرہ ہوئے یا کاسب مہدوی اُن کے شہر میں آباد تھے کوئی

راجا صوم وصلوٰۃ اور ذکر وفکر میں مانع ومزاحم نہیں ہوا۔ ملّا اور مشایخوں کو جو خصومت تھی اور مہدویوں کے اخراج وایذا کے درپے ہوئے اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ اُن کے ہزاروں مریدوں کا اِدھر چلے آنے سے اُن کی روٹی میں بہت گھٹا وُہوگیا تھا، اُن کی دشمنی اصل بنا دین نہیں تھا، دنیا تھی۔ اسی وجہ سے باوجود اس قدر مخالفت کے بھی احکامِ الٰہی کی ادائی میں کسی مہدوی کے سدِّ راہ نہیں ہوتے تھے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ سیدنا مہدیؑ کا دائرۂ معلّٰی دکن۔ گجرات۔ شمالی۔ ہندوستان۔ بلوجستان وافغانستان کے کئی مقامات میں ہوا لیکن صرف چند ہی جگہ سے آپ کو اخراج ہوا یا سلطانی اذیّت کا متحمل ہونا پڑا۔ اِسی طرح صحابہ۔ تابعین۔ وتبع تابعین سے صرف بعض بزرگوں پر ایذا واخراج کا حکم ہوا ہے۔ اکثر مقامات میں زیادہ تر زمانہ امن ہی کا رہا۔ ایسے امن دامان کے زمانہ میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے ہجرت فرض فرمائی اور صحابہ۔ تابعین وتبع بابعین بھی ایسے امن کی حالت میں بھی اس پر برابر عامل تھے۔ ہجرت کی اصل وجہ ترکِ دنیا کیساتھ ہی ترکِ علائق وصحبتِ صادقاں ہے۔ بلکہ مستقل فرض کیلئے وجہ دیکھنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہجرت کی اہم فرضیت کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْفِیْمَ کُنْتُم ط قَالُوْا کُنَّامُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْآ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَا جِرُوْفِیْھَاط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَسَآءَتْ مَصِیْراً ۝ اِلَّاالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَایَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّ لَایَھْتَدُوْنَ سَبِیْلاً۝ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَعَنْھُمْ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْراً'' (۴نسا۱۴۔۹۷سے۹۹)۔

ترجمہ:۔ جولوگ (دنیاداروں میں پڑے رہنے سے اکثر اپنی عبادتوں اور ذکراللہ میں خلل واقع ہونے کے باعث) اپنے اوپر آپ ظلم کررہے ہیں فرشتے اُن کی جان قبض کئے پیچھے اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم (ایسی جگہ پڑے پڑے) کیا کرتے رہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو وہاں بے بس تھے (اس پر فرشتے اُن سے) کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ہجرت کرکے اُس (زمین) میں (جہاں کسی کا دائرہ ہو) چلے جاتے (غرض) یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔ مگر (ہاں) جو مرد اور عورتیں اور بچّے اس قدر بے بس ہیں کہ اُن سے کوئی حیلہ کرتے بن نہیں پڑتا اور نہ اُن کو (گھربار چھوڑ نکل جانے کا) کوئی رستہ سوجھ پڑتا ہے تو امید ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (۱۱/۵)۔

ان آیات کے اخیر میں لفظ "یَّعۡفُوَّا عَنۡھُمۡ" یعنی اُن کے گناہ معاف کردے سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود عذر کے ہجرت نہ کرنے کے باعث عورتیں اور لڑکے بھی گنہگار ہوئے کہ آخر اہل دنیا کی روز مرّہ کی صحبت کا اثر کہاں جائے گا! اسلئے اسی آیت سے بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "نابالغ لڑکوں اور عورتوں پر بھی ہجرت فرض ہے" (انصاف نامہ باب ۷)۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ہجرت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ذکراللہ کی توفیق عنایت کرتا ہے"۔ (انصاف نامہ باب ۷)۔

ہجرت کی فضلیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِیۡنَ ھَاجَرُوۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ قُتِلُوۡآ اَوۡ مَاتُوۡ الَیَرۡ زُقَنَّھُمُ اللّٰہُ رِزۡقًا حَسَنًا﴾ (۲۲ ج ۸/ ۵۸)

ترجمہ:۔ جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت وطن کیا پھر شہید (شمشیر یا شہید فقر) ہوگئے یا (طبعی موت سے) مر گئے اللہ اُن کو ضرور عمدہ روزی دے گا (جوکہ

دیدِ اخدا ہے)۔ بندگی میاں شاہ دلاورؒ فرماتے ہیں کہ ''جس نے آتش فقر یا آتش شمشیر کا مزہ نہیں چکھا اُس کیلئے تیسری آگ یعنی آتشِ دوزخ تیار ہے''۔(ق)۔

پھر فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِراً اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط﴾ (۴ نسا۔۱۴/۱۰۰) ترجمہ:۔ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اُس کو آئے موت تو اللہ کے ذمہ اُس کا اجر ثابت ہو چکا (۱۱/۵) مولائی و مرشدی حضرت سیدنجی میاں قبلہ اکیلوی حیدر آبادی اپنی اخیر تصنیف مثنوی زبدۃ العرفان (اُردو) حصہ ششم میں بزرگوں کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہاں ''اجر'' سے مراد اللہ کی دِیَت ہے۔ اللہ کی دِیَت یعنی خون بہا کیا ہے؟ اللہ کا دیدار۔

(43) عقیدہ:۔ ہجرت ظاہری ادا کرنے کے بعد ایک اور ہجرت درپیش ہے جس کی نسبت سیدنا امام علیہ السلام فرماتے ہیں ''خانہ گل و چوبیں سے تو نکلے لیکن خانہ استخواں سے کب نکلے ہو''

کاسبوں و نیز فقرائے غیر مہاجرین سے ظاہر و باطن بے تعلقی رکھنے کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''کوئی شخص ہجرت کر کے گجرات سے خراسان گیا اور اُس کے قرابتی گجرات میں ہوں۔ اگر دل کا میلان اُن سگوں کی طرف کریگا تو وہ ظالم ہے (انصاف نامہ باب ۸)۔ (44) عقیدہ:۔ پھر فرمایا ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآئَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۹ توبہ ۳/۲۳) (45) عقیدہ:۔ ترجمہ۔ اے مومنو۔ تمہارے باپ اور تمہارے بھائی

ایمان کے مقابلہ میں (طلبِ دنیا یعنی) کفر کو عزیز رکھیں تو اُن کو اپنا رفیق نہ بناؤ اور تم میں سے جو اسے باپ بھائیوں کے ساتھ دوستی (کا برتاؤ) رکھیں گے تو وہ ظالم ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا مَالَكُمْ مِّنْ وَّ لَا یَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا﴾ (۸انفال۔۷۲/۱۰)۔(46) **عقیدہ**:۔ ترجمہ :۔ جو لوگ (مہدیؑ پر) ایمان تو لے آئے اور ہجرت نہیں کو تو تم (مہاجرین) کو اُن کی وراثت سے کچھ تعلق نہیں یہاں تک کہ ہجرت کر کے تم میں (نہ) آئیں (۶/۱۰) کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ میں بعض مہاجر تھے اور بعض انصار، لیکن مہدی کے زمانہ میں انصار نہ ہونگے اسلئے کہ مہدی کا ناصر خدا ہے مہدی کے ہاں صرف مہاجر ہوں گے" (47) **عقیدہ** :۔ اسی وجہ سے تارکانِ ہجرت کو آپ نے منافق کہا (انصاف نامہ باب ۸)۔

پھر فرماتے ہیں کہ "جن لوگوں نے ہجرت نہیں کی اور صحبت سے باز رہے تو اُن سے دوستی مت رکھو اور اُن کے گھر بھی مت جاؤ" (48) **عقیدہ**:۔ جبکہ فقرائے غیر مہاجرین سے بے تعلق رہنے کی اس قدر تاکید ہے تو کاسب یعنی غیر تارکین دنیا سے کس قدر قطع تعلق رکھنا ضروری ہے۔ ترکِ تعلق کا یہاں تک احتیاط کیا جاتا ہے اگر احیاناً کسی فقیر دائرہ نے اپنی بیٹی بیرون دائرہ کسی فقیر غیر مہاجر یا کاسب (غیر تارک) سے بیاہ دی تو وہ دائرہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح کوئی فقیر دائرہ فقر و فاقہ کی برداشت نہ کر کے رسول مہدی کو پیٹھ دے کر اپنے دنیا دار رشتہ داروں میں چلا جاتا تو اُس کی جورو دائرہ ہی میں رہتی اُس کو اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا تھا کیونکہ طلبِ دیدار خدا اور صحبت صادقاں عورت پر بھی ویسی ہی فرض

ہے جیسے مرتد[ا] پر۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص سو (۱۰۰) برس دنیا کی طلب میں رہا لیکن بعد میں ترکِ دنیا کر کے دائرہ میں آتے مرگیا تو وہ مؤمن ہے۔ (ق) بفحوائے آئیہ ﴿مَنْ یُّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا﴾۔

ا؎ زمانۂ موجودہ میں طالب خدا کو ترکِ دنیا و ہجرت وطن کرتے وقت جو جو موانعات پیش آتے ہیں منجملہ اُن کے (۱) ایک یہ ہے کہ بی بی کہتی ہیں" میاں دس اوقیہ زرِ خالص جو میرے مہر کے آپ ذمہ باقی ہیں پہلے ادا کردیجئے پھر ترک کا نام لیں ورنہ قیامت کے روز پلّہ پکڑوں گی (۲) رشتہ دار کہتے ہیں" میاں بچّے چھوٹے چھوٹے ہیں اُن کی پرورش اور پڑھائی آپ پر فرض ہے۔ پہلے ان کے کھانے پینے کا انتظام کر کے ترک کریں" (۳) ساڑھو کہتا ہے"میاں لڑکی جوان ہوگئی ہے۔ آتے سال آپ کے بیٹے سے بیاہ دینے کا قصد ہے۔ لڑکی کی شادی ہونے کے بعد جو کچھ کرنا ہے کیجئے (۴) حضرت کے ترک کا ارادہ سن کر بنیا بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا" میاں گھر بیچو۔ بی بی بیچو۔ بچے بیچو۔ پہلے میرا قرض مع سود دھر دو پھر سنسار تیاگ کا نشچے کرو"۔ غرض ترکِ دنیا کے ارادہ کا اظہار کرتے ہی کئی موانعات پیش آگئے ۔حضرت گھبرا گئے اور ترک کا ارادہ قطعاً موقوف کردیا۔
اس بات کو ابھی تین روز بھی گذرنے نہیں پائے تھے کہ اس طالبِ خدا نے کسی گاؤں کو جاتے ہوئے راستے میں دیکھا کہ چور قصباتی عورت کو لوٹ رہے ہیں اور عورت چلّا رہی ہے کہ خدا واسطے کوئی آؤ اور میری مدد کرو۔ طالبِ خدا یہ حال دیکھتے ہی جوشِ ہمدردی میں اُس کی مدد کو بھاگا۔ اُس نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر میں مارا گیا تو میری زوجہ کا مہر میرے ذمہ رہ جائے گا۔ بچوں کی پرورش کا کیا حال ہوگا! بیٹے کی شادی کون کردے گا بنئے کا قرضہ کس طرح ادا ہوگا! جس طرح عورت کو ظالموں کے ہاتھ سے بچانے کے مقابلہ میں یہ سب وجوہات باطل ہیں اس طرح ترکِ دنیا جس سے اپنی خود کی جان ہلاکت سے نکنے کے علاوہ وہ ہر شخص پر فرض ہے یہ عذر زیادہ قابل توجہ نہیں ہیں۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے کئی خون کئے۔ کئی لوگوں کا مال لوٹا۔ لیکن سیدنا مہدی علیہ السلام نے صرف ایک ہی حبشی کیلو کے کا خون معاف کرا کے آجانے پر اکتفا کیا۔ کیونکہ ہجرت وصحبت کے مقابلہ میں یہ امور ذیلی ہوجاتے ہیں۔ ہاں طالبِ حق کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ نکاح کے وقت مہر کم رکھے اور ہمیشہ فضول قرضہ سے گریز کرتا رہے۔ ساداتِ پالن پور میں پہلے دس اوقیہ زرِ خالص تھے۔ پچیس برہوئے گھٹا کر تین سو روپیہ کردیئے گئے ہیں۔ یہ رقم بھی ماں اپنے بچہ کو دودھ معاف کردینے کی طرح اپنے شوہر کو مہینے دو مہینے کے اندر ہی ثواب عظیم سمجھ کر بخش دیتی ہے محض ادائے مہر اور بیٹے کی شادی کے خیال سے ترک دنیا نہ کرنا بنظر فرمان مہدیؑ عذر معقول نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

مکہ معظّمہ میں جندع بن ضمرہؓ جو بڑے پکّے مسلمان تھے جب ہجرت کا حکم سُنا تو آپ نے بیٹوں سے کہا "اگر چہ میں کہ بہت بوڑھا ہوں ۔ ناتواں ہوں ۔ بیمار ہوں پھر بھی "مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ" میں داخل نہیں ہوں کیونکہ مدینہ طیّبہ کا راستہ جانتا ہوں اور گھر سے نکلنے کی بھی قدرت رکھتا ہوں اس لئے تم مجھے اسی چار پائی میں اُٹھا کر مدینہ لے چلو۔ بیٹے بڑے لائق تھے فوراً والد کے حکم کی تعمیل کی اور ہجرت کی نیّت کر کے گھر سے نکلے ۔ راستے میں حضرت جندعؓ کا انتقال ہو گیا۔ اُن کے بیٹوں نے مدینہ طیبّہ پہنچ کر حضرت سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ راستے میں لوگ طرح طرح کی مسخریاں کرتے تھے۔ کوئی کہتا تھا "بوڑھا مدینہ پہنچے تو ہم جانیں" کوئی کہتا تھا "راستے ہی میں مر گئے ہجرت ناتمام ۔ محنت برباد" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنکر بیٹوں کو تسلی اور مرحوم کے حق میں بشارتیں دیں (تفسیر حسینی)۔

ہمارے ہاں بھی مریض کو چار پائی میں لٹا کر ہجرت اور صحبت کی غرض سے دائرہ میں مرشد کی خدمت میں لے جاتے ہیں وہ اِسی اصول پر تھا۔ افسوس کہ اب ان فرائض پر مضحکے اور ٹھٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن خدا نہ کرے اگر مسخری کرنے والے کا پاؤں کٹ جائے تو فوراً کہیگا کہ مجھے چار پائی میں ڈال کر اسپتال میں بڑے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔ مریض جسم کو شفا خانہ جسم میں لیجانا تو عین حکمت اور مریض قلب کو دار الشفائے قلب (دائرہ) میں حکیم حاذق کی خدمت لے جانا عین ابلہی! افسوس!! ﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ (۱۱/۱۳) (یہ لوگ صرف اپنے وہم و) گمان (اور خیال فاسد) کی

پیروی کرتے اور اَٹکل کے تکّے چلاتے ہیں'' پس ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ (شروع پارہ ۱۴) ترجمہ :۔ (اے پیغمبر) ان کو چھوڑ دو (اور دنیا کے نشہ میں مست و مدہوش رہنے دو) کہ کھائیں (پئیں) اور (چندروزہ) فائدے اٹھائیں اور توقّعاتِ (بے جا) ان کو غافل کئے رہیں۔ پھر آخر (قیامت میں) تو ان کو معلوم ہو ہی جائے گا '' (شروع سورہ حجر)۔

(49) عقیدہ:۔ وہ رحق تائبان فرمود۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَ عْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ط وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (۴نسا۔۲۱/۱۴۶)

آپ نے توبہ کرنے والوں کی نسبت فرمایا ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْ﴾ ترجمہ۔ مگر جن لوگوں نے (شرک و نفاق اور فسق و فجور اور محبتِ دنیا سے) توبہ[1] کی، اور (ترکِ دنیا کے بعد ہجرت وطن۔ صحبتِ صادقاں۔ عزلت خلق و ذکرِ کثیر سے) اپنی حالت درست کرلی ا (۲) اور اللہ کا سہارا (ایسا) پکڑا (کہ میدان توکل و تسلیم و رضا میں استوار ہے) (۳) اور خدا کے واسطے اپنے ذہن کو (معرفتِ حقیقی و حصول دیدار کے بدولت) خالص کرلیا۔ تو (اس درجہ کے) (۴)۔ یہ لوگ اموٴمنین کے ساتھ ہیں اور اللہ عنقریب (اس دنیا میں بھی ان موٴمنوں کو بڑے بڑے اجر (از انجملہ مراتب رویت اللہ ہیں) عطا فرمائیگا (۵/۱۸)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ے تائب کو توبۂ نصوح کے بعد اور تین شرطیں زمرۂ

---

[1] ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر مبشریہ ''مرد گجراتی) گجری بھاکا میں فرماتے ہیں ''کیڑ وے'' یعنی پس رو بھی موٴمن ہیں جنھوں نے مُہوُ ری یعنی پیش قدمی کرنے والوں کو دیکھ کر بعد میں ہجرت کی''
(انصاف نامہ باب ۱۸)

مؤمنین میں داخل ہونے کے لئے بتلائی ہیں (۱) اصلاح نفس (۲) ہر امر میں اللہ ہی پر نظر (۳) اور قولاً۔ فعلاً۔ اعتقاداً اخلاص فی الدین "اذافات الشرط فات المشروط"۔

نیکی ہو یا بدی ہر عمل میں کئی درجے ہوتے ہیں۔ اسی طرح توبہ کے بھی کئی مدارج ہیں۔ مرتے وقت جو توبہ محض زبان سے کی جاتی ہے ناقص توبہ ہے توبۂ نصوح یعنی کامل توبہ تو جمیع فرائض ولایت کی ادائی سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کی معنی ہیں بازگشت جس طرح عروج سے نزول کیا تھا پھر نزول سے عروج کر کے اپنے وطن اصلی کو جو کہ حقیقتِ انسانی ہے لوٹ کر جب ہی پہنچے گا کہ حسب الحکم آیہ ﴿وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيلاً ط﴾ ترجمہ:۔ جسے منقطع ہونے کا حق ہے ویسے (سب) سے الگ ہو جا کر اُسی (خدائے واحد) کی طرف (لگے رہو) (۷۳ مزمل ۱/ ۸) اور حسب فرمان مہدی علیہ لسلام۔

"بایہ شکست از ہمہ عالم برائے یار ...... آرے برائے یار دو عالم تواں شکست"

پر عامل ہو جائے "ذلك فضل الله يوتيه من يشاء"

(50) عقیدہ:۔ ونیز فرمودہ است کہ "پیش ایں بندہ تصحیح امی شود۔ ہر کہ ایں جا قبول شد او مقبول خدا است و ہر کہ پیش ایں ذات صحیح نہ شد او عنداللہ مردود است"۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ "اس بندہ کے حضور تصحیح ہوتی ہے جو یہاں مقبول ہوا وہ خدا کے ہاں بھی مقبول ہے۔ جو اس بندہ کے نزدیک صحیح نہ ہوا وہ خدا کے نزدیک مردود ہے"۔

یہ شان خلیفہ خُدا۔ خاتمِ ولایتِ محمدیہ۔ نظیر حضرت مصطفیٰ۔ داعی الی رویت

اللہ صاحبِ علم الاوّلین والآخرین کی ہے آپ اللہ سے معلوم کر کے فرماتے ہیں کہ "اس بندہ کے سامنے تصحیح ہوتی ہے اور تمام انبیا و اولیا و مؤمنین کی روحیں اور ان کے علاوہ وہ سب روحیں جو روز ازل میں پید ہو چکی ہیں بندہ کے سامنے سے گزرتی ہیں جو یہاں مقبول ہوا خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو اس بندہ کے نزدیک مقبول نہ ہوا خدا کے نزدیک بھی مردود ہے" صحابہؓ کے عرض کرنے پر کہ "پیغمبروں کو تصحیح کی کیا ضرورت ہے وہ تو روز ازل سے خدا کے مقبول بندے ہیں" ف:۔۵۴ آپ نے فرمایا "سچ ہے لیکن انہوں نے جس خزانہ سے فیض حاصل کیا ہے اپنے ایمان کو اُس سے ملا کر صحیح کر لینا ضروری ہے" (انتخاب المو الید) ف:۔۵۵

اسی فرمان کو فرح مبارک میں آپ نے اس طرح فرمایا کہ "بھائی سید خوندمیر ہر کہ نزدیکِ شمار صحیح است او نزدیک ما صحیح است و ہر کہ نزدیک شمارَداست او نزدِ بندہ و محمد رسول اللہ و خدائے تعالیٰ مردود است" (انتخاب المو الید) ف:۔۵۶۔

(51) عقیدہ:۔ و نیز فرمودہ است کہ "بدنبالِ منکرانِ مہدی نماز مگذارید اگر گذاردہ باشید یگر دانید" ف:۔۵۷

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ منکر مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر (بے خبری میں) پڑھ لی ہے تو پھر پڑھو۔

کیونکہ منکر مہدی کافر ہے اور کافر کی اقتدا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے دائرہ بھیلوٹ میں (رادھن پور سے تین کوس) ملا محمود کو بندگی میراں سید محمود خلیفہ اوّل سیدنا مہدی علیہ السلام نے اور مُلا شیخ احمد کو دائرہ پٹن میں بندگی میاں سید خوندمیر ثانی امیر نے امامت کے مصلے پر سے ہاتھ پکڑ کر ان الفاظ کیساتھ ہٹا دیا کہ "تم منکر مہدی

ہو۔ تمہاری اقتدا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔ (انصاف نامہ باب ۳) (ق)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ”جہاں جاؤ جماع کے ساتھ جاؤ اور نماز اپنی جماعت سے پڑھو۔ ایسی جگہ مت جاؤ جہاں اُن کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے (انصاف نامہ باب ۳) اُن سے علم پڑھنے اور مسجدوں میں اُن کا وعظ سننے کی بھی ممانعت ہے کیونکہ اس سے محبت و دوستی پیدا ہوتی ہے اور مخالفوں سے محبت رکھنا جائز نہیں (انصاف نامہ باب ۴)۔ ف:۔۵۸

(52) عقیدہ:۔ و نیز فرمودہ است ”ہر حکمے و بیانے کہ در تفاسیر و جز آں کہ مخالفِ بیان ایں بندہ است آں صحیح نیست“۔ ف:۔۵۹

”دہر اعمال و بیان کہ از بندہ است از تعلیم خدا و از اتباع محمد مصطفیٰ است صلی اللہ علیہ وسلم“ ف:۔۶۰

”و ما بہ ہیچ مذہب مقید نہ یم“ ف:۔۶۱

”و اگر کسے خواہد کہ صدق ما را معلوم کند باید کہ از کلامِ خدا و اتباعِ رسول علیہ السلام در احوال و اعمال ما بجوید و فہم کند“ کمال قال سبحانہ وتعالیٰ۔ ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾ (۱۲یوسف۔۱۲/۱۰۸)

ف:۔۶۲

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ”جو حکم اور جو بیان کہ تفسیروں اور تفسیروں کے علاوہ دوسری دوسری کتابوں میں اس بندہ کے بیان کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہے“ کیونکہ مفسروں اور مجتہدوں کے بیان میں خطا ممکن ہے۔

اور جو عمل و بیان کہ بندہ سے ہوتا ہے وہ تعلیم خدا (پر مبنی) اور پیروی محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم (کے موافق) ہے'' اسلئے اُس میں ہرگز ہرگز خطا کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

فرماتے ہیں کہ ''ہم کسی مذہب میں مقید نہیں ہیں'' کیونکہ سیدنا امام علیہ السلام کا درجہ مفسرین۔ محدثین اور فقہا سے بہت بلند ہے اسی طرح آپ کا مذہب بھی اجماع واجتہادی مذہب سے بالاتر وعین پیروی رسول مقبولؐ ہے۔ اس لئے ہم مصدقین مسائل شرعیہ میں بھی آپ ہی کے فرمان اور آپ ہی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں لیکن اگر کسی مسئلہ میں سیدنا امام علیہ السلام کا فرمان نہیں ملتا تو عندالضرورت چار مذہب میں سے رخصتی فعل کو چھوڑ کر اُس مسئلہ پر عمل کریں گے جس میں عزیمت ہو۔ کیونکہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مجتہدین و مفسرین پہلوانِ دین اور طالبِ حق تھے۔ امور دین میں انہوں نے موشگانی کی ہے اور جو کچھ کہا اور کیا وہ سب خدا واسطے تھا'' (انتخاب المموالید)۔ ف:۔۶۳ اور یہ بھی فرمایا کہ ''بندہ کو جس مخصوص کام کے لئے خدا نے بھیجا ہے اُسی کے متعلق پوچھو'' ف:۔۶۴ یعنی خدانمائی کے متعلق۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''اگر کسی شرعی مسئلہ کی ضرورت ہو تو کتابوں میں دیکھ کر مجتہدین کے مسئلہ عزیمت پر عمل کرو'' (انتخاب الموالید)۔ ف:۔۶۵

اگر کوئی شخص ہمارا صدق معلوم کرنا چاہے تو وہ قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ ان دو کو ہمارے حال اور عمل سے مطابق کر کے دیکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْ﴾...... ترجمہ (اے محمدؐ) کہو کہ یہ (سیدھی راہ جو مجھے بتائی گئی ہے) میری راہ ہے۔ میں اللہ کی طرف اُس کی بینائی پر (بقول ماتن رضی اللہ عنہ ''بچشم دل وبچشم سر'') لوگوں کو بلاتا ہوں میں اور وہ شخص

(بھی) جو میری پیروی پر ہے" (وہ شخص سے مراد بفرمانِ مہدیؑ ذاتِ مہدی موعود ہے بینائی خدا پر لوگوں کو بلاتے ہیں) (۶/۱۳)

سیدنا مہدی علیہ السلام کے سوا تابعِ تام حضرت رسول علیہ السلام اور کون ہو سکتا ہے۔ دوسرے دوسرے داعی وہادی طفیلی وخوشہ چینِ حضرت خاتمین علیہما السلام ہیں۔

(53) عقیدہ:۔ ونیز فرمودہ است "حق تعالی کہ مارفرستادہ است مخصوص برائے ایں است کہ آں احکام وبیان کے تعلق باولایتِ محمدی دارد بواسطۂ مہدی ظاہر شود"۔ ف:۔۲۶

ترجمہ:۔فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے بندہ کو محض اِسی غرض سے بھیجا ہے کہ جو احکام وبیان کو ولایت محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں مہدی کے واسطہ سے ظاہر ہوں"۔

دین خدا تین اصول پر مبنی ہے۔(۱) ایمان یعنی اعتقادات۔(۲) اسلام یعنی احکام شریعت۔(۳) احسان یعنی رویت اللہ۔ جن میں اسلام نبوت محمدیؐ سے تعلق رکھتا ہے اور احسان ولایتِ محمدی سے۔ نبوت کے متعلق احکام تو حضرت خاتم المرسلینؐ نے کھول کھول کر بیان کردئے۔ اب رہے احسان کے متعلق احکام۔ وہ بھی آپ نے اپنے خاص خاص صحابہ میں جنکو اصحابہ صُفہ کہتے ہیں۔ بیان کئے لیکن عام طور سے اظہار کرانے پر آپ مامور نہیں تھے یہ عہدہ حضرت خاتم ولایتِ محمدیؐ کا تھا۔ جو آپ کی باطنی شان کا ظہورِ اتم ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا﴾ (۱۷ابنی اسرائیل ۷۹/۹) ترجمہ:۔ (اے محمدؐ) تمہارا پروردگار تم کو عنقریب مقامِ محمود میں مبعوث

کرے گا۔ استغفراللہ۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ ذاتِ مہدی میں حلول کریں گے۔ یا مسئلہ آواگون کے رو سے آپ مہدی کی صورت میں اُوتار لیں گے۔ اسلام میں مسئلہ تناسخ محض غلط ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ آپکے جیسے اخلاق اور آپکے سے کمالات کا ایک شخص پیدا ہوگا جو احسان یعنی ولایتِ محمدیؐ کے متعلق احکام کھول کھول کر بیان کرے گا۔ (تنویرالہدادیہ) چنانچہ وہ احکام آپ نے بیان کئے اور اُنکی تعمیل تا قیامت فرض فرمائی۔ فرائض ولایت یہ ہیں:۔

ترکِ دنیا۔ ہجرتِ وطن۔ صحبتِ صادقاں۔ عزلتِ خلق۔ ذکر کثیر۔ توکل۔ وتسلیم۔ طلبِ دیدارِ خدا۔

(54) عقیدہ:۔ وفرمود کہ ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ﴾ (۵۷ قیامت۔۱/۱۹) ایں بیان برزبانِ مہدی می شود" ف:۔۶۷

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ﴾ ۔ ترجمہ۔ پھر اس (قرآن کے حقیقی معنی جو ظن وقیاس واجتہاد سے پاک ہوں اور اسکے اسرار ونکات) کا بیان کرنا تو ہمارا ہی حق (اور ہمارا ہی کام) ہے یہ بیان مہدی کی زبان سے ہو رہا ہے"۔

ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ ﴿فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ﴾ (۵، قیامتہ ۔۱/۱۸) ترجمہ جب ہم (جبرئیل کی زبان سے) قرآن پڑھائیں تو (اے محمد) تم اُنکی قرأت کی اتباع کرو، ساتھ ہی فرماتا ہے۔ ﴿اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ﴾ ترجمہ۔ پھر قرآن (کے بطن دربطن) کو (ہمارے ارادہ کے موافق) بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے" (۲۹/۱۷) یہ تو ظاہر ہے کہ خدا ہر کسی کے دو بدو کلام کرتا نہیں اس لئے ایسے اہم کام کیلئے اپنا خاص بندہ منتخب فرماتا ہے جو قرآن مجید کے مراداللہ معنی لوگوں

کو سنائے۔ یہ بندہ خلیفہ خدا۔ نظیر محمد مصطفیٰ سید نا محمد مہدی مراد اللہ ہے۔ سید نا مہدی نے عَلَیْنَا کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔ پس قرأتِ قرآن حضرت خاتم الانبیا پر نازل ہوئی اور بیان قرآن حضرت خاتم الاولیا پر صلی اللہ علیہما وسلم۔

سید نا مہدیؑ نے حج بیت اللہ سے تشریف لانے کے بعد ۹۰۲ ہجری میں احمد آباد قیام فرمایا۔ یہاں آپ کے بیانِ قرآن کا غلغلہ بہت بلند ہوا اور لوگ جوق در جوق تصدیق مہدی سے مشرف ہونے لگے۔ یہاں تک کہ خود سلطان محمود بیگڑہ کے محل میں اس کی بہنیں اور اس کی بیٹی مصدق ہوگئیں۔ اسی طرح امیروں کی تعداد بھی بڑھتی چلی۔ ملا اور مشائخ کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکی۔ ان کو خوف ہوا کہ اب ہماری عزت و ریاست رہنے کی نہیں۔ اس لئے انہوں نے چانپانیر جا کر سلطان محمود بیگڑہ سے عرض کیا کہ ”سید محمد حقائق بیان کرتے ہیں جہاں حقائق بیان ہوتے ہیں سلطان اور سلطنت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے“ بادشاہ نے کہا ”پھر کیا کیا جائے“ عرض کیا۔ ”یہاں سے اخراج کا حکم ہو جائے“۔ جب اخراج کا حکم لے کر سرکاری ملازمین بسر پرستی اعتماد خاں چاپانیر سے حضور مہدی علیہ السلام میں آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ ”آخر اخراج کی وجہ کیا ہے“؟ انہوں نے کہا ”علما و مشائخ نے بادشاہ کو اس اس طرح سمجھایا“ آپ نے سن کر فرمایا ”یہ بے وقوف کیا جانیں حقائق کس کو کہتے ہیں۔ حقائق بیان میں نہیں آتے جو کچھ بیان میں آتا ہے شریعت ہے اگر بندہ حقائق بیان کرے تو تم جل جاؤ“ (مولود مہدیؑ) ف:۔ ٦٨ یہ ہے آپ کے عام بیان کی شان۔ مصنف انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ ”عصر مغرب میں بیان قرآن سننے کے بعد نماز مغرب پڑھ کر

صحابہؓ اپنے اپنے حجروں میں جاتے وقت اُس استغراق کی وجہ سے جو بیان قرآن سننے سے پیدا ہوا تھا بعض حضرات راستے ہی میں گر جاتے اور بعض حضرات عالم محویت میں اُن کو روندتے جاتے۔ نہ روندنے والوں کو یہ خبر کہ ہم کس کو اپنے پاؤں تلے رَوندرہے ہیں اور نہ روندے جانے والوں کو یہ خبر کہ ہم پر پاؤں دے دے کر کون جا رہا ہے۔ یہ بھی فرح مبارک پہنچنے سے پہلے کے بیان کا اثر ہے۔

پھر جب سیدینِ صالحین یعنی حضرت ثانی مہدی و ثانی امیر رضی اللہ عنہما گجرات تشریف لائے اُس وقت حضرت میراں علیہ السلام نے بیان کا نہج ہی بدل دیا۔ صحابہؓ کے اظہار مسرت پر کہ اس سے قبل کبھی ایسے اسرار و نکات و حقائق بیان نہیں ہوئے تھے آپ نے فرمایا ''حاملِ بیان آگئے ہیں اب کس کیلئے اُٹھا رکھوں'' ف:۔٦٩ سیدنا کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب احمد آباد میں حضرت کے عام بیان کو جسکو آپنے ''شریعت'' فرمایا علما و مشائخ نے حقائق پر محمول کیا تو فرح مبارک کا بیان جو ﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ کی پوری پوری شان رکھتا تھا کلام خدا کے بطن در بطن در بطن مراد اللہ معنوں سے کس قدر معمور ہوگا!!!

سیدنا مہدیؑ کے بیان قرآن کے معنوی کمالات کے علاوہ اُس کی ظاہری شان یہ تھی کہ (۱) دُور اور نزدیک کے بیٹھنے والے یکساں سُن سکتے تھے (۲) ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میری زبان میں بیان ہو رہا ہے (۳) یہ بیان قید قلم میں نہیں آسکتا تھا۔ چنانچہ مرزا سلطان حسین بادشاہِ خراسان کے فرمان سے ملاّ علی فیاض شروانی وغیرہ جو ثبوتِ مہدی علیہ السلام کی غرض سے آپ کی خدمت میں آئے تھے آپ کا بیان بتمامہ و کمالہ لکھ لینا چاہا لیکن آخر اُن کو اعتراف کرنا پڑا کہ

حضرت مبین قرآن کا بیان مطلق ہے جو بعینہ حیذ تحریر میں نہیں آسکتا (معجزاتِ مہدی علیہ السلام)۔

(55) عقیدہ:۔ونیز فرمودہ است کہ ''خدا بچشم سر در دنیا دید نیاست باید دید'' وبررویت حق تعالیٰ ہم خود گواہی داد باذنِ خدا وبجہتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ف:۔۷۰

ترجمہ:۔فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں چشم سر دیکھنا ضروری ہے تو دیکھنا ہی چاہئے''۔اور دیدارِ خدا کی نسبت خود آپ نے بھی حکمِ خدا سے گواہی دی اور جہت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بھی)۔

متکلمین اسلام میں مسئلہ دیدار کی نسبت وہ مذہب ہیں۔ایک فریق کہتا ہے اس دنیا میں محال ہے آخرت میں ہوگا کیونکہ اس کی جلالی و جمالی تجلیات وہ اطلاق شان رکھتی ہیں کہ انسان مقیدُ الحواس وضعیف الخلق ان کے دیکھنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔دوسرا فریق کہتا ہے اگر محال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اُس کو دیکھنے کی آرزو نہ کرتے۔امر محال کی آرزو کرنا شانِ نبوت کے خلاف ہے۔اس لئے ممکن تو ہے لیکن اس جہاں میں اُس کا وقوع محال ہے۔

ایک ملاّ نے سید نامہدی علیہ السلام سے اثناء بحث میں کہا۔دیدارِ خدا دنیا میں جائز نہیں ہے حضرت نے پوچھا۔کسی نے جائز بھی بتایا ہے؟ملاّ نے کہا۔ ہاں آپ نے فرمایا''ہم نے بصیروں کا مذہب اختیار کیا ہے تم اندھوں کا مذہب اختیار کرلو''۔ ف:۔۷۱ (انصاف نامہ باب ۱۲)۔

سیدنا مہدیؑ کا دائرہ جبکہ بڑلی (پٹن شریف سے تین کوس) میں تھا علمائے

پٹن واحمد آباد نے چند سوال لکھ کر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے جن میں ایک سوال دیدار کے متعلق تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا﴾ (۱۷ بنی اسرائیل ۸/۲ ۷)۔ ف:۔۷۲ ترجمہ:۔ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہِ (رویت اللہ) سے بہت بھٹکا ہوا (۸/۱۵)۔

پھر فرماتے ہیں کہ ﴿فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝﴾ (اخیر آیہ کہف): ف:۔۷۳ ترجمہ:۔ پس جس کو اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو ہو تو عملِ صالح کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (۳/۱۶)۔ یہاں اللہ کا وعدہ مطلق ہے بندہ بھی مطلق کہتا ہے'' پس وقوعِ دیدار کو زمان و مکان کے ساتھ مقید کرنا غلط ہے (شواہد الولایت)۔

ایک ملّا نے سیدنا امام علیہ السلام سے اثناء بحث میں کہا۔ دیدار تو مرنے کے بعد ہوگا ۔ آپ نے فرمایا۔ ''بندہ نے کب کہا کہ جیتے جی ہوگا۔ بندہ بھی یہی کہتا ہے (کہ مرنے کے بعد ہوگا) تم نے حدیث موتوا قبل ان تموتوا پڑھی ہے''؟ ف:۔۷۴ ملّا نے کہا ''ہاں'' تو بس جو شخص مرنے سے پہلے مرجاتا ہے اُسی کو دیدار حاصل ہوتا ہے۔

سیدنا مہدی فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی علیہ السلام کو جس رستے پر چلنے کے لئے فرمایا ہے اُسی رستہ (پر چلنے چلانے) کے لئے بندہ کو مہدی کر کے بھیجا ہے۔ ف:۔۷۵ کما قال سبحانہ وتعالیٰ ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ﴾ (۱۲ یوسف اخیر رکوع): ترجمہ

(اے محمدؐ) کہو کہ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بینائی پر لوگوں کو بلاتا ہوں میں (بھی) اور جس نے میری پیروی کی (وہ بھی)۔

پھر فرماتے ہیں کہ ”بینائی خدا میں بندہ رسول علیہ السلام کے قدم بر قدم ہے۔ جس طرح حضرت رسولؐ نے خدا کو چشمِ دل و چشم سر سے اور چشم دل و چشم سر کے سوا بال بال سے دیکھا اِسی طرح بندہ نے بھی حضرت نبی علیہ السلام کی متابعت تام کے صدقہ سے چشمِ دل سے چشم سر سے اور چشمِ دل و چشم دل کے سوا بھی بال بال سے خدا کو دیکھا“ (انصاف نامہ باب ۱۲)۔ ف:۔۷۶

اسی طرح فرح مبارک میں آپ نے علماء کے مجمع میں اپنی بینائی خدا کا اظہار کرتے وقت فرمایا کہ ”دیکھو حضرت رسول علیہ السلام حاضر ہیں پوچھ لو“۔ (مولود مہدی) ف:۔۷۷

ونیز آپ نے اس عبارت سے اپنی ذات کو مہدی موعود کہا کہ ”ذاتِ بندہ لاالہ الا اللہ ہوگئی ہے یعنی حضرت پیغمبر علیہ السلام کی متابعتِ تامّہ سے مرتبۂ تام کو پہنچ گئی ہے“۔ ف:۔۷۸

اپنے ہاتھ کی چمڑی کو چٹکی سے پکڑ کر فرماتے ہیں ”یہ سب ولایت ہے“ ف:۔۷۹ (تعلیمی رسالۂ بندگی سید محمود نبیرۂ خاتم کار۔ آخر حاکم)۔

اپنی ذات کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں ”ھواللہ المعروف“ ف:۔۸۰

معنی کلمۂ طیّب کا سراپا ہوں میں
صورتِ ذات کے دکھلانے کو ظاہر ہوں میں

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی نسبت بندگی میاں سید

خوندمیر سید الشہداء اپنے رسالہ 'معرفتِ مہدی (المشہور رسالہ شریفہ) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ﴿دَنٰی فَتَدَلّٰی...... مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی﴾ (۵۳ نجم کا شروع) ترجمہ:۔ نزدیک ہوا۔ پھر اور نزدیک ہوا...... (دیدارِ الٰہی کے وقت حضرت پیغمبرؐ کی نظر نہ بہکی نہ اُچکی (بلکہ یکساں سیدھی اور محودر محور ہی) (۵/۲۷)۔(ق)

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

دید محمدؐ نہ بچشم دِگر بلکہ بدیں چشم سرایں چشم سر

حضرت نظامیؒ فرماتے ہیں۔

ہمہ دیدہ گشتہ چونرگس تنش نہ گشتہ یکے خار پیر امنش

بندگی میراں سید محمود المقلب بہ ثانی مہدی کے دیدار کی نسبت حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں "بھائی سید محمود کا گوشت پوست۔ استخواں۔ خون۔ بلکہ بال بال لا الہ الا اللہ ہوگیا ہے"۔ ف:۔۸۱

پٹن (گجرات) میں نماز جمعہ کے بعد مُلّا شہیر پیش امام وخطیب سے ثبوت مہدی اور دیدار خدا پر بحث ہوتے وقت ملا صاحب کے استفسار کرنے پر ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا "ہاں میں نے خدا کو دیکھا ہے"۔ کس طرح؟ فرمایا "جس طرح خدا نے سب کو دو آنکھیں دی ہیں اللہ تعالیٰ میرے بال بال کو دو دو آنکھیں عنایت کیں جس سے میں نے خدا کو دیکھا" (دفتر اوّل بندگی میاں سید برہان الدین)۔(ق)

غرض بفحوائے آئیہ کریمہ ﴿اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ﴾ خود

نے دیکھا۔ دوسروں کو بتایا اور گروہ مقدسہ پر فرض کر دیا۔

معنی کلمۂ طیّب کا سراپا ہوں میں

رویتِ ذات کے دکھلانے کا ضامن ہوں میں

اب جو لوگ دیدار کے قائل نہیں ہیں یا طلبِ دیدار سے عملاً بے پرواہیں اُن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ﴾ (۱۶ انعام ۴/۳۱)۔ (ق) ترجمہ:۔ جب لوگوں نے دیدار الٰہی کو جھٹلایا بے شبہ وہ لوگ (بڑے) گھاٹے میں رہے۔ جب ایک دم قیامت اُن (کے سر) پر آموجود ہوگی تو چلّا اٹھیں گے کہ اے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس بارے میں ہم سے ہوئی

اللہ تعالیٰ منکرین رویت کی نسبت پھر فرماتا ہے ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطٌ ۝﴾ (۴۱ حٰم السجدہ کا آخر) ترجمہ:۔ عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطراف میں دکھائیں گے اور اُنکے اپنے درمیان میں بھی۔ یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (امر) حق ہے (اے پیغمبر) کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد (حال) ہے۔ سنو جی یہ (لوگ تو) اپنے پروردگار کے دیدار ہی سے شک میں (پڑے) ہیں۔ سنو جی۔ خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔

(56) عقیدہ:۔ و نیز حکم کردہ است کہ "بر ہر یکے مرد و زن طلبِ دیدار خدا فر است تا آنکہ بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب خدائے را نہ بیند مومن نہ باشد۔ ف:۔۸۲

مگر طالب صادق کہ ف:-۸۳

ا۔ روے دل خودرااز غیر حق گردانیدہ است

۲۔ وروے دل خوادرابسوے مولا آوردہ است۔

۳۔ وہموارہ مشغول بخداست

۴۔ واز دنیا
۵۔ واز خلق
عزلت گرفتہ است

۶۔ وہمّت از خود بیروں آمدن می کند۔"

ایں چنیں کس راہم حکم ایمان کرد۔

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ "ہر مرد پراور ہر عورت پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے اور جب تک کہ چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مؤمن نہیں ہے۔

لیکن طالبِ صادق جس نے

ا۔ اپنے دل کی توجہ غیر خدا سے اٹھالی ہو۔	ترکِ علائق
۲۔ اوراپنے دل کی لو خدا کی طرف لگادی ہو۔	صحبتِ[1] صادقاں
۳۔ اور رات دن خدا کے دھیان میں لگا رہتا ہو۔	ذکرِ دوام
۴۔ اور دنیا سے الگ ہو گیا ہو۔	ترک دنیا
۵۔ اور خلق سے علیٰحدگی رکھتا ہو۔	عزلت خلق
۶۔ اوراپنے سے نکل آنے کو کشش کرتا ہو۔	ہجرت باطنی

یعنی "خانۂ استخواں سے نکل آنا"

ایسے شخص پر بھی آپنے ایمان کا حکم فرمایا۔

[1] اللہ سے زیادہ صادق کون؟ پس اصالتاً اللہ اور تبعاً مرشد جو کہ نائب رسولؐ و مسند نشین مہدیؑ ہے۔۱۲ منہ

گروہِ مقدسہ میں مرد خدا بیں کو مؤمن حقیقی اور ایسے طالبِ دیدار کو جس میں مذکورہ بالا صفات پائے جانے سے طالبِ صادق کے درجے کو پہنچ گیا ہو مؤمن حکمی کہتے ہیں۔ غازی جو میدان جنگ میں شہادت کا کمال آرزومند تھا۔ شربتِ شہادت سے بظاہر بے بہرہ رہنے پر بھی جس طرح خدا کے نزدیک اُس کا شمار شہیدوں میں ہے اسی طرح طالبِ صادق کو بھی جو باوجود اپنی تمام کوششوں کے دیدار سے مشرّف نہیں ہوسکا۔ حضرت امام خدا بیں و خدا نما نے زمرۂ مومنین میں شمار کیا ہے کیونکہ خواہ جہاد بالکفار ہو یا جہاد بالنفس ہو مجاہد[1] ہونا شرط ہے۔ غازی اور شہید اسی طرح مؤمن حقیقی اور مؤمن حکمی کے مدارج میں ضرور فرق رہیگا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ مقصود ایک ہوتا ہے اور حصولِ مقصود کے لئے شرائط مختلف ہوتی ہیں۔ جب تک ان شرائط کی پابندی کما حقہٗ نہ کی جائے۔ گوہر مقصود ہاتھ نہیں آسکتا مثلاً نماز فرض ہے۔ نماز کے لئے جائے پاک۔ جامہ پاک۔ جسم پاک۔ وقت مقرّرہ وغیرہ خارجی شرائط بھی فرض ہیں۔ اگر ان شرائط میں سے ایک شرط کو بھی ترک کیا تو نماز نہ ہوئی۔ ان خارج فرائض کی تعمیل تو کرلی لیکن اگر داخلی فرائض مثلاً قیام۔ رکوع۔ سجود میں سے کسی ایک کو بھی ترک کیا تو بھی نماز فاسد ہوگئی۔ کیونکہ تکمیل نماز کے لئے خارجی اور داخلی دونوں قسم کے فرائض کی ادائی ضروری ہے۔ علاوہ بریں محققین کے نزدیک ابھی ایک شرط باقی ہے وہ خشوع اور خضوع ہے اور الفاظ حدیث میں ''واعبد ربك كانك تراه'' ترجمہ :۔ اور اپنے پروردگار کی اس طرح عبادت کر گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے جب ظاہر و باطن تمام شرائط کی باحسن الوجوہ تکمیل کی گئی تب جا کر نماز نماز ہوتی ہے۔

اسی طرح بفرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ''خدا کو دیکھنا ضروری ہے تو دیکھنا

---

[1] مجاہد کی لغوی معنی ہے کوشش کرنے والا۔ خواہ کافہ مسلمین کے آلام دامن کے لئے ہو یا اپنے یہی تہذیبِ نفس و تزکیہ قلب و تصفیہ رُوح کے لئے ہو۔ ۱۲ منہ

ہی چاہئے‘‘۔اور یہ بھی کیسا؟ بدرجہ اولیٰ چشم سر سے۔اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو سکے تو چشم دل سے۔اگر اس دولت سے بھی محروم رہے وخواب میں اور اس سے بھی بے فیض ہے تو بالکل اخیر درجہ یعنی طلبِ صدق میں رات دن لگا رہے۔‘‘ (فان الم تکن تراہ) فانہ یراك ’’ترجمہ:۔(اگر تو خدا کو نہیں دیکھ سکتا تو اس یقین سے عبادت کر کہ) تجھے دیکھ رہا ہے۔’’تراہ ‘‘ مرتبہ مؤمن حقیقی ہے اور ’’لم تکن تراہ ‘‘مرتبہ طالب صداق ہے۔احسان کی بنا اِن دو ہی باتوں[1] پر ہے۔

اسی حصولِ مقصود کے لئے خارجی و داخلی شرائطِ نماز کی طرح شرائط ذیل لازم و ملزوم کردی گئی ہیں جن کو اصطلاح مہدویہ میں فرائض ولایت کہتے ہیں بعض نے پانچ بتائے ہیں۔بعض نے چھ۔بعض نے سات اور بعض نے دس تک شمار کئے ہیں[2] یعنی

۱۔ترکِ دنیا ۲۔ترکِ علائق ۳۔صحبت صادقاں ۴۔عزلت خلق ۵۔ذکرِ کثیر	یہ پانچ فرض ایک دوسرے سے ایسے جڑے ہوئے ہیں جیسے گھڑی کے پُرزے۔ایک پرزہ ڈھیلا پڑ گیا تو گھڑی کی رفتار سست ہوگئی اگر بگڑ گیا تو بند ہوگئی۔اسی طرح ان پانچ فرض میں سے ایک فرض کی بھی ادائی میں جتنا قصور کیا اتنا ہی سالک کا راستہ سست ہوگا یا بالآخر بند ہوجائے گا۔

[1] بزرگانِ دین اس میں بھی ایک نکتہ پیدا کر کے فرماتے ہیں کہ نك تراہ مقام عاشقی ہے اور فانہ یراك مقام معشوقی ہے۔پس نظر حقیقت سے دیکھا جائے تو درجہ فانہ یراك بڑھا ہوا ہے (سنت الصالحین جواب سوال نمبر ۳۹) ۱۲ منہ

[2] ملکِ دین حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے یا صحابہؓ سے ان فرائض کی تعداد و ترتیب مقرر نہیں ہوئی اسی وجہ سے تعداد و ترتیب میں اختلاف نظر آرہا ہے۔لیکن اس ظاہری اختلاف سے اصول وارکانِ دین پر ذرہ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔۱۲

اوّلاً ترکِ دُنیا کا لفظ زبان سے ادا کرتے ہی اُسے ترک علائق کرنا ضروری
ہوا۔ یہ علائق ایسے مضبوط ہوتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر نکل چلے بغیر نہیں چھوٹتے
اس لئے ہجرت وطن لازمی ہوئی۔ دنیا چھوڑی اور ہجرت بھی کی لیکن مرشد کی
صحبت بغیر راستہ نہیں مل سکتا اس لئے صحبتِ صادق فرض ہوئی۔ مرشد نے مریض
جاں کو نہایت عمدہ نسخہ عنایت کیا لیکن ساتھ ہی سخت پرہیز بھی بتلایا وہ پرہیز
عزلتِ خلق ہے۔ بغیر اس کے معالجہ بے سود ہے۔ مریض دوا کھا رہا ہے۔ پرہیز
بھی کرتا ہے لیکن پیٹ میں غذا نہیں پہنچتی۔ غذا کا نہ پہنچنا سو بیماریوں کی ایک
بیماری ہے۔ یہ ایسا مرض ہے کہ تمام تدبیروں اور مشقتوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔
سب کچھ تدبیریں کرتے ہوئے چند ہی روز میں مر جائے گا۔ اس لئے ذکر کثیر جو
روح کی غذا ہے فرض عین ہوئی۔ یہ سب فرائض در حقیقت اسی ایک فرض کی کامل
ادائی کے لئے ہیں۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ ذکرِ کثیر کی
برکت سے ذکرِ دوام عطا فرمائے گا''۔ پس ذکر کثیر شرط ہوئی اور ذکرِ دَوام اُس کی
جزا ذکر کثیر مؤمن ناقص کی صفت ہے اور ذکر دوام مؤمن کامل کی ف:۔۸۴

اگر ان فرائض کو تفصیلاً لکھا جائے تو توکل و تسلیم و ترکِ عزلت و لذت (جن کو
سیدنا مہدیؑ نے نفس کے وہ شہپر بتایا ہے اور اکتسابِ عشق جسکے بغیر دیدار محال ہے صحبتِ
صادقین میں رہنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح سویت۔ عُشر۔ واجماع بھی
اسی کے ضمن آ گئے۔ سلطان اللیل۔ سلطان النہار اور نوبت ذکر کثیر میں داخل ہیں۔
سیدنا مہدی علیہ السلام نے ذاکرین کے مراتب بفرمانِ ربّ العزت اس
طرح بیان فرمائے ہیں۔ ف:۔۸۵

مراتبِ ذاکرین

۱	۲	۳	۴	۵
شمار	اوقاتِ ذاکرین	اسمائے ذکر	مراتب ذاکرین	آیاتِ قرآنی
۱	آٹھ پہر کا ذاکر	ذکرِ دوام	مؤمن کامل	فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ (۴نسا۱۵/۱۰۳) ترجمہ۔ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے رہو (۱۲/۵)
۲	پانچ پہر کا ذاکر	ذکرِ کثیر	مؤمنِ ناقص	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (۳۳احزاب۶/۴۲) ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کا ذکر ذکر کثیر کرتے رہو (۳/۲۲)
۳	چار پہر کا ذاکر	ذکرِ مخلوط[۱]	مشرک	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ (۲بقر۲۰/۱۶۵) ترجمہ۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا (اوروں کو بھی) شریک خدا ٹھہراتے اور جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہئے ویسی محبت اُن سے رکھتے ہیں[۲] (۴/۲)
۴	تین پہر کا ذاکر	ذکرِ قلیل	منافق	وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (۴نسا۲۱/۱۴۲) ترجمہ۔ اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا (۱۸/۵)

[۱] انصاف نامہ وغیرہ کتابوں میں ذکرِ دوام۔ ذکرِ کثیر۔ ذکرِ قلیل یہ تین ہی نام ملتے ہیں چار پہر کے ذکر کے لئے کوئی لفظ نہ ملنے پر آیۂ "وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا" (۲/۱۱) سے راقم آثم ذکرِ مخلوط وضع کیا۔ چار پہر کے ذکر کے لئے بزرگانِ پیش کا تجویز کیا ہوا لفظ ملجانے پر ذکرِ مخلوط چھوڑ کر اُسی قدیم لفظ کو رواج دیا جائے۔۱۲۔

[۲] مولانا روم فرماتے ہیں کہ۔

نیم بہر حق شوی نیمے ہوا — شرک اندر "ذکر حق" نبود روا

"ذکرحق" متصرّف ہے اصل نسخہ میں "کارحق" ہے۔

ان چار مراتب میں پانچ پہر کے ذکر کو آپ نے فرض بتایا ہے۔ اس طرح کہ۔

''اوّل فجر سے ڈیرھ پہر دن چڑھنے تک اور ظہر سے عشا تک یادِ الٰہی میں بیٹھے اور شب کو ایک پہر نوبت میں شریک رہے'' ۔ ف:۔۸۶

ان اوقات کی اگر گھنٹوں کے ساتھ تطبیق دی جائے تو اس طرح ہوگی

اوقاتِ ذکراللہ

شمار	اوقاتِ ذکراللہ	پہر	گھنٹہ
۱	اوّل صبح یعنی ساڑھے چار بجے سے طلوع آفتاب یعنی چھ بجے تک	$\frac{1}{2}$	$1\frac{1}{2}$
۲	چھ بجے ساڑھے دس بجے تک	$1\frac{1}{2}$	$4\frac{1}{2}$
۳	ظہر سے عصر تک	1	3
۴	عصر سے مغرب تک (بیان قرآن)	$\frac{1}{2}$	$1\frac{1}{2}$
۵	مغرب سے عشا تک	$\frac{1}{2}$	$1\frac{1}{2}$
۶	نوبت	1	3
	کُل =	5	15

نوٹ:۔ موسم کے لحاظ سے رات دن کے بڑھاؤ گھٹاؤ کے باعث پَہر اور گھنٹوں میں فرق رہے گا۔ مثلاً گجرات میں جاڑوں کے ایّام میں ساڑے تیرہ گھنٹے کی رات اور ساڑے دس گھنٹے کا دن ہوتا ہے اور گرمیوں میں ساڑے دس گھنٹے کی رات اور ساڑے تیرہ گھنٹہ کا دن ہوتا ہے اس وجہ سے جاڑوں میں عشاء کے بعد سے اوّل صبح تک رات کے تین حصّے کئے جائیں تو ہر نوبت نشین کو تین گھنٹے سے زیادہ بیٹھنا ہوگا اور گرمیوں میں پورے اڑھائی گھنٹے بھی نہیں ملیں گے۔

فائدہ:۔ تہجد کی نماز کا وقت عشاء کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے اس لئے نوبت نشین کو اختیار ہے خواہ اپنی پہلی نوبت میں نماز پڑھ لے یا اگر ہمّت ہے تو اُٹھ کر اخیر شب کو پڑھے سیدنا مہدیؑ نے پانچ پہر بتائے ہیں۔ اس پابندی میں بیان قرآن کی طرح نماز تہجد کی ادئی بھی آگئی۔

(57) عقیدہ:۔ ونیز فرمودہ است کہ ''ایمان ذاتِ خدا است'' ف:۔۸۷

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں کہ ایمان ذاتِ خدا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ باصفا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''الولایت افضل من النبوت ''یعنی (میری) ولایت (میری) نبوت سے افضل ہے۔ جبکہ نبوت کی نسبت ولایت کا درجہ بوجہ تقرب الی اللہ بڑھا ہوا ہے تو ولایت کی ہر ایک بات نسبتاً اعلیٰ پیمانہ پر ہوگی اور چونکہ شریعت مصطفوی ولایتِ مصطفوی سے فیص اخذ کر تی ہے تو حقیقی شریعت کا معیار بھی درحقیقت شریعت اجتہادی سے بہت بلند ہوگا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ سیدنا مہدیؑ کا مذہب تقلیدی شریعت نہیں ہے بلکہ بلاواسطہ عین اِتباع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں'' شریعت بعد از فنائے بشریت است'' (شواہد الولایت)۔ ف:۔۸۸

پھر فرماتے ہیں ''شریعت ما عین حقیقت است'' (شواہد الولایت)۔ ف:۔۸۹

پھر فرماتے ہیں ''فروع عین اصول است'' (شواہد الولایت)۔ ف:۔۹۰

پھر فرماتے ہیں ''ابتدائے ما عین انتہا است'' (ایضاً)۔ ف:۔۹۱

جبکہ شریعتِ محمدی کا مرتبہ اس قدر بلند بتایا گیا جہاں ائمہ دین کا قلم تک نہیں پہنچا تو ایمان کا جو اعلیٰ ترین درجہ سیدنا مہدیؑ نے بتایا اس سے کیسے متفق ہوسکتے ہیں؟۔

ایمان کی تعریف جو آپ نے "ذاتِ خدا" فرمائی اِسی طرح "شریعت بعد از فنائے بشریت است" جو فرمایا اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ جب تک خودی کا استیصال نہ کیا جائے نہ شریعتِ حقیقی نصیب ہوتی ہے نہ ایمان حقیقی اِسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ "بندہ کا بعث اُس وقت ہوا جبکہ دین صرف مجذوبوں میں رہ گیا تھا"۔ ف:۔۹۲

شریعت کے زاہد کی تمنا یہی ہوگی کہ بہشتِ حور وقصور مل جائے حالانکہ امام الاولیا۔ سردارِ دوسرا حضرت مہدی مراد اللہؑ فرماتے ہیں ۔

باید شکست از ہمہ عالم برائے یار   آرے برائے یار دو عالم تواں شکست

ف:۔۹۳

پھر فرماتے ہیں (کلام مولانا روم ؒ)

ہشت جنت گرد ہندت سر بسر   تو مشو راضی از آنہا دَرگذر

عالی ہمّت باش و دِل با حق ببند   تو ہمائے قافِ قُربیٰ رَوْ بلند

پھر فرماتے ہیں ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ﴾ (۴۔۱۹/۱۳۶) ترجمہ :۔اے مسلمانو (جو) اللہ پر (ایمان بالغیب لا چکے ہو۔ اب اللہ کو دیکھ کر) ایمان لالو ف:۔۹۴ (۵/۱۷)۔ تقلیدی ایمان کی نسبت استدلالی ایمان کا درجہ بڑھا ہوا ہے اور استدلالی ایمان کی نسبت ایمان بالمعائنہ یعنی ایمانِ حالی کا اور ایمان کا انتہائی درجہ مغائبہ ہے جس کی نسبت سید نا مہدیؑ فرماتے ہیں "ایمان ما ذاتِ خدا است" اور دوسروں سے فرماتے ہیں "ایمانِ شما ذکر اللہ" ف:۔۹۵ (شواہد الایت) ۔یعنی ابھی تم ذاتِ خدا کو نہیں پہنچے ۔اس لئے فرمان ہوتا ہے کہ "کوشش ذکر کنید تا حالتے پدید آید" الولایت ذات اللہ یہ حالت حصولِ مرتبۂ ولایت مصطفیٰ

ہے جو کہ مقام دیدار اور ایمانِ حقیقی ورویتی ہے۔ ف:۔۹۶ پھر فرماتے ہیں ''دانا کا ایمان دانا نادان کا ایمان نادان[1]'' ف:۔۹۷ پھر فرماتے ہیں ''ما مذہب بصیراں اختیار کردہ ایم'' ف:۔۹۸ پھر فرماتے ہیں کہ ''میری تصدیق کی علامت یہ ہے کہ (۱) نامرد مرد ہوجائے یعنی طالبِ دنیا (جوکہ مخنث ہے) پھر طالبِ ذاتِ خدا ہوجائے (طالب مولا مذکرٌ) (۲) بخیل سخی ہوجائے یعنی جو شخص ایک پیسہ بھی فی سبیل اللہ نہیں دے سکتا تھا۔ راہِ خدا میں اپنی جان تسلیم کردیتا ہے۔ (۳) اور اُمی عالم ہوجائے یعنی جو شخص ایک حرف بھی نہیں جانتا (علم لَدُنّی ونور باطن کے فیضان سے) معانی قرآن بیان کرے'' (حاشیۂ انصاف نامہ) ۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''ہمارے کوئی (یعنی ہمارے لوگ خدا کو) دیکھتے دکھاتے مریں'' (حاشیۂ انصاف نامہ) ۔ پس جیسا مذہب ویسا ہی اس کے متبعین کے ایمان کا معراج۔ ربنا اٰتنا تصدیق المهدی كما هوا لتصديق'' ف:۔۹۹

عام طور سے دیدار کے تین مرتبے شمار کئے گئے ہیں جو ذیل میں بطور جدول مترادف الفاظ کے ساتھ بنظر اختصار بتلائے جاتے ہیں۔

---

[1] میرے مرشد سید نجی میاں صاحب اکیلوی کے جدّ امجد میاں سید نور محمدؒ ابن سید محمودؒ (مصنفِ رسالۂ محمود در تعلیمات مہدی علیہ السلام) ابن بندگی میاں سید عیسیٰؒ ابن بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزمانؒ ابن بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدؒ اپنے فرزند میاں سید نصیر الدینؒ کو تعلیمی خط کے سلسلہ میں جو تاریخ ۳۔ محرم الحرام ۱۱۶۳ ہجری کو لکھا گیا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

''ازیں عبارت بنظرِ ظاہر بیناں چنیں می گدزد کہ ایمان عارف از ایمانِ غیر عارف متزاید است امّا بنظر حقیر چنیں می آید کہ ایمانِ دانا نیز دانا است امّا ایمان ناداں کہ آں مرتبہ لاعلمی است از ہمہ مراتب بالااست۔

چونکہ درعالم خدادانی جہل علم است وعلم نادانی

جہل = مرتبہ بے خودی۔ مرتبہ لاتعین۔ علم = مرتبہ تعین اوّل مرتبہ خودی۔ ۱۲ منہ

مراتبِ دیدار

	مراتب داخلی یعنی ولایت مصطفیٰ[۱] ﷺ کے تین درجے			مرتبہ خارجی
۱	لاتعیّن	تعیّن اوّل	تعیّن ثانی	
۲	لاہوت [۲]	جبروت	ملکوت	ناسوت
۳	بینائی چشمِ سر[۳]	بینائی چشمِ دل	بینائی خواب	کوریٔ چشم
۴	کامل فنا	نیم فنا	اندک فنا	مرتبہ نفس وخودی
۵	فنافی اللہ	فنافی الرسولؐ	فنافی الشیخ	فنافی الدّنیا
۶	شدنی	چشیدنی	دیدنی	گفتنی
۷	ہمہ تن کلمہ	بینائے کلمہ	دانائے کلمہ	گویائے کلمہ
۸	حق الیقین	عین الیقین	علم الیقین	جہل مطلق۔ وہم وگمان
۹	مؤمن خاص الخاص	مؤمن خاص [۴]	طالبِ صادق مؤمن عام	منافق
۱۰	سَابِقٌ بِالْخَلْوَاتِ	مُقْتَصِدٌ	ظَالِمِ نَفْس	طالبِ دنیا
۱۱	معرفت	حقیقت	طریقت	ضلالت
۱۲	مرتبۂ ذات	مرتبۂ صفات	مرتبۂ افعال	مرتبۂ اثار
۱۳	تَخَلَّقُوْ بِاَخْلَاقِ اللّٰہ سے معرفت خدا حاصل کیا ہوا	مرتبۂ مطلق کو پہنچا ہوا	قیدِ بشریت سے نکلا ہوا[۵]	مقیدِ نفس وہوا
۱۴	مقائبہ	معائنہ	مشاہدہ [۶]	ذکرلسانی
۱۵	احد۔ وحدت	احدیّت [۷]	واحدیّت	.
۱۶	تجلّی ذات	تجلّی صفات	تجلّیٔ افعال	.
۱۷	مرتبہ ذات	مرتبہ اجمال	مرتبۂ تفصیل	.

۱۸	روح واصل	دلِ روشن	تنِ لطیف	جسم خاکی
۱۹	ذات بحت	تنزیہ	تشبیہ	۔
۲۰	لا الٰہ	الا اللہ	محمد رسول اللہ	مرتبہَ کفر و شرک

(58) عقیدہ:۔ ودیگر بعضے آیات رامخالفِ عقیدہ مجتہداں ومفسراں بیان کردچنانچہ درحصرِ ایمان:۔﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَاذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَاتُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَ ادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ (۸انفال کاشروع) وطالبے کہ صفاتِ وے بالا مذکوراست حکم اوہمیں داشت''۔ ف:۔۱۰۰

حاشیہَ نمبر۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷۔

۱ اولیائے پیشیں ولایت محمد مصطفیٰ کو باعتبار ظہور وفیض رسانی تعین اوّل بتاتے ہیں۔ لیکن سیدنا مہدیؑ نے اپنے بائیں ہاتھ کے پوست مبارک کو چٹکی سے پکڑ کر فرمایا ''یہ سب ولایت ہے'' ونیز بندگی میاں لاڑشہؒ فرماتے ہیں کہ ''اُسی مرتبہَ احد (لاتعین) نے صورت مہدی میں ظہور کیا۔ پھر ''لآن کما کان''۔ ذات من حیث ھی ھی کا ظہورِ اتم حضرت خاتمین علیہ السلام کی ذاتِ مبارک ہے اِن وجوہات سے گروہ مقدسہ میں علی العموم مرتبہ لاتعین کو ولایت مصطفیٰ کہتے ہیں اوراس کی تعریف اس طرح بھی کرتے ہیں کہ ''ولایت مصطفیٰ صفتِ خالق۔ غیر مخلوق''۔۱۲منہ

۲ لاہوت کے اوپر درجہَ ہاہوت ہے۔۱۲منہ

۳ بینائی چشم کے بعد ''وارے چشم سر'' ہے۔۱۲منہ

۴ مؤمن خاص کو مؤمن موحد بھی کہتی ہے (شفاء المؤمنین) ۱۲منہ

۵ ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں تا آنکہ از قید بشریت بیروں نیاید۔ و مطلق نہ شود ۔ ''وَتُخَلِقُوْ بِاَخْلَاقِ اللّٰه'' حاصل نہ کند لائق معرفتِ خدانہ گردد'' (رسالہ شریفہ)۔۱۲منہ

۶ اگر مراقبہ لیا جائے تو تین درجے اس طرح ہونگے۔ مراقبہ۔ مشاہدہ۔ معائنہ مشاہدہ بمعنی شہودِ قلبی چشمِ دل سے دیکھنا اور معائنہ بھی شہودِ عینی چشم سر سے دیکھنا۔ لیکن گردہ پاک میں مشاہدے سے شمار کرتے ہیں۔۱۲منہ۔

۷ اکثر اولیائے پیش کے نزدیک احدیت۔ وحدت۔ واحدیت یہ ترتیب ہے۔ لیکن حضرت محی الدین ابن عربیؒ اور بندگی میاں ملک جی مہریؒ نے مرتبہ احدیت کو تعین اوّل بتایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ''تعین اوّل ست احدیت۔۱۲منہ

ترجمہ:۔آپ نے مفسرین و مجتہدین کے عقیدہ کے خلاف بعض آیتوں کا بیان کیا۔چنانچہ حصر ایمان کی نسبت آپ نے یہ آیت پڑھی۔﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ﴾......ترجمہ(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ)مؤمنِ(حقیقی)تو بس وہی (بندگانِ خدا)ہیں کہ۔

ا۔جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل(ہیبتِ جلال و عظمتِ کبریائی سے کانپ اٹھتے ہیں)۔

۲۔اور جب آیاتِ الٰہی اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو (عملِ صالح سے)اور بھی زیادہ کر دیتی ہیں۔

۳۔اور(ہر حال میں)اپنے پروردگار پر(ایسا)توکل کرتے ہیں(کہ اسبابِ وسائط سے نظر اٹھا کر اللہ ہی اللہ کو دیکھتے ہیں)۔

۴۔ جو نماز(توجہ باطنی کے ساتھ)پڑھتے ہیں۔

۵۔اور ہم نے جو اُن کو روزی دی ہے اُس میں سے(بقدرِ ضرورت رکھ کر خدا کی راہ میں)خرچ کرتے ہیں(کہ اُنکو ذاتِ خدا کے سوا کسی چیز سے اُنست نہیں ہے)۔

(سورۂ انفعال کا شروع)۔

یہی ہیں مؤمن حقیقی پس جس طالب میں مذکورۂ بالا صفات پائی جائیں اُس کا حکم وہی ہے"۔

پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا امام علیہ السلام کا درجہ مجتہدین و مفسرین سے بالاتر ہے۔یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مجتہدین و مفسرین کا اجتہاد کبھی غلطی پر ہوتا ہے اور کبھی صحیح۔جبکہ اُن کا کلام متحمل خطا و صواب ہے اور سیدنا مہدیؑ کے فرمانِ پاک میں غلطی کا کبھی وہم و گمان بھی پیدا نہیں ہو سکتا تو اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ

جب کبھی سیدنا اور اماموں کے کلام میں خلاف واقع ہوگا تو سیدنا کے فرمان کو بلاشک وشبہ ترجیح دیجائیگی۔

برخلاف مجتہدین ومفسرین کے سیدنا مہدیؑ نے فرمان خدا سے عمل کو جزوایمان بتایا ہے۔ امام شافعی صاحبؒ بھی عمل کو جزوایمان بتاکر فرماتے ہیں کہ "ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے" (ق) لیکن امام اعظم صاحبؒ اس کے برعکس فرماتے ہیں "کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے" (ق)۔ سیدنا مہدیؑ نے فرمایا "امام اعظمؒ نے اپنے ایمان کی خبر دی ہے جو کامل ہو چکا تھا۔[1] ف:۔۱۰۱ (سیر مسعود)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ہر وقت کہ مؤمن گناہ کند ایمان از و بیروں می شود و چوں ازاں گنہ توبہ کند ایمان باز درآید" ف:۔۱۰۲ (حاشیہ انصاف نامہ)۔

پھر فرماتے ہیں کہ "مؤمن مجاہد گاہے مؤمن گاہے کافر" ف:۔۱۰۳ (شفاء المؤمنین)۔

پھر فرماتے ہیں کہ "مؤمن عمداً گناہ نہ کند ہر کہ عمداً گناہ کند او کافر است" (مکتوب قاضی منتخبؒ) ف:۔۱۰۴۔

پھر فرماتے ہیں کہ "مصر گناہ کبیرہ جاوید در دوزخ بماند" ف:۔۱۰۵۔

پھر فرماتے ہیں کہ "قبولیت بندہ عمل است بغیر عمل قبولیت مردود" (انصاف نامہ) ف:۔۱۰۶۔

پھر فرماتے ہیں کہ "دعوی بے عمل مردود" (انصاف نامہ) ف:۔۱۰۷۔

پھر فرماتے ہیں کہ "جب تک تم میں عمل ہے بندہ تم میں ہے" (مولودِ مہدی) ف:۔۱۰۸

پس مہدیؑ کی حقیقی تصدیق وہی ہے کہ آپ کے فرمودہ پر عمل کیا جائے۔ وہ

---

[1] بندگی میاں سید خوندمیرؓ مصنف عقیدۂ شریفہ نے "رسالہ مقصد ثانی" میں ایمان کے بڑھاؤ گھٹاؤ کی نسبت متکلمین کے طرز پر تفصیلاً بحث کی ہے۔ ۱۲ منہ

عمل ترکِ دنیا۔ ہجرت وطن۔ عزلت خلق وغیرہ فرائض ولایت وحد ودِ دائرہ ہیں۔ اگر عمل نہیں کرتا تو اس کی تصدیق رَد ہے۔ ہم کسی کچہری ملازم ہیں اگر دو چار روز کسی وجہ معقول سے نہ جاسکے افسر معاف کردے گا لیکن بلا عُذر واطلاعِ افسر چار چھ مہینے اُس طرح رُخ ہی نہ کریں تو کیا ہم کو تنخواہ ملتی رہیگی یا ہمارا نام فہرست ملازمین میں قائم رہے گا؟ پس جب سلطانِ دوجہاں کے فرمان سے بالکل بے اعتنائی کی جائے اور اُس کے خلاف مرضی رات دن مشاغلِ دنیوی میں گھُسے رہیں تو آخر کیا گت ہوگی! گو قرآن مجید کے معنی نہ پڑھے ہوں۔ اس قسم کی احادیث بھی نہ سنی ہوں باوجود اس کے ہر شخص کا قلبِ سلیم کہہ دے گا کہ ﴿وَاَمَّامَنْ طَغٰی وَ آثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَافَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی﴾ (سورہ سبح اسم) ترجمہ:۔ اور جس شخص نے (خواہ وہ سید اور مصدق ہی کیوں نہو) سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو اختیار کیا تو بیشک دوزخ ہی اُس کا ٹھکانا ہے (پارہ عم)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ”بہت سے لوگ محمد محمد کہتے دوزخ میں جاویں گے تو کیا مہدی مہدی کہتے دوزخ میں نا جاویں گے“ یہ وہ لوگ ہیں جو زبان سے تو کلمہ اور تصدیق کہتے ہیں لیکن عمل صالح نہیں کرتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ﴾ (۱۹ مریم۔۴/۶۰)۔ ترجمہ:۔ پھر انکے بعد ایسے ناخلف (پیدا) ہوئے جنھوں نے نمازیں کھوئیں اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے سو اُن

کی گمراہی اُن کے آگے آئیگی ۔مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیئے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہو گے (۶۱/۷) ۔ ف:۔۱۰۹

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ”نبوّت میں ۷۳ فرقوں میں ۷۲ ہالک[1] اور ایک ناجی ہے ۔ یہاں ولایت ہے اس لئے ۷۴ فرقوں میں ۷۳ ہلاک (دوزخی)اور ایک ناجی جنّتی) ہے“ ف:۔۱۱۰ ۔ یہ فرقہ ناجیہ فقرائے حِزبُ اللّٰہ کا ہے ۔جنھوں نے عرفان وعمل سے ﴿بحکمِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی﴾ اپنے نفوس کو پاک کر کے ”آئیہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ“ اللہ اُن سے خوش اور وہ اللہ سے خوش“ کے مصداق بن گئے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے آئیہ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ﴾ میں جو اوپر گذری ہے مؤمن حقیقی کی ﴿اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ پانچ صفتیں بتلائیں ہیں ان کی تطبیق ولایت کے پانچ فرض سے اِس طرح ہوسکتی ہے کہ۔

پہلی صفت جو خوفِ خدا ہے تمام قسم کے ظاہری و باطنی گناہ اِسی طرح شرک جلی و خفی سے بھی بچاتی ہے اس لئے اس کو زبانِ تصوّف واصطلاع ولایت میں ﴿اِتّقَا﴾ یعنی غیر اللہ سے پرہیز کہتے ہیں جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (۵۹حشر۔۳/۸۱۔۱۹) ۔ترجمہ:۔اے مسلمانو اللہ سے ڈرو ،اور جس کو اسی عقیدہ کے اخیر میں حضرت مصنفؒ نے پرہیز یدن عما سوی اللہ فرمانِ مہدیؑ سے فرض بتایا ہے۔

[1] بقاعدہ حسابِ ابجد وتمام فرقے ناری ہیں جو بے مہدی یعنی منکرِ مہدی موعود ہیں ۔بہتر واں فرقہ جس نے مہدیؑ کا نام تک نہیں سنا اُس کا حساب خدا کے ساتھ ہے تہتر واں فرقہ جو حقیقی مصدق ہے فی الحقیقت وہی فرقہ ناجی ہے ۔اسی طرح بہتر فرقے جن میں حسد کی آگ بھڑک رہی ہے ناری اور ایک ہی فرقہ جو ظاہر و باطن تابع حضرت رسول مقبولؐ ہے وہی مقبول و ناجی ہے ۔۱۲منہ

''ماسوی اللہ سے پرہیز'' کہو یا ''روے دلِ خود را از غیر حق گردانیدہ است'' کہو یا ''ترک علائق'' کہو۔	سب ایک ہی مطلب لئے ہوئے ہیں

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

آرے برائے یار دو عالم تواں شکست | باید شکست از ہمہ عالم برائے یار

یعنی ﴿قُلِ اللّٰـهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ﴾ (۱۱/) اللہ بول سب کو چھوڑ۔ پس ترکِ علایق مؤمن حقیقی کی صفت ٹھہری۔

اِن آیتوں میں مؤمن حقیقی کی دوسری صفت ترقی ایمان بتلائی گئی ہے جو کلام الٰہی کے سمجھنے اور اُس سے متاثر ہونے کے لئے اُس علم کی سخت ضرورت ہے جس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''دانستن ایمان'' ف:۔۱۱۱ پھر فرماتے ہیں۔ (زادالمسافرین)۔

''علمے بہ طلب کہ باتو ماند | علمے کہ ترا زو رہا ند
گر علمِ فریضہ رانہ خوانی | تحقیق صفاتِ حق نہ دانی''

ف:۔۱۱۲ (انصاف نامہ باب ۱۰)۔

پھر فرماتے ہیں ''ہر کس خداے رامی بیند امّا نمی شناسد'' پس شناخت حق یعنی عرفان کی ضرورت ہوئی۔ لیکن نرا عرفان غیر مفید ہے اسلئے کہ ''قبولیت بندہ عمل است'' ف:۔۱۱۳ صاحب زادالمسافرین فرماتے ہیں۔

علم نر آمد و عمل مادہ | دین و دَولت از وشد آمادہ

یہ دولتِ دیدار مرشدِ کامل کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿یَا یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰه وَ کُوْ نُوْمَعَ الصَّادِقِیْنَ﴾ (۹۔توبہ۔۱۵/۱۱۹)۔ترجمہ۔اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور صادقین کیساتھ ہوجاؤ، اور سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ''روئے دل خود را سوئے مولا آوردہ است'' پس مؤمن حقیقی کی دوسری صفت صحبت صادقاں ہے۔

آیاتِ مذکورہ میں مؤمن حقیقی کی تیسری صفت توکل بتلائی گئی ہے۔مبتدی کو عزلتِ خلق بغیر یہ دولت ہرگز ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ''از دنیا و خلق عزلت گرفتہ است'' پس مؤمن حقیقی کی تیسری صفت بفرمانِ مہدی عزلتِ خلق ہے۔مؤمن حقیقی کی چوتھی صفت نماز ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰ اتِهِمْ دَائِمُوْنَ﴾ (۷۰۔۱/۲۳) اور وہ اپنی نماز پر دائم (وقائم) ہیں (۲۹/۷) اسی سلسلۂ بیان میں پھر فرماتا ہے۔ ﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰ اتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ﴾ (۷۱۔۱/۳۴) ۔ترجمہ:۔ اور وہ اپنی نماز (ظاہر و باطن) کی حفاظت کرتے ہیں۔یعنی ﴿الوضوء انفصال و الصلوٰۃ اتصال﴾ وضو فصل ہے اور نماز وصل ہے اور سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''ہموارہ مشغول بخداست'' مشغولی حق وہی ذکرِ کثیر ہے جس کی بدولت بفرمانِ مہدی علیہ السلام ذکر دوام حاصل ہوتا ہے۔ پس مؤمنِ حقیقی کی چوتھی صفت ذکرِ کثیر ہو۔

مؤمن حقیقی کی پانچویں صفت بذل و انفاق بتلائی گئی ہے۔سیدنا مہدی علیہ السلام نے آیہ ﴿لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ ترجمہ۔جب تک کہ وہ چیز جو تم کو عزیز ہو (راہ خدا میں) صرف نہیں کرو وہاں تک (اصل)

بھلائی (یعنی دیدارِ خدا) کونہیں پہنچ سکو"۔ ف:۔۱۱۴ کا بیان کرتے وقت فرمایا "اللہ تعالیٰ تلوار گھوڑا نہیں مانگتا تمہاری جان عزیز مانگتا ہے"۔ یعنی ﴿موتوا قبل ان تموتوا﴾ ترجمہ۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مرنے سے پہلے مرجاؤ" یہ دولتِ ظاہر و باطن ترک دنیا سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ فرماتے ہیں ﴿الدنیا نفسک فاذا افنیت فلا دنیا لک﴾ ترجمہ:۔ دنیا تیرا نفس ہے جب تو نے نفس کو فنا کردیا تو تیرے لئے دنیا نہیں ہے اور سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "حیاتِ دنیا کفر است یعنی زیستن بجاں کہ آں را ہستی و خودی می گویند" ف:۔۱۱۵۔ پھر فرماتے ہیں "ہمت از خود بیروں آمدن می کند" پس مؤمن حقیقی کی پانچویں صفت ترکِ دنیا اسی آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ ﴿واللہ اعلم باصواب﴾

اوپر کا بیان ناظرین کی مزید سہولت کیلئے نقشہ کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

حصرِ ایمان

(یعنی صفاتِ مؤمن حقیقی)

شمار احکام	۱	۲	۳
	فرائض ولایت	صفاتِ طالبِ صادق	صفاتِ مؤمن حقیقی
۱	ترکِ دنیا	ہمّت از خود بیروں آمدن می کند	بذل وانفاق
۲	ترکِ علائق	روے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است	اتقا یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز
۳	صحبت صادقاں	روے دل خود را سوے مولا آوردہ است	ترقی ایمان
۴	عزلتِ خلق	از دنیا خلق عزلت گرفتہ است	توکل
۵	ذکر کثیر	ہموارہ مشغول بخدا است	نماز

گروہِ مقدسہ مہدی علیہ السلام میں دو ہی فریق ہیں ایک فرقہ وہ ہے جس میں صفت نفسِ ایمان موجود ہے اور دوسرا فرقہ وہ ہے جس میں صفتِ نفسِ ایمان بھی نہیں ہے۔

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (۲/۲۵) سیدنا مہدی علیہ السلام نے ان دونوں فریق کی تعریف بیانِ حصولِ عشق کے ضمن میں اس طرح فرمائی ہے کہ ''طالب کیلئے کیا چیز فرض ہے جس سے وہ خدا کو پہنچے''؟ ف:۔۱۱۶ اپنے اس سوال کا آپ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ ''وہ چیز عشق ہے''۔ پھر فرماتے ہیں کہ عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ اس کا جواب آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ ''(۱) اپنے دل کی توجہ ہمیشہ خدا کی طرف ایسی لگائے رکھے کہ دل میں کوئی چیز آنے نہ پائے (۲) اس کام کیلئے ہمیشہ خلوت اختیار کرے اور (۳) کسی سے بھی نہ ملے۔ نہ اپنوں سے نہ پرایوں سے (۴) کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ کھاتے پیتے ہر حالت میں حق کا ملاحظہ رکھے''۔ یعنی صفتِ نفس ایمان یہ ہے۔ (انصاف نامہ باب ۱۱)

سیدنا مہدیؑ کلمہ طیبہ کی چار قسمیں بتلاتے وقت فرماتے ہیں۔ ﴿کلمہ لا الہ الا اللہ بر چہار قسم است۔ یکے لا الہ الا اللہ گفتنی است۔ دویم لا الہ الا اللہ دیدنی سیوم لا الہ الا اللہ چشیدنی است۔ چہارم لا الہ الا اللہ شدنی است۔ ایں ہر سہ مراتبِ ہمہ انبیاء و اولیا اند یعنی علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و یکے قسم کہ لا الہ الا اللہ گفتنی ماندہ است از میاں ایں چہار قسم صفتِ منافقاں است کہ نفس ایمان ندارند۔ د کسے کہ نفس ایمان ہم ندارد از عذب چگونہ رہد''؟

''مگر طالبِ صادق کہ روئے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است و روئے دل خود را سوئے مولا آوردہ است و ہموارہ مشغول بخدا است و از دنیا و خلق

عزلت گرفتہ است وہمہ از خود بیروں آمدن می کند'' ایں چنیں کس را ہم حکم ایمان کروند۔ یعنی صفتِ نفسِ ایمان ایں است (انصاف نامہ باب ۱۱)

ثانی امیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنی دوسری تصنیف رسالہ شریفہ میں فرماتے ہیں۔ ''ذکر اللہ فرض (وقتیہ نہیں بلکہ فرض) دوام ہے۔ پس جو شخص لا الہ الا اللہ گفتنی یعنی ذکر لسانی کرتا ہے وہ بات کرتے اور کھاتے پیتے کیسے ذکر اللہ کر سکے گا! اور جب ان حالتوں میں ذکر اللہ نہ کر سکا تو وہ غافل ہے اور غفلت منافقوں کی صفت ہے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ط أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾ (۷، اعراف۔۲۲/۱۷۹)۔

ہم نے بہت سے جنّات اور آدمیوں کو دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں۔ اُن کے دل (تو) ہیں (لیکن کسی بھی حقیقت کو) پا نہیں سکتے۔ اور اُن کو آنکھیں (تو) ہیں (لیکن دیدار خدا) نہیں دیکھ سکتے۔ اور اُن کو کان (تو) ہیں (لیکن) ان سے (حق بات) نہیں سُنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کے جیسے ہیں بلکہ (حیوانوں سے بھی) زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (خدا سے) غافل ہیں۔'' (۱۲/۹)

سیدنا مہدی رعلیہ السلام فراتے ہیں۔

ہر آں کو غافل از وے یک زمان است ۔۔۔ در آں دم کا فرست امّا نہاں است

کسے کو غافلِ پیوستہ باشد ۔۔۔ درِ اسلام بروے بستہ باشد

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ (۶، انعام۔۱۴/۱۲۱) ترجمہ:۔ ظاہری اور

باطنی (دونوں قسم کے) گناہ چھوڑو۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اِس آیت کوگروہ کی صفت بتائی ہے ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾ (۳۵ فاطر۴،۴/۳۲) ف:۔۱۱۹ ۔ترجمہ:۔ہم نے لوگوں میں سے ہمارے برگزیدہ بندوں کوکتاب کا وارث کیا۔جن میں بعض ظَالِمٌ نفس یعنی ملکوتی ہیں اور بعض مُقْتَصِدٌ (بمعنی میانہ رو) یعنی جبروتی ہیں اور بعض حکمِ خدا سے سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ یعنی لاہوتی ہیں" (۱۶/۲۶)۔پس جوشخص علم الیقین۔ عین الیقین۔حق الیقین۔یعنی مرتبہٴ اندک فنا۔نیم فنا۔تمام فنا سے جو کہ مراتبِ ولایت ہیں باہر ہووہ ناسوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ ناسوتی بفرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام کافر ہے۔(انصاف نامہ)

پس نفسِ ایمان طالبِ صادق یعنی مؤمنِ حکمی کی صفت ہے اور جس میں نفسِ ایمان بھی نہیں ہے وہ "غافل اور منافق ہے جسکی نسبت سیدنا امام علیہ السلام فرماتے ہیں" وہ عذاب سے کیسے بچ سکے گا" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (۴،نسا۲۱/۱۴۵) ف:۔۱۱۳ ترجمہ:۔منافق تو بس دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے۔(۵/اخیر)۔﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (۹/۸)

عقیدہ:۔وجاودانی در دوزخ بدیں آیت فرمود ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خَا

لِدُوْنَ (۲بقر۹/۸۱)۔ودیگر ﴿ وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداًفجزَ آ ئُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴾ (۴نساء ۹۳/۳۱)۔

ترجمہ:۔اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ آیت بیان فرمائی بَلیٰ مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً .... ترجمہ:۔واقعی بات تو یہ ہے کہ جو شخص کہ کرے بدی اور اُس کے گناہ اُس کو (ایسا) گھیر لیں (کہ دیرازدیر مرتے وقت بھی توجہ وترک سے بے بہرہ رہے) تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے۔(۱/۹)۔

ونیز یہ آیت بھی بیان فرمائی وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا .... ترجمہ:۔اور جو (مسلمان یا کافر) دیدہ ودانستہ کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اُس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا۔اور اُس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔اور اللہ کی پھٹکار پڑیگی اور خدا نے اُس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵/۱۰)

سیدنا مہدی علیہ السلام نے اِن دونوں آیتوں میں مَنْ (یعنی جو شخص) کو عام اور مطلق بتایا ہے کسی فرقہ یا ذات پات کی خصوصیت نہیں فرمائی۔پس کسی بھی مفسر یا مجتہد کا قول جو فرمانِ مہدی علیہ السلام کے خلاف ہو غلط ہے۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''کوئی مومن دوزخ میں نہیں جائیگا اور جو دوزخ میں گیا پھر نکلنے کا نہیں ف:۔۱۲۲ ﴿خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ﴾۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''مومن کی پاکی کھاٹ میں یا قبر میں'' ف:۔۱۲۳۔

مومن کی پا کی کھاٹ میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ط وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (۲بقرہ۲۶/۲۱۶)۔

ترجمہ:۔اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہی چیز تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجیب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۰/۲)۔اس میں شک نہیں کہ مدت دراز کی بیماری جو سب کو بُری لگتی ہے در حقیقت ایک ایسا گنجِ شایگاں ہے کہ جو بات زمانۂ دراز کی محنتوں سے نصیب نہیں ہوتی وہ بفضلِ ایزدی مہینوں میں حاصل ہو جاتی ہے۔چلتا پھرتا آدمی بیمار پڑتے ہی قیدِ قدم میں آگیا۔سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''دم وقدم رانگہدار'' کھانے پینے کا شوق۔لباس کا شوق۔عزّت وآبرو پیدا کرنے کا شوق گھٹا چلا۔ ف:۔۱۲۴ ۔سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔''عزت ولذّت راگزار'' بات کرنا بھی اُسے پسند نہیں آتا۔بس اکیلے خاموش پڑے رہنے کو دل چاہتا ہے۔ ف:۔۱۲۵ ۔سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں'' اِس کام کے لئے یعنی عشقِ الٰہی پیدا کرنے کی غرض سے خلوت اختیار کرے اور کسی سے ملنا ملانا نہ رکھے نہ اپنوں سے نہ پرایوں سے'' مریض کا دِل چَوطرف سے ٹوٹا ہوا رہتا ہے۔مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

باید شکستہ از ہمہ عالم برائے یار   آرے برائے یار دو عالم تواں شکست
ف:۔۵۲ ۔

پھر فرماتے ہیں ۔؎

الٰہی دل بجائے بستہ گردد   کزاں دل بستگی جاں رَستہ گردد

مبا دا دل بجاے بستہ گردد　　　کزاں دل بستگی جاں خستہ گردد

ف:۔۱۲۶۔

عمدہ عمدہ علاج کرتے ہوئے روز بروز بیماری بڑھتی چلی جانے سے مریض کا دل اسبابِ ظاہری سے اُٹھ جا کر خدا ہی کو اپنا شافیِ مطلق اور ہر طرح کا کارساز عملاً سمجھنے لگتا ہے۔ سید نا مہدیؑ فرماتے ہیں ''جو مانگتا ہے اللہ ہی سے مانگ اور لوگوں سے بے غرض رہ'' ضعیف بڑھتے بڑھتے بے اختیارِ محض ہو جا تا ہے۔ ف:۔۱۲۷۔ سیّد نا مہدیؑ فرماتے ہیں ''بے اختیار بختیار است'' اُس کا دِل بچہّ کے جیسا نرم ہو جاتا ہے اور جو نیک بات کہو اُس سے فوراً مُتاثّر ہوتا ہے۔ یہ ایسے اسباب ہیں جن سے بالآخر اُس کو ترکِ دنیا و ہجرت وطن کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ فرماتے ہیں کہ ''مومن کو چار وقت عطاے باری حاصل ہوتا ہے (۱) زحمت کے وقت (۲) اخراج کے وقت (۳) فقر و فاقہ کے وقت اور (۴) نزاع کے وقت۔ ایسے وقت مرشد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے''۔ (حاشیہ) پس مؤمن کی پا کی کھاٹ میں (یعنی پلنگ پر) کے یہی معنی ہیں واللہ اعلم بالصواب

فائدہ:۔ سید نا مہدی علیہ السلام نے لفظ ''مؤمن'' سے مریض کی تخصیص کر دی۔ اِس لئے کہ جن کی روحیں روزِ ازل میں اہلِ ایمان ہیں اُن ہی کو یہ دَولت نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ بہت سے نام کے مسلمان مدّتوں کی بیماری اُٹھانے کے بعد بھی زبانِ حال سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے مرجاتے ہیں۔

دنیا کے جو مزے ہیں ہر گز کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

دریغا کہ بر خوانِ الوانِ عمر　　　دمے چند خوردیم وگفتند بس!
دریغا کہ بے ما بسے روزگار　　　بروید گُل وبشگفد لالہ زار!
(سعدی)

مؤمن کی پا کی قبر میں

خدائے ارحم الراحمین جب کسی بندہ پر اُس کے مرنے کے بعد بھی اپنا فضل وکرم کرنا چاہتا ہے تو ظاہر و باطن کئی اسباب اور کئی واسطے میّت کی نجات کے لئے پیدا کر دیتا ہے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

در ازل ما مستحقّاں کے بُدیم — کہ بدیں جان و بدیں دانش شدیم
ما نبودیم وتقاضا ہم نبود — لطفِ تو نا گفتۂ ما می شنود

پہلی مثال:۔ حضرت ولایت مآب علیہ السلام کی عادتِ مبارک یہ تھی کہ آپ کے دائرہ مبارکہ میں جب کسی مہاجر کی میّت ہو جاتی مشتِ خاک اور فاتحہ خوانی کے بعد اُس کی نسبت بشارت فرماتے۔ ایک روز ایک فقیرِ دائرہ کے انتقال پر مشتِ خاک و فاتحہ خوانی کے بعد آپ خلافِ عادت خاموش رہے اور زبانِ مبارک سے کچھ بھی بشارت نہ دے کر واپس دائرہ عالیہ میں تشریف لائے۔ تین روز کے بعد اللہ تعالیٰ سے آپ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص فقر و فاقہ کے ایام میں دل ہی دل میں یہ کہتا تھا کہ ”میرے سگے دولتمند ہیں اُن کو معلوم ہے کہ یہاں اکثر فاقہ کشی رہا کرتی ہے لیکن اِن میں سے کوئی بھی میری خبر نہیں لیتا!“ یہ خطرہ دل ہی دل میں رکھتا تھا۔ نہ کسی سے اِس تکلیف کا ذکر کیا نہ دائرہ چھوڑ کر کسی موافق[1] (کاسب) کے گھر گیا۔ نہ کسی سے کچھ مانگا۔ لیکن خرابی یہ ہوئی کہ مرے دَم تک اُس کے دل سے یہ خطرہ نہ مٹا ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ

[1] اصحابہ تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں مصدقِ مہدی کو موافق کہتے تھے۔ خواہ کاسب ہو یا فقیر یہ لفظ مخالف یعنی منکرِ مہدی کے مقابلہ میں وضع کیا گیا تھا۔ ۱۲ منہ

اَنفُسِکُمْ اَوْ تُخفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾(۶۔۱۴/۱۲۱)۔ترجمہ:۔اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ اُس کو ظاہر کرو یا چُھپاؤ۔ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا۔(۳/۸)۔

یہ بندۂ خدا اِس خطرہ کے باعث خدا کے ہاں گرفتار ہو گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''اے سیّد محمد ہم نے محض تمہاری مروّت سے اِسکو بخش[1] دیا۔(انتخاب المموالید)۔

دوسری مثال:۔ جناب ولایت مآب علیہ السلام گلبرگہ تشریف حضرت سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ کے روضہ سے نکل کر باہر تشریف لے جاتے وقت فرمانے لگے کہ ''ارے آپ کے پوتے کو آپ سے اِس قدر نزدیک عذاب ہو رہا ہے اور حضرت کو خبر تک نہیں ہے'' ف:۔۱۲۹۔ آپ کا پوتا حالتِ گناہِ کبیرہ میں ایک کسبی کے گھر اُس کے دوسرے یار کے ساتھ مارا گیا تھا۔(سیر مسعود)۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......... لا یزنی الزانی حین یزنی وھو کافر ...زانی حالتِ زناکاری میں کافر ہے۔(پارہ حدیث)۔

تیسری مثال:۔ بندگی میراں سید اجمل ابنِ میراں علیہ السلام کے مانڈو گڈھ مالوہ کے قدیم قبرستان میں دفنائے جانے پر سیدنا مہدیؑ کو اللہ تعالیٰ

---

[1] سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''بندہ کی ایک نظر ہزار برس کی مقبول عبادت سے بہتر ہے'' ف:۔۱۲۸ ثانی امیرؒ فرماتے ہیں ''حضرت میرانؑ کے حضور لائی ہوئی میت پر آپ کی نظر پڑتے ہی اُس کی نجات ہو جاتی۔'' حضرت کی عمر بھر میں صرف یہی ایک واقعہ محض ہماری تنبیہ و ہدایت کیلئے ہی کہ ہجرت ظاہری کے ساتھ ہجرتِ باطنی کا بھی تحفظ رکھا کریں تا کہ تجرید اور تفرید دونوں کے مصداق بن جائیں۔۱۲ منہ

نے بشارت دی کہ "اے سید محمد ہم نے سید اجمل کے واسطے سے اِس قبرستان کے تمام گنہگارانِ معذ بین کے گناہ معاف کر کے اُن کو نجاتِ ابدی عطا کی"۔

ف :۔۱۳۰ روایت ہے کہ اُس قبرستان میں ساڑھے تین سو حافظِ کلام اللہ کو عذاب ہو رہا تھا۔ اِن کو بھی نجات ہوگئی۔

چوتھی مثال:۔ ایک روز بندگی میاں شاہ نظامؒ اپنے دائرہ اَنو دَرَہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ دائرہ سے جنوب میں ایک کوس پر ملک منجھو جی خطائی جھینجو واڑیہ[1] کی قبر پر سے گذرے۔ یہ شخص آپ کا بڑا ہی معتقد تھا۔ آپ نے دیکھا کہ ملکِ صاحب کو عذاب ہو رہا ہے۔ سبز پتہ قبر پر رکھتے ہی عذاب موقوف ہوگیا۔ ق (خاتم سلیمانی)۔

پانچویں مثال:۔ بندگی میاں شاہِ دلاور رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ بی بی منوّرہ کے انگلی سے آئے ہوئے فرزند کا چوتھانہ کیا اور چہلم کیا۔ فقیروں کے دَریافت کرنے پر فرمایا۔ "چوتھا کِس کا کرتا۔ اُس کا عذاب ہو رہا تھا۔ اب خدا نے بخش دیا۔ اِس کے شکریہ میں چہلم کیا" (پنج فضائل)۔

چھٹی مثال:۔ بندگی ملک الہداد رضی اللہ عنہ کے دائرہ معلّی میں بوڑھیا کے مرنے اور اُسکو نجاتِ ابدی حاصل ہونے کی نقل مشہورِ عام ہے۔ (خاتم سلیمانی)

ساتویں مثال:۔ حضرت شہاب الحق ابنِ حضرت ثانی امیرؒ فرماتے ہیں "بندہ کی مُشتِ خاک سے بخشے جاتے ہیں"۔ (دفتر دوم)۔

---

[1] جھین جھوواڑہ (پرگنہ جھالاواڑ علاقہ کاٹھیاواڑ ملک گجرات) آپ کی جاگیر میں تھا اِس لئے اِسی نام سے مشہور ہوگئے۔ یہ گاؤں موضع دساڑہ سے سات کوس پر ہے۔ ۱۲ منہ

آٹھویں مثال :۔ گروہِ مقدسہ میں ہر شخص کو اپنے مرشد یا کسی بزرگ کے اپنی میّت پر نماز پڑھنے اور مشتِ خاک دینے کی کمال آرزو رہتی ہے اسی طرح کسی بزرگ کے حظیرہ میں اُس کے زیرِ سایہ دفنانے کی وصیّت کی جاتی ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ کسی بھی بہانے سے بندۂ عاصی کی نجات ہو جائے۔

نویں مثال :۔ اِسی طرح عرس کی نسبت بھی سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''جب تک بندۂ خدا نیاز کا کھانا کھاتا رہتا ہے اگر ارواح معذّب ہے تو اُس وقت تک اُس کو نجات ملتی ہے۔'' ف:۔۱۳۱ اور بندگی ملک نجن کے والد ملک احمد کے عرس کا کھانا کھانے پر سیدنا مہدیؑ نے فرمایا ''تمہارے والد بخشے گئے''۔ (خاتمِ سلیمانی) ف:۔۱۳۲۔

دسویں مثال :۔ بندگی میاں سید یحییٰ شہیدِ دانتی واڑہ (مرید بندگی میران سید عبدالحی ''روشن منوّر'') ابنِ حضرت شہاب الحقؒ اپنے دائرہ احمد نگر سے جَل گاؤں جاتے وقت جہاں آپ کے چچا حضرت تشریف اللہ صاحبؒ کا دائرہ تھا۔ شب کو موضع لاکھ کی مسجد میں قیام فرمایا۔ وہاں کے ایک مُومن کو معلوم ہونے پر حضرت بحالتِ مسافرت بھوکے سو گئے ہیں گھر جا کر پان سیر کھچڑی جو گھر والوں کے لئے پکی تیار پڑی تھی یہ سب کی سب اور سیر بھر تلی کا تیل یا گھی لاکر ''اللہ دیا'' کہہ کے حضرت کے سامنے رکھ دی اور حضرت نے سب کی سب کھچڑی اور روغن کھا لیا اور صبح روانہ ہو گئے۔ مؤمن نے سکرات الموت سے قبل ترکِ دنیا اور حصولِ مقامات کا مژدہ سُنانے لگا۔ متعلقین نے متحیّر ہو کر پوچھا ''ایسی اچھی حالت اور بلند مرتبہ تم کو کیسے نصیب ہوا''! کہا۔ اُس کھچڑی کی بدولت جو

نبیرہ حضرت صدیقِ ولایت کو کھلائی تھی'' (خاتمِ سلیمانی)۔

بہر حال کوئی مومن دوزخ میں نہیں جائے۔ آپ پوربی بھاکھا میں فرماتے ہیں ''ڈالا جاکا۔ کاڈھا نہ جاگا۔'' ف:۔۱۳۳ ۔یعنی جو کوئی (دوزخ میں) ڈالا جائے گا۔ نکالا نہیں جائے ﴿خالِدِینَ فِیھَا اَبَدًا﴾[1]۔ پلنگ پر یا قبر میں اِس کا تزکیہ ہو جائے گا۔ بفحوائے آیۂ ﴿وَابتَغُوا اِلَیہِ الوَسِیلَۃَ﴾ (۱۰/۶) کسی بزرگ کے توسل سے اُس کو نجات مِل جائے گی۔

(60) **عقیدہ:۔** وعدہ در دوزخ بحجت ایں آیت فرمود ﴿مَن کَانَ یُرِیدُ العَاجِلَۃَ عَجَّلنَا لَہٗ فِیھَا مَا نَشَآءُ لِمَن نُّرِیدُ ثُمَّ جَعَلنَا لَہٗ جَھَنَّمَ ج یَصلٰھَا مَذمُومًا مَّدحُورًا﴾ (۱۷بنی اسرائیل ۲/۱۸)۔ ف:۔۱۳۴۔

ترجمہ:۔ اور وعیدِ دوزخ اس آیت کی رو سے فرمایا ﴿مَن کَانَ یُرِیدُ العَاجِلَۃَ﴾ ترجمہ:۔ جو شخص دنیا کا طالب ہو (خواہ مجازی مرشد۔ نام کا پیر۔ ذات کا سیّد۔ اور مہدوی ہی کیوں نہ ہو) تو ہم جسے چاہتے ہیں۔ اور جتنا چاہتے ہیں۔ اِسی دنیا میں سرِ دست اُس کو دے دیتے ہیں۔ پھر (آخر کار) ہم

---

[1] حضرت محی الدین ابنِ عربی کا یہ مذہب ہے کہ مؤمنِ گنہگار۔ عارف بے عمل۔ مشرک۔ کافر۔ منافق۔ سبھی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ ہرگز ہرگز نکالے نہیں جائیں۔ خَالِدِینَ فِیھَا اَبَدًا۔ لیکن قرنہائے وحقبہائے دراز کے بعد اسمِ اَلمُنتَقِمُ کا عمل موقوف ہو کر عذاب عُذب وَعَذُوبَتُ (بمعنی شیرینی) سے بدل جائیگا۔ اور یہی دوزخ سب کیلئے مقامِ راحت ہو جائے گی (خلاصہ از جواہرِ غیبی مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ۔ کنزِ دوم۔ صفحہ ۱۱۹)۔ منہ

حضرت امام محمد غزالیؒ لکھتے ہیں کہ عابدِ غیر عارف اور زاہد خشک مرتے ہی بہشتِ حور و قصور میں چلے جائیں گے۔ لیکن عارفِ بے عمل اپنے قصورِ عمل کی وجہ سے اوّلاً قبر میں عذاب بھگتنے کے بعد جب اُس کا پورا تزکیہ ہو جائے گا اُس وقت جس درجہ کا اس کو عرفان تھا اُس مقام میں لے جا داخل کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

نے اُس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں بُرے حالوں راندۂ (درگاہِ خدا) ہوکر داخل ہوگا۔ (بشرطیکہ قبل از مرگ توبہ ٔنصوح وترکِ دنیا وغیرہ فرائض ولایت بجالاکر تائب نہ ہوجائے) (۲/۵۱)۔

(61) عقیدہ:۔ ودر ترکِ حیاتِ دنیابدیں آیت حکم کرد ﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَھُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً﴾ (۱۶ نحل ۱۳/۹۷)۔ ف:۔۱۳۵۔

ترجمہ۔ اور حیاتِ دنیا کے ترک کا حکم اِس آیت سے فرمایا مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا ...... ترجمہ:۔ جو شخص خواہ مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے (جو کہ اپنے نفس اور میں پنے کو فنا کردینا ہے) اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو (یعنی عمل کے ساتھ اعتقاد بھی درست ہو) تو ہم اُسے پاک زندگی بخشیں گے اور اُن کو اُن کے بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔ (۱۴/۱۹)۔ ف:۔۱۳۶۔

(62) عقیدہ:۔ ودر پرہیزیدن عمّا سوَی اللہ ایں آیت فرمود ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ لۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ﴾ (۵۹حشر ۳/۱۸۔۱۹)۔

اور ماسِوَی اللہ سے پرہیز کرنے کی نسبت یہ آیت فرمائی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ ...... ترجمہ:۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو (اُسکی نافرمانیوں سے بچو اور جو کچھ اسکی ذات وصفات سے غیر ہو اُس سے پرہیز کرو) اور ہر شخص اِس بات پر نظر کرتا رہے کہ کل قیامت کیلئے اُس نے کیا بھیجا ہے۔ اور خدا سے ڈرتے رہو (کہ کہیں شرکِ خفی وکفرِ باطنی میں مبتلا ہوکر عملاً خالص توحید سے گرجاؤ) کیونکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ اللہ کو

اسکی (سب) خبر ہے اور اُن لوگوں جیسے نہ بنو جو خدا کو بھول گئے تو (ناسوت میں ڈوبے رہنے سے) خدا نے (بھی اُن کی ایسی مت ماری کہ) وہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے (اور مرے دم تک توبہ وترک کی توفیق نہ ہوئی) یہی لوگ (بڑے نافرمان اور فاسق ہیں۔ (۶/۲۸)۔

(63) عقیدہ:۔ ودرذکرِ دوام فرمود ﴿فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ج اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (۴ نساء۔۵۱/۱۰۳) ف:۔۱۳۷۔

اور ذکرِ دوام کی نسبت فرمایا فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ ....

ترجمہ:۔ پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو (اسکے بعد کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کی یاد میں لگے رہو۔ پھر جب تم (دشمن کی طرف سے) مطمئن ہو جاؤ تو (معمول کے مطابق نماز پڑھو۔ کیونکہ مسلمانوں پر نماز بقیدِ وقت فرض ہے۔

جس طرح نماز ایک مطلق فرض ہے جس کے ضمن میں کئی اوامر مثلاً قیام۔ رکوع۔ سجود اور کئی نواہی مثلاً قہقہہ مارنا۔ بیجا حرکت کرنا۔ بات کرنا وغیرہ آجاتے ہیں۔ جن کے خلافِ عمل سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ اِسی طرح ترکِ دنیا ایک ایسا فرض ہے جو کئی دیگر فرائض پر مبنی ہے۔ اِن فرائض میں سے ایک فرض کی بھی عدم ادائی ترکِ دنیا کو باطل کر دیتی ہے۔

دنیا کی مذمّت اور اُسکو اختیار کرنے والوں پر قرآنِ پاک میں کئی آیاتِ وعید وارد ہیں۔ اِسی طرح اِسکی بُرائی اور ترک کرنے پر کئی احادیث بھی آئی

ہیں۔لیکن پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ دُنیا کِس کو کہتے ہیں۔اور کِن چیزوں کے چھوڑنے سے ترکِ دنیا کا مفہوم حاصل ہوتا ہے۔آیہ مَنْ عَمِلَ صَا لِحاً (۱۶ نحل ۱۳/ ۹۷)۔میں سیّدنا مہدیؑ نے عملِ صالح کے معنی حیاتِ دنیا لے کر فرمایا کہ ''حیاتِ دنیا کفراست یعنی زیستن بجان کہ آں را ہستی وخودی گویند'' حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں ''دنیا تیرا نفس ہے جب تو نے اِسکو فنا کر دیا تو پھر تیرے لئے دنیا نہیں ہے'' لیکن اِس خودی کی جڑیں زمینِ دل میں ایسی گہری اور مضبوط ہیں کہ جو تدبریں سیدنا مہدیؑ نے فرمانِ خدا سے بتلائی ہیں جب تک کہ اُن کی تعمیل باحسن الوجوہ نہ کی جائے ہرگز اُس کا استیصال نہیں ہوسکتا۔یہ تدبیریں فرائضِ ولایت اور اُنکے متعلقات کی کماحقّہ ادائی ہے۔فرائضِ ولایت اور انکے متعلقات جو اِن فرائض کے ضمنی فرض ہیں اگر شجرات کے طور پر بتلائے جائیں تو ایک ہی نظر میں ذہین نشین ہو جانے کی امّید پر ذیل میں شجرات ہی سے اِنکی توضیح وتفہیم کی جاتی ہے۔اِن ہی فرائض کو دوسرے الفاظ میں حدودِ دائرہ کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿تِلْکَ حُدُودُ اللہِ فَلاَ تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللہِ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظَّا لِمُوْنَ﴾ (۲بقرہ ۲۲۹/۳۹)۔ترجمہ:۔ یہ اللہ کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو اِن سے (آگے) مت بڑھو۔اور جو اللہ کے حدود سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ ظالم ہیں (۲/۱۳)۔

فرو کوش درزہد و حلم وسخا   ولیکن میفزاے بر مصطفیٰؐ

شجراتِ فرائضِ ولایت

یعنی

حُدودِ دائرہ

(۱) ترکِ دنیا

۱. ترکِ دنیا
۲. ترکِ عزت
۳. ترکِ لذت
۴. ترکِ شرکِ خفی و جلی
۵. ترکِ کفر ظاہری و باطنی
۶. ترکِ نفاق
۷. ترکِ رسم
۸. ترکِ بدعت
۹. ترکِ عادت
۱۰. ترکِ ریا
۱۱. ترکِ اخلاقِ ذمیمہ
۱۲. ترکِ گناہ ظاہری و باطنی

(۲) ترکِ حیاتِ دنیا

۱. کھیل
۲. تماشا
۳. زینت
۴. باہمی فخر
۵. کثرت اولاد و مال

(۳) ترکِ متاعِ حیات دنیا

۱. عورتیں
۲. بیٹے
۳. چاندی کے ڈھیر
۴. سونے کے خزانے
۵. گھوڑے
۶. چوپائے
۷. کھیتی

(۴) ترک علائق یعنی ہجرت وطن
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹
باپ
ماں
بھائی
بیٹے
جورو ئیں
کنبہ
مال
تجارت
مکان
(۵) صحبتِ صادقاں
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶
تعلیمِ ذکر اللہ
حصول علم معرفت
اجماع
سویّت
عُشر
امر بالمعروف ونہی منکر
(٦) عزلتِ خلق یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز
۱ ۲ ۳ ۴ ۵
خلوت
خاموشی
غیر جنس سے ملنا
کوشش حصول عشق
قیدِ قدم یعنی دائرہ سے باہر نہ جانا
(۷) توکّل
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ٦ ۷ ۸
ترکِ طمع
ترک سوال
ترکِ فتوح یا معینہ
ترک تدبیر
تسلیم
رضا
صبر
قناعت

(۸) ذکرِ کثیر وذکرِ دوام

۱ — نوبت

۲ — روزانہ بیان قرآن سننا

۳ — اپنے اپنے حجروں میں پانچ پہر کی تکمیل کرنا

۴ — "ہر حال رب سنبھال"

(۹) ذکرِ کثیر وذکرِ دوام

۱ — اپنے دل کی توجہ غیر اللہ سے اُٹھالینا

۲ — اپنے دل کی توجہ خدا کی طرف لگائے رکھنا

۳ — رات دن خدا کے دھیان میں لگے رہنا

۴ — دنیا سے الگ ہو جانا

۵ — خلق سے علیحدگی رکھنا

۶ — اپنے سے نکل آنے کی کوشش کرنا

(۱۰) جہاد فی سبیل اللہ

۱ — شمشیر آہن سے کفار کے ساتھ

یا

۲ — تیغ فقر سے نفس کے ساتھ

☆☆☆

شجراتِ بالا کی صراحت

(ا) ترکِ دنیا

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''ورائے ترکِ دنیا ایمان نیست''۔ ف:۔۱۳۸ پھر فرماتے ہیں ''طلبِ دنیا کفر وطالبِ دنیا کافر'' ف:۔۱۳۹ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث الدنیا لکم آپ نے اِس طرح بیان فرمائی ''الدنیا الکم ایھا الکافرون، والعقبی لکم ایھا المئو منون الناقصون. والمولیٰ لی ولمن اتبعنی'' ف:۔۱۴۰۔

ترجمہ:۔ اے کافرو دنیا تمہارے لئے ہے۔ اور اے ناقص مئومنو آخرت[ا] (بہشت) تمہارے لئے ہے۔ اور خدا میرے لئے اور اُس شخص کے لئے (بھی) جس نے میری پیروی کی'' (انصاف نامہ باب ٦)۔

ترکِ دنیا کی نسبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''حب الدنیا راس کل خطیئة وترک الدنیا راس کل عبادة'' ترجمہ۔ ''دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر ہے اور ترکِ دنیا تمام عبادتوں کا سر ہے''۔

[ا] جنّت دو قسم کی ہے۔ ایک جنت حور وقصور۔ دوسری جنت دیدار۔ مئومن رویتی کیلئے جو صحیح عرفانِ وعمل کے ساتھ فرائضِ ولایت کی پابندی کرتا ہے جنت دیدار ہے اور زاہد خشک اور وہ عابد جو عرفان سے بے بہرہ اور اپنی حقیقت سے بے خبر ہے اُس کے لئے جنت حور وقصور ہے۔

بندگی میاں سید خوندمے صدیق ولایت کا غلام میاں زیرک نے بندگی میاںؓ سے عرض کی کہ ''اگر آپ مجھے اپنی غلامی سے آزاد کردیں تو میں خدا کی بہت عبادت کروں'' آپ نے اُس کو فوراً آزاد کردیا لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ ''زیرک اگر سخت سخت ریاضت کرے گا تو اُسے جنّت مِل جائے گی۔ دیدارِ خدا نصیب نہ ہوگا۔ دیدارِ خدا تو مرشد کی صحبتِ فیضِ اثر سے حاصل ہوتا ہے'' (دفتر دوم) ۱۲

طالب دنیا کی نسبت فرماتے ہیں الدنیا جیفة وطا لبھا کلاب۔
ترجمہ:۔ ''دنیا مردار ہے اور اِس کے طالب کُتّے ہیں''۔(حدیث)۔
پھر فرماتے ہیں ''الدنیا سجن المئومنین و جنة الکا فرین'' ترجمہ:۔ دنیا موٗمنوں کیلئے قید خانہ ہے اور کافروں کیلئے جنت ہے''۔امامِ آخرالزمان حضرت مہدی علیہ السلام نے احمد آباد کی شاہانہ رونق اور زیب وزینت دیکھ کر اُسکی تعریف میں فرمایا'' جَنّةُ الْحِمَار '' [ف:۔۱۴۱] ۔یعنی'' گدھوں کی جنت''۔
دنیا کی زندگی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُالْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَا لَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰ خِرَةِ اِلَّا النَّارُ ز وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَا نُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۱ھود۶/ ۱۵۔۱۶) ترجمہ:۔ جولوگ دنیا کی زندگی اور اُسکی زینت کی خواہش رکھتے ہیں،ہم اُنکے عملوں کے بدلہ (یہیں) دنیا میں پورا پورا بھر دیتے ہیں۔اور وہ دنیا میں (کسی طرح) گھاٹے میں نہیں رہتے (لیکن) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں دوزخ کے سوا اور کچھ نہیں۔اور جو (نیک) عمل اِن لوگوں نے دنیا میں کئے (آخرت میں سب) گئے گذرے ہوئے۔اور اُنکا کیا دھرا (سب) لغو۔(۲/۱۲)۔اِس آیت میں سیدنا مہدیؑ نے مَنْ ''جو شخص'' کو عام لیا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خواہ کلمہ گو یعنی مصدقِ مہدی ہی کیوں نہ ہو جو مہدوی طالبِ دنیا ہو اُس کیلئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے۔
پھر فرماتا ہے﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْ جُوْنَ لِقَآءَ وَرَضُوْا بِا لْحَيٰوةِالدُّنْيَا وَاطْمَئَا نُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيَا تِنَا غَا فِلُوْنَ لا اُولٰٓئِكَ مَا ولهُمْ

النَّارُ بِمَا كَانُوْ يَكْسِبُوْنَ ﴾ (۱۰ یونس۱/۷۔۸) ترجمہ:۔ جن لوگوں کو ہمارے دیدار کی آرزو ہی نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش ہوں۔ اور (خطرِ عاقبت سے فارغ ہوکر) بااطمینان زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں (یعنی بجاآوریِ احکامِ الٰہی) سے غافل (اور بے پروا) ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے کرتوت کا بدلہ یہ ہوگا کہ اُن کا (آخری) ٹھکانا دوزخ ہے۔(۱۱/۶)۔

غرض دنیاداروں کیلئے قرآنِ کریم میں کئی جگہ وعیدِ دوزخ آئی ہے اور جب تک دنیا کے دَلدل سے گھوّے کی طرح پاک وصاف نہ نکل جائیں وعیدِ دوزخ سے فلاح نہیں پاسکتے۔ فرماتا ہے۔﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَالْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاوٰی (۷۹ سورہ نازعات) ۔ترجمہ:۔ پس جس نے (خدا ورسول مہدیؑ کے فرمان سے) سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو اختیار کیا تو دوزخ ہی اُس کا ٹھکانا ہے۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے رہنے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشِ (دنیا) سے روکا تو اُس کا مسکن جنت ہے۔(پارہ عَمَّ)۔

مثال کے طور پر سمجھو کہ دنیا ایک عالیشان مکان ہے اُس میں بڑے بڑے بارہ کمرے ہیں پس ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلے جانا ترکِ مکان نہ ہوا بلکہ اِن سب کمروں سے نکل کر مکان کے بڑے دروازہ کے باہر ہوجانا ترکِ مکان ہے۔ اِسی طرح ترکِ دنیا کی تکمیل اور اِس کا مفہوم مندرجہ ذیل بارہ چیزیں ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وھو ھٰذا۔

۱۔ترکِ خودی:۔ سیّدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ”خدا اور بندہ کے بیچ میں بندہ ہی کی ذات پردہ ہے“ ف:۔۱۴۲۔(انصاف نامہ)۔ بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ کی دیوار کے غلاف پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر خدا سے یہ التجا کی کہ ”خداوندا تیرے اور الہداد کے بیچ میں الہداد نہ رہے“ (دفتر دوم)۔

۲۔ترکِ عزت:۔ ۳۔ترکِ لذت:۔	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا۔ ترجمہ:۔ سب (قسم کی) عزت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔(۱۲/۱۱)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔”عزت ولذت کو چھوڑو اور دم وقدم کی نگہبانی کرو“ پھر فرماتے ہیں کہ ”عزت اور لذت نفس کے دو شہر ہیں“ ف:۔۱۴۳۔(انصاف نامہ)۔

کھانے پینے کی لذّت کی نسبت فرماتے ہیں ”تم کو بھوجن، ہم کو پیو“ ف:۔۱۴۴ (انصاف نامہ)۔

لذت لباس اور شوقِ ملاقات کی نسبت پوربی بھاشا میں فرماتے ہیں۔

چوپائی

”پھاٹا پیَرہَن ٹونکا کھائیں راول دیول کبھو نہ جائیں
هم رے آئی یاہی ریت پانی لوَرَیں اور مَسیت“

ف:۔۱۴۵۔

ترجمہ:۔ پھٹا پرانا کپڑا پہن لیں۔ روکھا سوکھا اور کم کھائیں۔ کسی وقت بھر امیروں کے گھر اور بت خانوں (یعنی غیر متشرع مکانوں) میں نہ جائیں۔ بس ہمارا طریق یہی ہے کہ (سفر اور حضر میں) پانی اور مسجد (یہ دو چیزیں) دیکھیں“۔ لذتِ کتب بینی کی نسبت فرماتے ہیں۔ ”کتابوں سے خدا نہیں ملتا

ذکر میں کوشش کروتا کچھ بھی حالت پیدا ہو" ف:۔۱۴۶۔ لذت سیر و تفریح کی نسبت فرماتے ہیں "باہر کیا دیکھتے ہو۔ سب کچھ تم میں ہے۔ اندر کی سیر کرو" ف:۔۱۴۷۔ لذّتِ کلام کی نسبت فرماتے ہیں۔ "دینی باتوں سے بھی خدا نہیں ملتا۔ عمل سے ملتا ہے بس عمل کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ ف:۔۱۴۸۔

۵۔ ترک شرک خفی و جلی:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْم (۱۱/۲۱) ترجمہ:۔ تحقیق کہ شرک بڑا (ہی) ظلم ہے۔ شرک[۱] خفی کی نسبت حضرت امامؑ فرماتے ہیں "جو شخص خدا کو مقید دیکھے مشرک ہے" ف:۔۱۴۹۔ مارایت شیئًا الاوقد رایت اللہ فیہ کی نسبت فرمایا "مقید دید ہے" ف:۔۱۵۰۔

۵۔ ترک کفر ظاہری و باطنی:۔ شریعت کے کفر تو ظاہر ہیں۔ طریقت میں بڑا کفر یہی ہے کہ حق کو چھپائے اور اپنے کو ظاہر کرے۔

و لا تلبِسُو الحق باالباطل و تکتمو الحق و انتم تعلمون۔ ترجمہ:۔ اور سچ کو جھوٹ میں گڈمڈ نہ کرو اور جان بوجھکر حق کو نہ چھپاؤ۔ اگر تم (قول۔ فعل اور اعتقاد میں پکّے اور توحید علمی۔ توحیدِ عینی۔ اور توحیدِ حالی میں) سچّے ہو تو حق کو مت چھپاؤ'۔ کیونکہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں 'حق پوشی کفر ہے"۔ اور سیّدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

چوپائی

ہر آں کو غافل از حق یک زمان ست	درآں دم کافرست امّا نہاں است
کسے غافلِ پیوستہ باشند نفاق	درِ اسلام بروے بستہ باشند

ف:۔۱۵۱۔

[۱] کفر اور شرک کے کئی اقسام ہیں۔ پس جس قسم کے شرک اور کفر کا ذکر حضور موعودؑ میں آیا اسی کی نسبت آپ نے تقسیم کردی یہاں بنظر اختصار آپ کے ایک ہی فرمودہ پر اکتفا ہو کیا گیا۔ ۱۲ منہ۔

۶۔ترکِ نفاق:۔	فرماتے ہیں ”بخل اور نفاق سے دین کو ہزیمت ہوتی ہے“۔
۷۔ترکِ رسم:۔ ۸۔ترکِ بدعت:۔ ۹۔ترکِ عادت:۔	فرماتے ہیں ”مہدی کو خدا نے اُسوقت بھیجا جب کہ دین کی معنی دنیا سے اُٹھ گئی تھی۔ معنیِ دین رسم۔ عادت اور بدعت ان تین باتوں سے چلی جاتی ہے۔(انصاف نامہ باب۔۱)

ف:۔۱۵۲۔

پھر فرماتے ہیں ”دین عزیمت ہے رخصت نہیں ہے“ (انصاف نامہ باب ۵)۔

ف:۔۱۵۳۔ پھر فرماتے ہیں ”ہر کہ رسم و عادت و بدعت کند او را بہرہ ایں جائے نہ رسد“ ف:۔۱۵۴۔

۱۰۔ترکِ ریا:۔ رخصتِ کسب وشہ گدائی کے ضمن میں سیّدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ”فقیر اگر بھوک سے بے قرار ہو گیا ہے تو ایک درم (چوّنی) یا ایک دو جیتل (دو چار پیسے) کسب کرلے یا شہ گدائی کرے اگر اتنی بھی سوداگری یا کسب یا شہ گدائی عبادت کی غرض سے قوتِ لایموت یا لباسِ سترِ عورت نہ ہو بلکہ ریا اور دُنیوی ریاست کے خیال سے کرتا اور مقصود غیر خدا ہے تو باوجود سخت سخت ریاضت اور فاقوں کی شدّت اُٹھاتے اور برہنہ رہتے ہوئے ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا اور اُس کا حال اِس آیت کے مصداق ہوگا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ...... ف:۔۱۵۵۔ (انصاف نامہ باب ۵)۔

۱۱۔ترکِ اخلاقِ ذمیمہ:۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ ذکراللہ۔ عزلت۔ توکّل۔ فقر۔ علم۔ وعظ وغیرہ جو کہ افعالِ حمیدہ ہیں اگر ریا اور شہرت کے ارادے یا کسی

دنیوی غرض سے کیئے جائیں تو اخلاقِ ذمیمہ میں شمار ہوں گے۔ (حاشیۂ انصاف نامہ)۔

۱۲۔ ترکِ گناہ ظاہری و باطنی:۔ قولہ تعالیٰ ﴿ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِ ثْمِ وَ بَا طِنَهٗ﴾ ترجمہ:۔ ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو۔ (۸/۷)۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں۔

دوھرہ

هَیُّوں نِتتی پَکھال توں　　کپڑ دھوئے مدھوئے
اُجَّل ُ ھوئے نچھوت سے　　سُکھ ُ نِندُ رامت سوئے

ف:۔۱۵۶۔

ترجمہ:۔ ہر روز اپنا دِل دھوتا رہ۔ کپڑے دھویا مت دھو۔ دل ماسوی اللہ کے نہ چھوے یعنی خیالِ غیر حق کے پرہیز سے صاف ہوتا ہے۔ (اے طالبِ خدا۔ جب تک دیدارِ خدا سے دِل روشن اور چشمِ بینا پیدا نہ ہو) آرام اور بے فکری کی نیند سے مت سو (انصاف نامہ)۔

(۲) ترکِ حیاتِ دنیا

ترکِ حیاتِ دنیا کا حکم سیدنا و امامنا مہدی علیہ السلام نے اِس آیت سے فرمایا۔ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَا لَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ط اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰ خِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَا نُوْ يَعْمَلُوْنَ﴾ (۱۱ ہود ۲/ ۱۵۔۱۶)۔ ف:۔۱۵۷۔

ترجمہ:۔ جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہش رکھے تو ہم اُن کو اُنکے عملوں کا بدلہ (یہیں) دنیا میں پورا پورا بھر دیتے ہیں اور وہ (اس) دنیا میں

(کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہتے (لیکن) یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں دوزخ کے سوااور کچھ نہیں اور جو (نیک) عمل انہوں نے دنیا میں کئے (آخرت میں) سب گئے گذرے ہوئے۔ اور اُنکا کیا دھرا (سب) اکارت گیا۔ (۲/۱۲)۔

اِس آیت میں مَــنْ یعنی "جو شخص" کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے یہ فرما کر عام لیا کہ "خدانے مطلق مَــنْ کَــانَ کہا ہے اور بندہ بھی بلاقیدِ نام جو شخص کہتا ہے جس میں یہ صفت پائی جائے بلا شبہ وہ دوزخی[1] ہے۔ ف:۔۱۵۸۔

حیاتِ دنیا کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ اِعْلَـمُوْ آ اَنَّـمَآ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ وَّ زِیْنَۃٌ وَّتَفَا خُرٌ م بَیْنَکُمْ وَ تَکَاثُرٌ فِي الْاَ مْوَالِ وَ الْاَ وْ لَا دِ ط کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّا رَ نَبَا تُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰیہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَا مًا ط وَ فِي الْاٰخِرَ ۃِعَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّ مَغْفِرَ ۃٌ مِّنَ اللہِ وَ رِضْوَانٌ ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَا عُ الْغُرُوْرِ ﴾ (۵۷حدید ۲۰/۳)۔ (ترجمہ (لوگو!) جانے رہو کہ دنیا کی زندگی (۱) کھیل، (۲) اور تماشا، (۳) اور ظاہری طمطراق، (۴) اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا، (۵) اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا (اِن پانچ چیزوں کا نام) ہے۔ (حیاتِ دنیا کی مثال) برسات کی سی مثال ہے کہ (زمین پر برستا ہے اور اِس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور) اور کاشتکار کھیتی کو دیکھ کر خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ پھر پک کر خشک ہوجاتی ہے تو (اے مخاطب اُس وقت) تو اُس کو دیکھتا

[1] خلاصہٴ بحث جو مُلّا رکن الدین ساکن پٹن (گجرات) نے بندگی میران سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ کی تھی۔ (شواہد الولایت) ۱۲منہ

ہے کہ پیلی پڑگئی ہے۔ پھر (آخرکار) روندن میں آجاتی ہے۔ (غرض دنیا کی زندگی چند روزہ رونق ہے اور آخرت میں (اہلِ دنیا کو) عذاب سخت اور (مؤمنوں کو) خدا کی طرف سے (گناہوں کی) معافی اور خوشنودی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو نری دھوکے کی ٹٹّی ہے۔ (۲۷/۱۹) ف:۔//۱۱۵۔

حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں ''دنیا کی زندگی کا وجود کفر ہے یعنی خودی اور ''میں پنے کے ساتھ جینا'' چونکہ

ا۔ کھیل ۲۔ تماشا ۳۔ زینت ۴۔ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ ۵۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا۔	یہ پانچ چیزیں خودی سے پیدا ہوتی اور خودی ہی سے اِنکی پرورش ہوتی ہے اِسلئے حیاتِ دنیا کو حرام فرمایا۔ اور جس میں یہ صفتیں پائی جائیں اُس کو آپ نے ''دنیا دار'' اور ''کافر'' کہا۔

(۳) ترکِ متاعِ حیاتِ دنیا

متاعِ دنیا کی نسبت حضرت امام علیہ السلام نے یہ آیت بیان فرمائی۔

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ (۳ آل عمران/۲/۳)۔

ف:۔۱۵۹۔

ترجمہ:۔ لوگوں کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں (یعنی) (۱) بیبیوں اور (۲) بیٹوں اور (۳) سونے کے خزانوں اور (۴) چاندی کے ڈھیروں اور (۵) عمدہ گھوڑوں اور (۶) مویشیوں اور (۷) کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ تو دنیا کی زندگی کے (چندروزہ) فائدے ہیں۔ اور (ہمیشہ کا) اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے (۳/۱۰)۔

اِن سات چیزوں کیساتھ بقدر ضرورت تعلق رکھنا مباح ہے۔ آگے حرام اور باعثِ کفر چنانچہ امامنا حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں ''جو شخص اِسکی (یعنی متاعِ حیات دنیا کی) خواہش رکھے اور اُس میں مشغول رہے وہ کافر ہے''۔ ف:۔۱۶۰ ۔ پھر فرماتے ہیں ایسے شخص سے (جو ان سات چیزوں سے دلبستگی رکھتا ہو) جو (فقیر دائرہ) صحبت کرے یا اُسکے گھر جائے یا اُس سے محبت رکھے وہ ہمارا نہیں ہے۔ محمد کا نہیں (اور) خدا کا (بھی) نہیں ہے'' (انصاف نامہ باب ۸)۔ ف:۔۱۶۱ ۔

۱۔۲ زن و فرزند:۔ حضرت میراں علیہ السلام کے اِس فرمان کی بِنا پر کوئی فقیر دائرہ اگر غیر تارک یعنی کاسب کے مکان پر باقاعد یعنی فقیر غیر مہاجر کے گھر جاتا تو دائرہ سے نکال دیا جاتا یا فقیروں کے مجمع میں دُرّے لگائے جاتے یا سخت سخت تنبیہ ہوتی۔ (انصاف نامہ)۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں ''بچوں کی بالغ ہوے تک خدا واسطے پرورش کرو۔ پھر اگر راہِ خدا اختیار کر کے ریاضت کرتے ہیں تو ساتھ رکھ لو۔ لیکن اگر دنیا کی طلب کریں تو اُن سے بیزار ہو کر نکال دو۔ یہ بھی خدا واسطے

کرو۔نہیں تو خدا کے ہاں گرفتار ہو گے۔(حاشیہ انصاف نامہ) صرف اُن بیبیوں اور بیٹوں کے ساتھ بقدر ضروری تعلق رکھنا مباح ہے جو ابتداء ہی سے دائرہ میں رہتے ہیں یا ترکِ دنیا کر کے دائرہ میں آئے ہیں۔

۳۔۴۔ زرو دولت :۔ کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فقیروں سے فرماتے ہیں ''اگر اللہ نے دیا ہے تو خود کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ جمع رکھنے اور بڑھانے کی فکر مت کرو''۔ ف:۔۱۶۲۔

پھر فرماتے ہیں ''اگر چہ کہ خزانہ سے کنواں بھرا ہوا ہے لیکن جب خرچنے بیٹھے تو آخر سب کا سب خالی ہو جائے گا۔ ف:۔۱۶۳۔ ایسے فقیروں کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔

''انکو اہلِ فراغ یا غنی کہو۔ دنیا دار مت کہو''۔ ف:۔۱۶۴۔

پوربی زبان میں فرمایا ''دنیا دار کہتا ہے۔ تسِ تیَں کافر ہے۔ ف:۔۱۶۵۔ نئیں کہتا جی'' اہلِ فراغ کے مقابلہ میں فقیرانِ فاقہ کش سے فرمایا ''تم کو اللہ نے مُلکِ توکّل عنایت کیا ہے''۔ ف:۔۱۶۶۔ (انصاف نامہ)۔

۵۔ گھوڑے :۔ اگر اللہ دیا کہیں سے آگیا ہے سواری کے لئے رکھ لے سکتے ہیں نسل بڑھانا یا اُن کی خرید و فروخت سے منافع اُٹھانا حرام ہے۔

۶۔ چوپائے :۔ سواری کے لئے بیل یا اونٹ رکھنا جائز ہے لیکن گائے اور بکری دودھ دہی کی غرض سے رکھنا۔ یا بیضہ فروشی یا سالنہ کی نیت سے مرغی پالنا منع ہے۔ اِسی طرح۔

۷۔ کھیتی :۔ کے ضمن میں مرچ کا ایک پودا اور پودینہ بھی آگیا جو چٹنی کی

غرض سے بویا جائے۔ کیونکہ اِس سے ایک پیسہ کا بچاؤ ہوتا ہے اور اِس تدبیر سے پیسے کو بچانا پیسے کی محبت کی علامت ہے۔ اِسی کا نام ''دنیا کی خواہش'' اور ''دنیا سے دلبستگی'' ہے۔ سیدنا مہدیؑ نے دنیا کی خواہش رکھنے والے کو فرمانِ خدا سے ''کافر کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہیں نہیں'' پھر فرماتے ہیں کہ شاہ کے لئے شاہی تجمل اور بیوہ عورت کے لئے چرخہ اور ٹوٹا پھوٹا مکان چھوڑنا (ترکِ دنیا میں) برابر ہے اِسی طرح شاہ کو سلطنت کی خواہش رکھنا اور بیوہ کو چرخا اور شکستہ جھوپڑے کی خواہش رکھنا طلبِ دنیا میں برابر ہے'' ف:۔۱۶۷۔ (حاشیہ)۔

حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؑ نے دراہِ معلّی میں ندا کروائی کہ کوئی شخص سودا خریدنے کیلئے بازار میں دُور نہ جائے نزدیک ہی سے لے لے۔ اگر سستے کے خیال سے یا مال اچھا ملنے کے شوق میں پہلی دوکان چھوڑ کر آگے بڑھا تو یہی طلبِ دنیا ہے'۔ (ق)۔

(۴) ترکِ علائق

ترکِ علائق کا حکم آپ نے اِس آیت سے فرمایا ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴾ (۹توبہ

۳۔۲۳۰/۱۴)۔ ف:۔۱۶۸ ۔ترجمہ:۔اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر (یعنی طلبِ دنیا) کو عزیز رکھیں تو اُن کو اپنا رفیق نہ بتاؤ۔ اور جو تم میں ایسے (دنیادار) باپ بھائیوں کے ساتھ (محبت و) دوستی رکھے گا تو یہی (ہیں جو خدا کے نزدیک) ظالم (ونافرمان) ہیں (اے پیغمبر مسلمانوں سے) کہو کہ اگر (۱) تمہارے باپ اور (۲) تمہارے بیٹے اور (۳) تمہارے بھائی اور (۴) تمہاری بیبیاں اور (۵) تمہارے کنبہ دار اور (۶) مال جو تم نے کمائے ہیں اور (۷) سوداگری جس کے مَندا پڑنے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن (میں رہنے) کو تمہارا دِل چاہتا ہے (اگر یہ چیزیں) اللہ اور اُس کے رسول اور اللہ کے رستے میں جہاد (بالکُفّار اور جہاد بالنَّفس) کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو (ذرا) صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ (تمہارے سامنے) لا موجود کرے) اور اللہ اُن لوگوں کو جو (اُس کے حکم سے) سرتابی کیا کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (۹/۱۰)۔

طالبِ دنیا یعنی ''اہلِ نفس'' والدین اور سگوں کے ساتھ نہ صرف ظاہری تعلقات اور اُن کے گھر آمد ورفت اور اُن کے ساتھ دوستی کے برتاؤ کی مناہی ہے بلکہ سیدنا مہدیؑ نے بمقام ٹھٹھ (سندھ) اثناءِ بیان میں فرمایا کہ ''کوئی شخص گجرات سے ہجرت کر کے خراسان گیا ہو اور اُس کے رشتہ دار گجرات میں ہوں اگر دل کا میلان اپنے سگوں کی طرف کرے گا تو وہ ظالم ہے'' ف:۔//۴۶ ۔ یہ فرما کر آپ نے اُس کی شان میں آیہ قُل ان کَانَ ا بَاؤکُم (۶۔۱۴/۱۲۱) ترجمہ:۔ظاہری گناہ (جو جسم و جوارح سے تعلق رکھتے ہیں) اور باطنی گناہ (جن

کا تعلق دل سے ہے دونوں کو) چھوڑ دو (۱/۸)۔ پھر فرماتا ہے۔ ﴿ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَـافِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِهِ اللّٰهُ ﴾ (۶۔۱۴/۱۲۱)۔ ترجمہ:۔ جو (بات) تمہارے دل میں ہے اُس کو ظاہر کرو یا چُھپاؤ اللہ تم سے اُس کا حساب لے گا۔ (۸/۳)۔

منجملہ دیگر آیتوں کے اِس آیت کو بھی مفسّرین و مجتہدین نے منسوخ کہا ہے لیکن مُبَیَّـــن کلام اللہ۔ خلیفہ خُدا و خلیفہ رُسول۔ داعی الی اللہ۔ معصوم عن الخطاء۔ تابع تام محمد رسول اللہ حضرت سید محمد مہدی موعود امر اللہ مراد اللہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرمانِ خدا سے فرماتے ہیں کہ ”در قرآن ہیچ آیت منسوخ نیست و جملہٗ معترضہ و مستانفہ و معلّلہ و حرفِ زائدہ ہم نیست“ ف:۔۱۶۹۔ (انصاف نامہ باب ۵۔) ۔اگر ہم سے عمل نہیں ہوسکتا تو روئیں۔ بہت افسوس کریں۔ لیکن کلامِ خدا و فرمانِ مہدی کے معنی مڑور مڑور کر زمانۂ موجود کی رَوِش اور اپنے حال کے موافق بنالینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں ”حق بات کہتے رہو اگر ہم سے اتباع نہیں ہوسکتی تو یہ قصورِ عمل ہے“۔ (انصاف نامہ)۔

بعض لوگوں نے کہا اگر کسی کو خدا اور اُسکے رسول اور آپ کے یاروں کیساتھ اِسی طرح میراں علیہ السلام اور آپکے صحابہ کے ساتھ بڑی محبت و عقیدت ہو اور دل میں یہی ارادہ رکھتا ہو کہ آج یا کل دنیا اور خلق اور اپنی ہستی سے باہر نکل آؤں اور اِس مقصد میں وہ سچا ہو تو ایسے شخص کو اتنی بات پر کہ وہ دائرہ کے باہر مرگیا منافق یا کافر نہیں کہنا چاہیے کیونکہ حضرت میراں علیہ السلام نے بھی بعض ایسے شخصوں کو ایمان کی بشارت دی ہے جنہوں نے ترکِ دنیا و ہجرت وطن نہیں کیا تھا“۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ نے سُن کر فرمایا'' حضرت میراں علیہ السلام بینا اور حاکم تھے۔ حضرت کے اِس فعل کو ہم بطور حجّت کے نہیں لا سکتے۔ یہ صِرف پانچ شخصوں کی نسبت نجاتِ قطعی کی بشارت دی گئی تھی جو کہ النادر کالمعدوم ہے۔ ف:۔۱۷۰۔ (انصاف نامہ باب ۸)۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ'' ایشاں را ایمان بواسطۂ خوشنودیِ ماعطا شدہ است بر ایمانِ ایشاں حجّت مکنید ایں ایمان مِنّت بر مایاں شد است'' بر دیگراں حکمِ حاکم است کہ'' بے ترکِ دنیا ایمان نیست وطالبِ دنیا کافر است'' پس ایں حکم خاص را بر عام اطلاق نباید ف:۔ ۱۳۸//۔ کرد۔ (رسالۂ تائیدات الاحکام از حضرت سید فضل اللہؒ)۔

دوسرے موقع پر حضرت ثانی امیرؓ نے مجمع صحابہؓ میں کاڑی اٹھا کر فرمایا۔

'' میراں علیہ السلام نے اس کو شاہ کہا ہے۔ پھر کنکر اُٹھا کر فرمایا اِس کو جوہر کہا ہے۔ (ق)۔ آپ حضرات کیا کہتے ہیں۔ صحابہؓ نے ہم آوازی سے کہا'' ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار۔ جو میراں علیہ السلام نے فرمایا وہی سچ ہے''۔ (دفتر اول)۔ (ق)۔

پھر ایک موقع پر حضرت ثانی امیرؓ نے فرمایا'' حضرت میراں اور میرے زمانہ میں اتنا فرق ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کی حضور اگر میّت لائی جاتی اور آپ اُس پر اپنی نظر مبارک ڈالتے تو اس کی نجات[1] ہو جاتی اور خدائے تعالیٰ اُس کو ایمان عطا فرماتا اور میرے وقت میں کوئی شخص زندہ آیا اور تائب ہو کر دائرہ میں مرا تو خدائے تعالیٰ اُسے بخش دے گا''۔ (خلاصۃ التواریخ)۔

---

[1] گروہِ مقدسہ میں نجات بخشش اور فلاح سے مراد اور دیدارِ خدا ہے کیونکہ یہاں'' ایمان'' کی تعریف'' ذاتِ خدا'' ہے۔ برعکس اس کے'' عذاب'' کی معنی فیضِ ولایت و دیدار خدا سے بے بہرہ رہنے کے ہیں کیونکہ یہ امر'' تصدیق مہدی'' جو کہ سراسر'' بینائی خدا'' ہے) کی شان سے بعید ہے۔ ۱۳ منہ

ایک اَور موقع پر ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ نے مجمع صحابہؓ میں فرمایا۔ ''حضرت میراں علیہ السلام نے ظالم نفس۔ مقتصد۔ اور سابقٌ بالخیرات۔ کس کو کہا ہے؟'' ''مقراضِ بدعت'' (ق)۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمایا'' ہم اُس کے ظاہری اعمال واحوال کو دیکھ کر کہیں گے'' (ق)۔ حضرت شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا'' بندہ اس کی ظاہری حالت اور ظاہری افعال نہیں دیکھتا حضرت میراں علیہ السلام نے جن جن صحابہ کا نام لے لے کر بندہ کو فرمایا کہ یہ اِس درجہ کے ہیں وہ اس درجہ کے ہیں ان ہی کو حسبِ فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ملکوتی وجبروتی ولاہوتی کہوں گا

آں راکہ وہد بارش بے واسطۂ کارش　کردار چہ کار آید (انصاف نامہ باب)

سبحان اللہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کا فرمانا بالکل بجا ہے حضرت خلیفۃ اللہ کی زبانِ مبارک سے تخصیص وتعیین ہوجانے کے بعد ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

دوسرے پہلو پر کسی اہلِ نفس کو اپنی حسنِ اعتقادی سے لاہوتی سمجھ کر خلاف آئینِ دین حکم ایمان کرنا۔ یہ بھی صریح حکمِ خدا اور رسول اور فرمانِ مہدی کے خلاف ہے۔

بحکم آیۂ ﴿ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً ﴾۔ ترجمہ:۔ اور جیسا قطعِ تعلق کا حق ہے ویسا (سب سے) قطع تعلق کرکے اُسی کے ہو رہو۔ (۷۳ مزمّل۔۱/۸)۔ و نیز ﴿ وَاهْجُرْهُمْ هَجْراً جَمِيْلاً ﴾ (۷۳ مزمل۔۱/۱۰)۔ ترجمہ:۔ اور اُن کو بالکلیہ چھوڑ دو (۲۹/۱۳)۔ ترکِ علائق کی یہاں تک احتیاط کی جاتی کہ بندگی میاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے باوجودے کہ آپ کو معلوم تھا کہ حضرت میراں علیہ السلام نے عمر میں صرف ایک ہی وقت ایک خراسانی کا سب کے گھر اُس کے بے حد اصرار پر بعض صحابہؓ کو دعوت میں بھیجا تھا اِس امر کو خصوصیتِ مہدی

میاں سید سلام اللہؒ کو چوری چھپی سے ایک مہدوی امیر کے مکان پر جانے اور اُلٹے پاؤں چلے آجانے پر بھی اِس قدر دھمکایا کہ آخر ماموں نے اپنی پگڑی بھانجے کے قدموں میں ڈال دی اور معافی ہونے پر بھی مارے شرم وحیا کے چھ مہینے تک ماموں نے مُنھ نہ بتایا۔ (خاتم سلیمانی)۔

(۵) صحبتِ صادقاں

قاعدہِ کلیہ ہے کہ علم دین ہو یا دنیا۔ صنعت وحرفت ہو یا تجارت۔ کوئی کام بغیر صحبتِ ماہر فن کے نہیں آتا۔ اِس میں بھی جس قابلیت کا اُستاد اور جس پایہ کے اُس کے شاگرد ہوں گے کم وبیش اُسی حد تک طالبِ فن ترقی کر سکے گا یہاں لفظِ صادق ذرا غور طلب ہے۔ صحبتِ عابداں یا صحبتِ زاہداں نہیں فرمایا گیا کیونکہ اِن دونوں سے صحبت کا مقصود جو کہ دیدار خدا ہے حاصل نہیں ہوسکتا۔ دیدار خدا تو صادقوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (۹۔توبہ۔ ۱۱۹/۱۵)۔ ترجمہ:۔ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تو صادقوں کی صحبت میں ہو جاؤ (۴/۱۱)۔ اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ صادق کس کو کہتے ہیں۔ اِسی کتاب کے گذشتہ صفحوں میں جہاں ہجرت اور صحبت فرض بتائی گئی ہے صادق کی تعریف حضرت ماتنؒ نے اِس طرح کی ہے کہ ''جس شخص کا قول فعل اور حال ایک ہو'' یعنی جو کہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو کرتا ہے ویسی ہے اُس کی باطنی حالت ہے۔

صادق کو دوسرے الفاظ میں مرشدِ کامل کہتے ہیں۔ مرشد کا ادنیٰ درجہ یہ ہے

کہ کم از کم اُس کا قدم طالبِ صادق سے بڑھا ہوا ہو۔ طالبِ صادق ہنوز طالبِ دیدار ہے اور مرشد بینا اُس کے مقصود کا واسطہ ہے۔ مرشد پیش رَو ہے اور طالبِ صادق پَس رَو۔ مرشد مسندِ مہدی پر۔ مسندِ ولایت پر۔ مسندِ دیدار پر۔ جلوہ افروز ہے اور طالبِ صادق خواہانِ دیدار ہے۔ پس جو چھ صفتیں طالبِ صادق کی گذشتہ صفحوں میں بتلائی گئی ہیں مرشدِ حقیقی کے اوصاف اِن سے بڑھے ہوئے ہوں گے۔ طالب و مطلوب یعنی خدا اور بندہ کے بیچ میں مرشد ایسا زبردست واسطہ ہے کہ اُس کے بغیر گوہرِ مقصود کا ملنا غیر ممکن ہے۔ خواہانِ دیدار کو خدائے کریم اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے۔ ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (۵ مائدہ۔۵/۳۵)۔ ترجمہ۔ اُس (خدائے مطلوب) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (۱۰/۶)۔

مرشدِ خدا بیں کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر نہ ترکیبِ ذکراللہ جان سکتے نہ علمِ معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اِس راستہ میں ہزاروں گھاٹیاں ہیں۔ کئی مقامات پر شیطان گھات لگائے بیٹھا ہوا ہے۔ کئی مقام پر نفس مغالطہ میں ڈالتا ہے۔ مرشد ہی طالب دیدار کو قدم قدم پر سنبھالتا ہوا منزلِ مقصود کو پہنچاتا ہے۔ ورنہ یہ ایسا کھٹن راستہ ہے کہ جس کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "ہزار طالبوں میں ایک خدا کو پہنچتا ہے"[1]۔ ف:۔۱۷۱۔ (انصاف نامہ باب ۸)۔ اس لئے مرشد رسمی و مجازی[2] نہیں بلکہ ایسے مرشد کی صحبت سے فرض ہے جو

۱؎ اِس کی تمثیل آپ نے اپنی زبانِ مبارک سے اِس طرح فرمائی کہ "ہزار طالبانِ خدا نے دنیا اور گھر چھوڑ کر خدا کا راستہ اختیار کیا۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ دنیا کی جیسی زیب و زینت ہے ویسی آراستہ پیراستہ کر کے ان کو بتاؤ۔ جب کہ دنیا اپنے تمام بناؤ سنگار کے ساتھ بتائی گئی یعنی لوگ اُن کی طرف رجوع ہوئے اور فتوح بھی بہت سی آنے لگی تو نوسو (۹۰۰) طالبانِ خدا دنیا کی طرف جھک پڑے اور اُسی میں لگ گئے۔ اب رہے سو (۱۰۰) طالب حکم ہوا کہ آخرت جیسی ہے ویسی ہی شان میں اُن کو بتاؤ۔ نوے (۹۰) نے آخرت کا عیش و آرام دیکھ کر اُسی کو اختیار کر لیا۔ اب رہے دس (۱۰) وہ کہنے لگے کہ ہم کو نہ دنیا سے غرض نہ

عارف ہواور عارف ہونے کے علاوہ حدود دائرہ پر قائم ہوتا کہ اُس کی صحبت میں آئے ہوئے فقیروں کے دل میں فرائض ولایت کی عظمت پیدا ہوکر اُن کی ادائی میں سرگرم رہیں۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ''مہاجرین کے سوا ہمارا گروہ نہیں ہوسکتا'' ف:۔۱۷۲۔ پس گروہ میرانؑ وہی ہے جس کا ایک ایک فرد مہاجر ہے اور یہی لوگ مہدی علیہ السلام کے دائرہ کی باڑ میں داخل ہیں۔ پھر فرماتے ہیں ''ہمارے کوئی (یعنی ہمارے لوگ) اندھے نہیں مریں'' ف:۔۱۷۳۔ (حاشیۂ انصاف نامہ) اُدھر طالبانِ خدا کو حکم ہوتا ہے۔ ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ﴾ ادھر مرشدانِ خدا بیں کو فرمان ہوتا ہے۔

آخرت سے کام۔ ہم تو طالبِ خدا ہیں۔ حکم ہوا کہ اِن پر تکلیف اور مصیبتیں ڈالو جیسا کہ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں ''جسطرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو مال ودولت سے آزماتا ہے اِسی طرح مؤمنوں کو ایذا اور تکلیفوں سے آزماتا ہے۔

بلائے ہر دو عالم جمع کروند پس آں راعشق بازی نام کروند

یعنی فقر وفاقہ خلق کے ہاتھ سے تکلیفیں مثلاً خراج اور قتل وغیرہ۔ نو (۹) طالب اِن بلاؤں کے متحمل نہ ہوکر بھاگ گئے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ آٹھ طالبِ خدا سے منہ نہ موڑ کر اُلٹے پاؤں پھر آئے۔ اب رہے دو۔ فرمانِ خدا ہوا تم کسِ طرح یہاں تک پہنچے؟ ایک نے جواب دیا کسی کے واسطے وسیلے سے نہیں خود محنت کر کے اپنی قوّتِ بازو سے آگیا۔ دوسرے نے جواب دیا اِس بندۂ حقیر کی حیثیت ہی کیا جو ایسے مقدّس مقام تک پہنچ سکتا۔ تیرے حبیب حضرت محمدؐ کا واسطہ اور وسیلہ اِس ناچیز کو یہاں لایا۔ ایک کی نسبت حکم ہوا اِس کو دوزخ میں ڈال دو۔ اور ایک کو قربتِ خدا نصیب ہوئی۔ یوں ہزار میں ایک خدا کو پہنچتا ہے۔ (انصاف نامہ باب ۸)۔

دوسری تمثیل۔ بندگی میاں شاہ نعمتؒ اکثر اوقات بہ تمثیل بیان فرماتے کہ ''ایک ڈھیڑ مسلمان ہوا۔ ایک روز اُس کو اپنے سگوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تھوڑی دیر اُن کے ساتھ بیٹھ کر چلنے لگا۔ برادری کے لوگوں نے کہا کھانا کھا کر تشریف لے جائیں۔ نومسلم نے کہا۔ تم جانتے ہو کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ تمہارے گھر کا کھانا کیسے کھا سکتا ہوں! بھائیوں نے کہا ہم آٹا دیتے ہیں۔ کمہار کے گھر سے نیا توا لائیں اور اپنے ہاتھ سے روٹی پکائیں۔ نومسلم نے ویسا ہی کیا۔ جب کھانے بیٹھا تو کہنے لگا کچھ (نان خورش) سالن ہے؟ بھائیوں نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ ہنڈی میں کیا ہے (یعنی مردار جانور کا گوشت ہے) اس نے کہا صرف شوربا دو۔ وہ لوگ اس کے سامنے ہنڈی اُٹھالائے اور ڈھکن ڈھکے ہوئے محض شوربا دینے

﴿یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (۸۔ انفال ۸/۶۴)۔ترجمہ:۔ اے نبی (تبعاً اولی الامر یعنی اے مرشد) تم کو اللہ اور مؤمن جو (دائرہ میں رہ کر) تمہاری پیروی کرتے ہیں کافی ہیں، پھر فرماتا

لگے۔ نومسلم نے کہا۔ ہنڈی پر سے سرپوش اُٹھالو اور شوربا اُنڈ لیتے وقت جو بوٹیاں صحنک میں از خود گریں گرنے دو"۔ یوں لذّت ونفس کا مارا ہوا مسلمان ڈھیڑوں میں جا کر پھر ڈھیڑ ہو گیا۔ یہی حال ہماری فقیری اور ہمارے توکل کا ہے کہ آئے دن اہلِ دنیا کے گھر جانے اور اُن سے میل جول رکھنے کے باعث اصل فقیری اور توکل سے کس قدر دُور پڑ گئے اور پڑ رہے ہیں"! (انصاف نامہ باب ۱۰) کیا اچھا کہا ہے ذوق نے۔

گر بعد فقر پھر سگِ دنیا ہوا فقیر کم بخت پاک ہوکے پلیدن میں مل گیا

ہندی مثل مشہور ہے "لینے گئی پوت اور کھو آئی خصم"۔ ۱۳

۲ (حاشیہ صفحہ ۱۳۷)

ایسے نااہلِ مرشد کی نسبت بندگی ملک الہداد الملقب بہ خلیفۂ گروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ٹوپی دَیندی باورے۔ لَیندی کھرا نِلَجّ
اُندر وَرنہ سَمائی ھے۔ پو چھے باندھے چھَجّ

ترجمہ:۔ دیوانہ مرشد نے اپنی ٹوپی عنایت کی۔ بے شرم اور بے حیا خلیفۂ نے سر پر رکھ لی۔ اور مرشد کا جانشین ہو گیا۔ چوہے کو تو اپنے بل میں گنجائش نہیں حالانکہ وہ اپنی دُم کو سوپ باندھ کر سوپ کے ساتھ اندر رہنا چاہتا ہے۔ جو کہ امرِ محال ہے چوہے سے مراد مرشدِ نااہل۔ اور سوپ سے مراد اُس کے خلفا اور مرید ۔۱۲ (انصاف نامہ باب ۱۳)۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیر حضرت خلیفۂ گروہ حضرت شہاب الحق۔ حضرت خاتم المرشد رضی اللہ عنہم نے کئی مرتبہ معاملہ میں دیکھا کہ آخر زمانہ کے مرشدوں کی بُری گت ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک روز بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنے حجرہ سے روتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ فقیروں نے (حاشیہ عرض کیا اس قدر زار و قطار رونے کی آخر وجہ کیا ہے؟ فرمایا "مجھ کو آخر زمانہ کے مرشد دکھلائے گئے کہ اُن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں اور فرشتے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے ہوئے لے جا رہے ہیں یہ محض اس لئے ہے کہ یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت مہدی مراد اللہ کی مسند پر بیٹھ کر عصر و مغرب کے درمیان بیانِ قرآن کرتے تھے۔ لوگوں کو پسخوردہ پلاتے تھے۔ سویّت دیتے تھے۔ مرید کرتے تھے۔ یہ افعالِ ارشاد خدا اور نبی مہدی کے حکم سے نہیں نہ اپنے مرشد کے حکم سے بلکہ محض نفسانیت اور اپنی عزت و شان بڑھانے اور تن پروری کی غرض سے کرتے تھے" (خلاصۃ التواریخ حصہ دوم) ۱۲

ہے﴿ وَصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَ اتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ○﴾ (۱۸کہف۴/۲۸)۔ترجمہ:۔اور (اے پیغمبرؐ واے نائبانِ رسولؐ یعنی مرشدانِ ہر زمانہ) جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کی یاد کرتے (اور) اُسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔(شب وروز) اُن (ہی) کے ساتھ (رہنے پر) اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمہاری نظر (مربیّانہ) اُن پر سے ہٹنے نہ پائے کہ لگو دُنیا کی زندگی کے زیب وزینت کی خواہش (اور دنیاداروں کا پاس ومروّت) کرنے۔ اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش (نفس) کی پیروی کرتا (اور اُسی کے پیچھے لگا ہوا) ہے۔اور اُس کی دنیاداری حد سے بڑھ گئی ہے۔(۱۶/۱۵)۔اِن آیتوں میں فقیروں کو اپنے مرشد کے ساتھ اور مرشدوں کو اپنے دائرہ کے فقیروں کے ساتھ ہمیشہ رہنے اور ارتباطِ ظاہری وباطنی رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

مرشد کی نسبت عام غلط خیالی

پٹن گجرات (نہروالہ) کے مُلّاؤں نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے کہا ''آپ کے فقیر بڑے بے ڈھنگے اور ''بدرَوِیہ'' ہیں کہ اپنے خاندانی اور آبائی پیروں کو چھوڑ کر یہاں چلے آتے ہیں حالانکہ مثل مشہور ہے ''ماں باپ بدلنا اور پیر بدلنا برابر ہے''۔ گجراتی میں کہاوت ہے۔ ''میخ کے مویشی میخ ہی کو آتے ہیں''۔ اِسی مطلب کو احمد آباد کے مشائخ نے اس لباس میں کہا کہ ''اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے بلا اجازت کسی سے نکاح کرلے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

''سیدنا مہدی علیہ السلام نے اُن کے اس در پردہ سوال کا مفہوم سمجھ کر فرمایا ''تم شرعی مسئلہ بھی بھول گئے کہ اگر کوئی لڑکی کسی مستورالحال سے بیاہ دی جائے اور بعد میں معلوم ہو کہ عنین ہے اس صورت میں شرعاً تفریق کردی جائے گی یا نہیں'' پھر فرمایا کہ '' بازار سے کپڑا اچھا سمجھ کر خریدا گیا بعد میں عیب معلوم ہوا اُس وقت کیا کپڑا نہیں پلٹا دیا جائے ؟ اور عقدِ بیع فاسد نہیں ہوگا ؟ افسوس کہ دنیاوی معاملات میں تو اس قدر جدّ و جہد اور خدا طلبی کا مقصود ایک جگہ حاصل نہیں ہوسکتا تو دوسری جگہ حاصل کرنے کو ناجائز بتاتے ہیں حیف ہے اُنکی دینداری پر'' (انتخاب الموالید) پھر فرماتے ہیں کہ ''شرم داشتن درطلبِ دیدارِ خدا معتبر حجاب است درمیان بندہ وخدا'' (حاشیہ)

پس طالب خدا کو چاہئے کہ اپنے خاندان وغیرہ کا کچھ خیال نہ کرکے جس مرشد میں کم ازکم مندرجہ ذیل صفات پائی جائیں اُس کے ہاتھ پر اپنی ذات فروخت کردے۔جس کو اصطلاح میں بیعت وعلاقہ کہتے ہیں۔

مرشد کیسا ہو؟

۱۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے ہیں ''جو شخص (عام ازیں کہ مرشد ہو یا فقیر) خدا سے یا روحِ رسول اللہؐ سے اپنی مشکل حل نہ کرسکے اُس نے اپنی ذات پر ظلم کیا وہ خدا کے ہاں گرفتار ہوگا (انصاف نامہ)۔(ق)

۲۔ارواحوں سے ملاقات کرسکتا ہو، جیسے بندگی میراں سید

ابراہیم (فات ۱۰۸۹ سنہ) اپنے بھائی بندگی میراں سید نصرت مخصوص الزمان (وفات ۱۰۷۹ سنہ) کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر متوفی سے ایسی باتیں کرتے جیسے حالتِ زندگی میں کرر ہے ہیں۔

۳۔قبر کا حال معلوم کر سکے۔

۴۔اُس کے نزدیک سونا اور مٹی ایک ہو گئے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿لاتَاسَوْعَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلَاتَفْرَحُوابِمَآ اٰتٰکُمْ﴾ (۵۷ حدید۔۳/۲۳) ترجمہ:۔کوئی (دنیا کی) چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو۔اور اللہ (کھانا۔کپڑا پیسہ وغیرہ جسم سے تعلق رکھنے والی) کوئی چیز تم کو دے تو اُس پر خوشی مت کرو۔(۲۷/۱۹) نہ آئے کی خوشی نہ گئے کا غم۔دونوں سے بھی آزاد ہو جاؤ۔

حضرت شہاب الحق کے دائرہ معلیٰ میں کئی دفعہ مظفر[1] شاہی کی سویّت ہوئی لیکن کبھی آپ نے ہاتھ میں اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ یہ سکّہ کیسا ہے (دفتر دوم)۔

۵۔ احکام الٰہی سناتے وقت کسی رشتہ دار یا امیر کی رعایت نہ کر کے "کُھلم کُھلا سُنائے"۔

ایک روز بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے آپ کے ایک فقیر نے عرض کیا ''نئے نئے طالب بیان سننے کو آتے ہیں۔اس لئے ذرا آپ نرمی سے کلام کریں'' آپ نے فرمایا ''حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں بندہ نے سفید داڑھی کی ہے اور تم تو اب سکھلاتے ہو۔ اگر خدا قوت و قدرت دے تو ایک

[1] سلطان مظفر ثانی (وفات ۹۳۲ ہجری) اور اسکا بیٹا بہادر شاہ کا رائج الوقت سکہ۔۱۲ منہ

گھاؤ (وار) دو پھاڑ کر ڈالوں اگر رہا اُس کے بھاگ (خوش نصیب) اگر چلا گیا بَلا ٹلی۔ بندہ اُس کے نفس کے تابع نہ ہوگا۔ حق بات اکثر لوگوں کو پسند نہیں آتی۔ بندہ کا کام حق گوئی ہے اور بس'' (حاشیہ انصاف نامہ)۔

۶۔ جیسی صحبت کرنے کا حق ہے ویسی صحبت کر کے اُس نے اپنے مرشد سے باقاعدہ سند حاصل کی ہو۔

۷۔ اُس کے دائرہ میں نوبت۔ سویت۔ اجماع۔ بیانِ قرآن وغیرہ فرائض ولایت جاری ہوں اور حسب فرمانِ حضرت مہدی علیہ السلام ''دائرہ کے باہر جلتی ہوئی آگ''، سمجھ کر اپنے فقیروں کو کاسبوں کے گھر دعوت وغیرہ میں جانے کی ممانعت کرتا اور خود بھی اس پر عامل ہو۔

سوال

اگر اس گرے ہوئے زمانہ میں ان صفتوں کا مرشد نہیں مل سکتا تو کیا کرے؟ آخر مرشد کی صحبت فرض ہے۔

جواب

دیکھے کہ بلحاظِ عرفان وعمل سب میں بہتر کون ہے اُسی کا ہو رہے۔

مشکل

صحبتِ مرشد کے علاوہ ترکِ علائق۔ عُزلتِ خلق۔ ذکر کثیر وغیرہ میں اگر مرشد کے ہاں یہ فرائض عملاً مفقود ہیں اور عرفانی چرچا بھی نہیں ہوتا تو طالبِ خدا کیا کرے؟

حل مشکل

اس صورت میں چند مہینے مرشد کی صحبت میں رہ کر ذکر اللہ وغیرہ کی ترکیب سیکھ لے اور کچھ عرفانِ الٰہی بھی حاصل کرے۔ پھر اایک عرصہ تک مرشد کی اجازت سے مرشد سے الگ ہو کر خلوت اختیار کرے تا کہ جو کچھ اُس نے اپنے مرشد سے سیکھا ہے عزلت خلق و نشستِ ذکر اللہ کی برکت سے دل میں جم جائے۔ پھر چند مہینے مرشد کی غلامی میں رہ کر نئی نئی تعلیمات حاصل کرے اور اُن پر عامل ہونے کے لئے پھر دنیا و خلق سے کنارہ کش ہو جائے۔ ایسا کرنے سے کل فرائض ولایت کی ادائی ہو سکتی ہے لیکن یہ رقم ہیچمدان کا محض قیاس ہے۔ معلوم نہیں کہاں تک صحیح ہے۔ کیا عجب ہے کہ مرشدِ ناقص کی صحبت میں بھی نیک نیتی و اخلاص کے ساتھ رہنے سے خدا اپنے دیدار سے اس کو سرفراز کر دے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اگر فضل کنی یک جُوے۔ جِیُوے جِیُوے جِیُوے۔

اگر عدل کی کنی یک موئے۔ مُوئے مُوئے مُوئے۔ ف:۔۱۷۷ (حاشیہ انصاف نامہ)۔

فیضِ جاریہ

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "بندہ کے بعد قیامت تک مہدی (یعنی راہ یافتہ) ہوتے رہیں گے جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ کے اور آپ کے یاروں کے بعد بعض اولیائے کاملین ہوئے چنانچہ بایزید بسطامی۔ سلطان ابراہیم ادہم ۔شیخ شبلی۔ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم اور اُن کے جیسے اور بھی لوگ یارانِ مصطفیٰؐ کی صحبت بغیر کامل ہوئے"۔ ف:۔۱۷۸ (انصاف نامہ باب ۱۷)۔

(ق) بندگی میاں ولی یوسفؒ فرماتے ہیں ''فیض تا قیامت منقطع نیست پس (طالبانِ حق) از روحِ بندگی حضرت مہدیؑ یا از روحِ بندگی میراں سید محمودؓ یا از روحِ بندگی میاں سید خوندمیرؓ پرورش یا بند'' پھر لکھتے ہیں کہ ''جو روحیں تصحیح کے وقت مقبولِ مہدی ہوئیں لیکن اُن کا ظہور دنیا میں حضرت میراںؑ کے بعد ہوا تو اُن کو حضرت مہدی کی روح پاک سے یا یارانِ مہدیؑ کی ارواحِ مبارکہ سے برابر فیض ملتا رہے گا۔ (انصاف نامہ باب۔۱۷)۔ (ق)۔ بندگی میں سید خوندمیرؓ نے اثناء گفتگو میں بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے کہا۔

[انشاء اللہ ہمارے سلسلہ میں دینی[1] اصول اور باطنی[2] فیض اور مقصودِ[3] خدا قیامت تک باقی رہے گا]

(خلاصۃ التواریخ)۔ (ق)

مصنف انصاف نامہ فرماتے ہیں ''اس گروہ مقدسہ میں بھی اُویسی ہیں۔ اس امر کو مان لو اور انکار مت کرو'' پس کیا عجب ہے کہ طالبِ صادق اُسی مرشد کی خدمت میں ہوتے ہوئے ارواحوں سے فیضِ باطنی حاصل کر کے اپنے مقصود کو پہنچ جائے۔ ''ذلك فضل الله يوتيه من يشاء''

مرشد کی صحبت میں جو جو باتیں حاصل کرنی ہیں ان سب میں مقدّم اور ضروری امر تعلیم ذکر اللہ ہے۔

ا:۔ تعلیم ذکر اللہ:۔ ذکرِ خفی و پاسِ انفاس[1] کے لئے تاکیدی احکام[2] کی

---

[1] اسی رسالہ کے آیندہ اوراق میں زیرِ عنوانِ اقرب الطریق تعلیمات مہدویہ کے چند نام بتائے گئے ہیں جو کہ مخصوص گروہِ مقدسہ ہیں۔ ۱۲ منہ

نسبت دیکھو رسالہ شریفہ بندگی میاں سید خوندمیرؒ۔

سالک مبتدی نشست ذکراللہ میں شروع شروع میں گھبراہٹ پیدا ہونے سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ ہی میں اُٹھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ نفس کے خلاف طبیعت پر زور دے دے کر اور دل کو یہ سمجھا سمجھا کر کہ یہ وقت کچہری خدا میں خاص نوکری کا ہے۔ اس حد تک اُنست پیدا کرے کہ بالآخر اُس کا حال اس آیت کے مصداق ہوئے ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (۱۳رعد۔۴/۲۸)۔ ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُن کے دلوں کو یادِ الٰہی سے تسلّی ہوتی ہے (اور) سُن رکھو کہ ذکراللہ سے دلوں کو تسلّی ہوا ہی کرتی ہے (۱۰/۱۳)۔

۲۔ حصولِ علم معرفت :۔ سیدنا مہدی فرماتے ہیں "دانستنِ ایمان" یہ دانست مشروط بالعمل ہے۔ ف:۔۱۱۱ پھر فرماتے ہیں (از کتاب زادالمسافرین)۔

"علمے بطلب کہ باتو ماند ۔۔۔ علمے کہ ترا زتو رہاند
گر علم فریضہ رانخوانی ۔۔۔ تحقیق صفاتِ حق ندانی"

ف:۔۱۱۲

پھر فرماتے ہیں کہ "جس نے خدا کو پہچانا اُسے سوال کی حاجت نہیں ہے"

ف:۔۱۷۹ (حاشیہ)۔

ایک شخص کے سوال کرنے پر کہ یگانگی بہتر یا دوئی؟ آپ نے فرمایا کہ "دوئی بہتر کہ اس سے ایگانگی کو پہچانا اگر دوئی نہ ہوتی تو یگانگی کو کوئی نہ پہچان سکتا"

ف:۔۱۸۰ (حاشیہ)۔

سیدنا مہدیؑ کی تعلیم و تلقین کا اثر یہ تھا کہ بعض طالبانِ خدا تین ہی دم میں خدا کو پہنچ گئے۔ بعض تین گھڑی میں۔ بعض تین پہر میں۔ بعض تین دن میں اور بعض تین مہینوں میں وصالِ الٰہی سے مشرف ہوگئے۔ (حاشیہ)۔

۳۔ اجماع:۔ اجماع دو قسم کا ہے۔ ایک تو کسی بزرگ کی بہر عام کے روز یا دائرہ اُٹھا کر دوسری جگہ باندھتے وقت جنگل سے لکڑیاں وغیرہ لا کر ایک دوسرے کی امداد کرنا۔ دوسرا اجماع حدود دائرہ پر استوار رہنے کا غرض سے یا دین میں کوئی بدعتی امر یا بد اعتقادی پیدا ہو جانے پر الگ الگ دائروں کے مرشد و خلفاء وغیرہ ایک جگہ جمع ہو کر نو خیز فساد کو دور کر کے دین الٰہی کو پھر خالص کر دیتے۔ یہ اجماع خاص ہے اور پہلا اجماع عام ہے۔ اجماع خاص میں بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ دائرہ کے نابالغ لڑکوں کو بھی بلا کر شریک کرتے تا کہ ابتدا ہی سے دین خالص اُن کے دلنشین رہے۔ (انصاف ناہ وخاتم سلیمانی)۔

۴۔ سویّت:۔ سویّت کا یہاں تک اہتمام کیا جاتا ہے کہ حضرت ثانی مہدی و حضرت ثانی امیر و نیز دیگر صحابہؓ سویّت کے وقت اکثر اوقات خود اوپر بیٹھ کر سویّت کرواتے اور کہیں سے کھانا آنے پر بھوک کی وجہ سے روتے بچّہ کو بھی تقسیم سے پہلے ایک لقمہ بھی نہ دیا جاتا۔ فتوح کی نسبت سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''خدا بندہ کو (مجھے) فقیروں کو واسطہ سے دیتا ہے'' اسلئے حسبِ ایماء حضرت مہدی علیہ السلام مرشد کی فتوح میں کل فقیرانِ دائرہ کا حق سمجھا جاتا۔ ف:۔۱۸۱۔

۵۔ عُشر:۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''خدا دس دانے (جتنی اقّل مقدار چیز) دے تو ایک دانہ (عُشر کی نیّت سے) چیونٹی کو ڈال دو ف:۔۱۸۲۔

پھر فرماتے ہیں ''عُشر کے مستحق دائرہ کے فقرائے متوکل وفاقہ کش ہیں '' ۔ف:۔۱۸۳۔ اہل فراغ وتعیّن خوار فقیر نہیں ہیں ۔ کیونکہ عُشر جو مال کا میل ہے اُس کو آتش فقر ہی جلا سکتی ہے شکم سیر کے لئے سخت مضر ہے ۔ ہاں بے خبری میں کھالے تو معاف ہے ۔ اسی واسطے سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''تجسس میں مت پڑو ۔ اگر معلوم ہو جائے کہ مال حرام ہے تو مت لو'' ۔ف:۔۱۸۴۔ فتوح سے عُشر نکالتے وقت دیکھا جاتا کہ اگر دائرہ میں سخت فقر و فاقہ ہے تو عُشر بھی ساتھ ساتھ سویّت کر دیا جاتا اور نہ اُٹھا کر رکھ دیا جاتا ۔ پھر تنگی ہونے پر صرف مضطروں میں سویّت کیا جاتا (انصاف نامہ باب ۹) ۔

تبلیغ :۔ امر معرف و نہی منکر کی نسبت اللہ فرماتا ہے ۔ ﴿یَآ یُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِ سٰلَتَهٗ ﴾ (۵ مائدہ ۱۰/ ۶۷) ۔ ترجمہ :۔ اے رسول (تبعاً اُمّتِ رسول) جو (احکام الٰہی تم پر نازل کئے گئے ہیں (لوگوں کو) پہنچادو (اور خود بھی ان فرمانوں پر عمل کرو) اور اگر عمل نہ کیا تو (سمجھا جائے گا کہ) تم نے ہمارا پیغام نہیں پہنچایا ۔ (۶/ ۱۴) ۔

پھر فرماتا ہے ۔ ﴿وَ لْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْ عُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَأْ مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَاُوْلٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (۳ ۔ آل عمران ۔ ۱۱/ ۱۰۳) ترجمہ :۔ اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور (آخرت میں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔

ثانی امیر حضرت شاہ خوند میرؓ فرماتے ہیں ''جو حق بات ہے کہتے رہیں اگر کر نہیں سکتے تو یہ ہمارا قصورِ عمل اور ہماری بد قسمتی ہے لیکن جو کچھ بیان حضرت میراں

سید محمد مہدی علیہ السلام سے سُنا ہے دوسروں کو سنائیں۔ اگر بول نہیں سکتے تو آخر اپنی بی بی کو بھی سُنادیں تاکہ اس آیت کے وعید میں نہ آئیں۔ ﴿وَ لَاتَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ یَّکْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴾ (۲بقرہ۔۳۹/۲۸۳)۔ ترجمہ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اُس کو چھپائے گا تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کچھ (بھی) تم لوگ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے۔ انصاف نامہ باب ۵)۔

۶۔ عزلتِ خلق یعنی ماسوی اللہ سے پرہیز

ذکر اللہ میں یکسوئی و یکجہتی پیدا کرنے اور لذّتِ استغراق چکھنے کیلئے عزلتِ خلق نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ (۷۳مزمل ۸/۱) سید نامہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ”نہ با کسے کارے۔ نہ بر پشت بارے نہ کس در شمارے“ ف:۔۱۸۵ (انصاف نامہ باب۲)۔

طالبِ خدا کیسے کیسے نامعلوم طریق سے دنیا میں پھنس کر خراب ہوتا ہے اور پھر بھی اپنے افعال کو اچھا سمجھتا ہے اس کی نسبت سید نامہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے فرمائی ہوئی ذیل کی تمثیل ثانی امیر شاہ خوندمیرؓ فقیران دائرہ کو اکثر سنایا کرتے۔

سید نامہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ”خلق ایسی ہے کہ آسمان پر سے بھی نیچے لاتی ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ بندۂ خدا میری طرف التفات نہیں کرتا تو اُس سے ملنا شروع کرتا ہے۔ پھر اُسے کھانے کی دعوت دیتا ہے اور نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہے کہ خوندکار غریب خانہ پر تشریف لاکر اپنے قدموں کی برکت سے نیاز مند کے گھر کو پاک کریں۔ خوندکار انکار کرتے رہتے ہیں۔ آخر اُس کے بیحد اصرار پر حضرت تشریف لے گئے چند روز کے بعد دوسرا شخص آیا اور اس نے بھی

عرض کی حضرت غلام کے مکان پر تشریف لاکر اُسکے گھر کو عزت بخشیں۔ حضرت کا انکار کرنے پر پھر عرض کرتا ہے کہ آپ نے فلاں روز فلاں شخص کے ہاں قدم رنجہ فرمایا تھا تو کیا غلام اُس سے بھی گیا !! آخر خوندکار اُس کی مروّت میں آکر اُس کے بھی مکان پر تشریف لے گئے۔ پھر تو کیا تھا (جب قیدِ قدم ٹوٹا تو) ہر شخص حضرت کو اپنے گھر بلانے لگا۔ اب خوندکار کے دل میں یہ زعم پیدا ہوا کہ یہ لوگ میرے ایسے مطیع ہوگئے ہیں کہ میرے سوا کچھ کام ہی نہیں کرتے۔ حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مطیع نہیں ہوئے بلکہ تو اُنکا مطیع ہوگیا ہے کہ خلوت کو چھوڑ کر گھر گھر بھٹکتا ہے اور دل میں یہ ڈر ہے کہ میرے نہ جانے سے کہیں اُن کو رنج نہ ہو اور مجھ سے ملنا چھوڑ دیں''۔ ف:۔۱۸۶ (انصاف نامہ باب ۶)۔

عزلتِ خلق کے ضمنی احکام یہ ہیں۔

۱۔ کوششِ حصول عشق	(۱) سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''عشق[۱] کسب سے حاصل ہوتا ہے''۔ ف:۔۱۱۶
۲۔ خلوت	(۲) ''اس کام کیلئے یعنی حصول عشق کیلئے خلوت اختیار کرے'' ف:۔۱۱۶
۳۔ غیر جنس سے پرہیز	(۳) ''اور کسی سے بھی نہ ملے نہ اپنوں سے نہ غیروں سے'' ف:۔۱۱۶
۴۔ خاموشی	(۴) ''اور کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے ہر حال میں حق کا ملاحظہ رکھے'' ف:۔۱۱۶

[۱] عشق کی نسبت سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ ''بار امانت عشق ذات حق بود۔ ہر یکے بقدرِ حوصلہ خویش حمل کردد بہ لقاء اللہ تعالیٰ مشرف شدا مّا اکما حقہٗ ایں دو تن برداشند یکے خاتم النبی و دوم خاتم الولی صلی اللہ علیہما وسلم'' (شواہد الولایت باب ۳۳) ف:۔۱۸۷۔

مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اس راستے میں دو ہی چیزیں ہیں خلوت اور خاموشی'' (ق)۔

۵۔قید قدم:۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''دائرہ کے باہر جلتی ہوئی آگ سمجھ کر کہیں نہ جائے''۔ پھر فرماتے ہیں ''عزت و لذّت راگذار۔ دم و قدم کا نگہدار''۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) آپ کی عادت مبادک تھی کہ جو لوگ آپ کی خدمتِ اقدس میں طلب خدا کی غرض سے آتے اکثر اوقات اُن سے دریافت فرماتے کہ ''بھائی تم میں کتنا عشق ہے؟'' کہتے کہ جان و تن اور زن و فرزند سب کے سب نامِ خدا پر فدا ہیں۔ ف:۔۱۸۸ آپ فرماتے کہ ''محبت و عشق خدا اِن چیزوں سے بدرجہا افضل ہے'' پھر زیادہ صراحت کی غرض سے یہ تمثیل بیان فرماتے کہ ''ایک شخص کا لڑکا گم ہوگیا۔ اُس کے والدین کے دل میں طرح طرح کے گمان پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں معلوم چور لے گئے یا کنویں میں گر گیا یا جانور کھا گیا اُس وقت اُن کا کیا حال ہوگا'' طالبانِ خدا عرض کرتے کہ ''میرانجی۔ والدین کو اپنے بیٹے کی محبت میں کھانا پانی سب زہر ہو جاتا اور نیند اڑ جاتی ہیں اور جت تک بیٹے کی خبر نہ ملے اُس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں'' ف:۔۱۸۹۔ سیدنا مہدیؑ اُس وقت فرماتے ہیں کہ ''بھائیوں خدا کی طلب اور اُسکے عشق میں ان والدین کے جیسے ہو جانا ہے جو شب و روز بیٹے کی طلب میں بے قرار ہیں''۔ (شواہد الولایت باب ۳۳) ف:۔۱۲۴۔

پھر فرماتے کہ ''بیٹے کا عشق تو بہت بڑا عشق ہے لیکن ایک سوئی گم ہو جانے پر اُس کی تلاش میں کیسے بے قرار ہو جاتے ہو اتنا عشق بھی اگر خدا کے ساتھ ہو تو خدا کو پہنچ جاؤ گے'' (ایضاً) ف:۔۱۹۰۔

پھر فرماتے کہ ''عشق بذاتِ خود پاک ہے اُس کو کسی حالت میں ناپاکی لگتی ہی نہیں'' ف:۔۱۹۱ مثال کے طور پر فرماتے کہ ''مردار خوار (ڈھیڑ) مردار جانور کا گوشت چولھے پر پکار رہا ہے اُس چولھے کے نیچے سے کسی نے آگ لی اور حلال کھانا پکایا تو جائز ہے کسی قسم کا خوف نہیں ہے کیونکہ آگ دراصل پاک ہے اگرچہ کہ مردار گوشت کی ہنڈی کے نیچے کیوں نہ ہو اُس کو کوئی ناپاکی نہیں لگ سکتی اِسی طرح جو عشق خواہشاتِ نفسانی اور گناہوں میں سالہا سال خرچ کیا ہے وہی عشق خدا کی طلب میں صرف کیا جائے تو مقصود حاصل ہو جائے گا'' ف:۔۱۹۲ (ایضاً)۔

اسی مطلب کو حضرت سید فضل اللہؒ اس طرح لکھتے ہیں کہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے کہ ''تم نے کسی سے عشق کیا ہے؟ بس وہی عشق راہِ خدا میں لگا دو۔ وصالِ خدا سے مشرف ہو جاؤ گے'' ۱۲۔ ف:۔۱۹۳۔

(۷)توکل

طالبِ خدا نے دنیا چھوڑی۔ حیاتِ دنیا چھوڑی۔ متاعِ حیاتِ دنیا چھوڑی نعیمِ دنیا میں مست سگے چھوڑے۔ گھر چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ عزلت وخلوت اختیار کرنے سے خلق بھی چھوٹی۔ اب رہا تو کیا رہا محض اللہ کا سہارا یہ سب کچھ اسی واسطے کیا گیا کہ عاشقِ صادق ایمان مجازی کے عام سطح سے بلند پروازی کرکے ایمانِ حقیقی کے ایوان کو اپنا ہمیشہ کا آرامگاہ بنالے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾ (۵ مائدہ ۴/۲۳)۔ ترجمہ:۔ اور اگر تم مومن (حقیقی) ہو تو اللہ (ہی) پر توکل کرو (۸/۶) ۔ پھر فرمایا ہے۔﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾ (۳۔آل عمران ۱۵۸/۱۷)۔ ترجمہ:۔ اور اللہ پر توکل کر (اُسی کو اپنا کارساز بنا اور اُسی کا آسرا لے) بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۸/۴)۔ ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے توکل کو مقام محبت ومقام رویت بتایا ہے کہ جو عین مقصودِ طالب صادق ہے۔

امامنا مہدی علیہ السلام بھی توکل کی عام معنی سے آگے بڑھ کر فرماتے ہیں ''روٹی پر توکل کرنا توکل نہیں ہے'' ف:۔۱۹۴ روٹی کا تو اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ ترجمہ:۔ زمین پر کوئی ایسا جانور نہیں ہے جسکا رزق اللہ نے اپنے پر لازم نہ کرلیا ہو (۱/۱۳) یہ اللہ کا وعدہ ہے اگر تجھے اس وعدہ پر یقین ہے تو مومن ہے۔ نہیں تو کافر ہے'' ف:۔۱۹۵۔ پھر آپ تمثیل کے طور پر فرماتے ہیں ''اگر کوئی کافر تجھے دعوت دے کہ آج تم میرے گھر مہمان ہو تو دن بھر اُس کے وعدہ پر رہے گا اور کچھ نہیں کھائے'' پھر

فرماتے ہیں ''توکل غیب پر ہے کہ الغیب ہواللہ۔ پس رات دن اُسی طلب میں رہے کہ خدا کو کب حاصل کروں۔ توکل اس کا نام ہے۔ ف:۔۱۹۶ ''کما قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من لایقین له لالدین له '' ترجمہ:۔ جس کو اس پر یقین نہیں ہے اُس کو دین بھی نہیں ہے پھر فرماتے ہیں۔ ''اطلب الرزاق ولا تطلب الرزق ۔ لان الرزق طالبك والرزاق مطلوبك '' ترجمہ:۔ خدائے رزّاق کو ڈھونڈ و رزق کو مت ڈھونڈ و کیونکہ رزق تو تجھے ڈھونڈھ رہا ہے اور تجھے خدائے رزّاق کو ڈھونڈنا چاہئے (انصاف نامہ باب۔۲)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''جو شخص فتوح کا منتظر ہو متوکل نہیں ہے'' ف:۔۱۹۷ (حاشیہ انصاف نامہ) ۔ پھر فرماتے ہیں کوئی شخص اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا ذکر اللہ میں مشغول ہے اُس نے کسی کے پاؤں کی آہٹ سن لی۔ اُس وقت دل میں یہ خیال آیا کہ شاید مجھے کچھ دینے کو آتا ہے تو توکل نہ رہا'' ف:۔۱۹۸ ۔ حیف ہے ہماری فقیر پر کہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ دل میں کیسے کیسے خیالات گذرتے رہے ہیں۔ (انصاف نامہ۔ باب ٦)۔ سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''عالی ہمّت وہ ہے کہ رسانیدۂ خدا اُسی وقت کھالے اور باقی ماندہ راہِ خدا میں دے دے اور کم ہمّت وہ ہے کہ اللہ کے نام آئی ہوئی چیز تھوڑی تھوڑی کر کے کھائے چونکہ اُس کا نفس ضعیف ہے اس لئے راہِ خدا حکمت میں دیکھتا ہے'' پھر فرماتے ہیں ''متوکل کو چاہئے کہ جو خدا دے کھالے کل کے لئے ذخیرہ نہ کرے'' ف:۔۲۰۰ ۔

حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ ف:۔۲۰۱

۱۔ ''بے صورت بے معنی ۔ کافر''	= یعنی ظاہر و باطن دونوں خراب مثلاً طالبِ دنیا
۲۔ ''صورتِ معنی ۔ مردود''	= یعنی ظاہر اچھا ۔ باطن خراب مثلاً زاہد خشک
۳۔ ''معنی بے صورتِ نقصان''	= یعنی باطن اچھا ۔ ظاہر خراب مثلاً عارف بے عمل
۴۔ ''صورتِ با معنی کامل''	= ظاہر و باطن دونوں اچھے ۔ یعنی شریعت و حدود دائرہ کی پابندی کے ساتھ اعلیٰ عرفان (نقلیات بندگی میاں سید عالمؒ)

اس رسالہ کے پڑھنے والے خواہ کاسب ہوں یا فقیر خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری روزمرّہ کی حالت حضرت امام علیہ السلام کے کس فرمان کے موافق ہے؟

ثانی امیر حضرت شاہ خوندمیرؓ فرماتے ہیں ''طالبانِ دنیا کے ساتھ میل جول رکھنا یہی روٹی ہے نہ کہ دین'' (ق) (انصاف نامہ باب ۶)۔

بندگی میاں شاہ نعمت ''مقراض بدعت'' کے حضور اگر کوئی شخص خبر لاتا کہ فلاں فقیر پر فاقہ گذر رہا ہے تو آپ اُسے دھمکا کر فرماتے'' یہ کیا خبر ہے ! کوئی بات خواب یا معاملہ کی سُناؤ ۔ (انصاف نامہ باب ۶)۔

حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ آیہ ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط﴾ (۶۵ طلاق ۔ ۲/۳) کے معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ سے ڈرے (یعنی متقی بن کے مَاسِوی اللہ سے پرہیز کرے اور ہر طرف سے منہ پھیر لے) تو اُس کے لئے اللہ (قید ہستی و خودی سے) نکلنے کی جگہ پیدا کر دے گا اور اس طرح سے (دولتِ دیدار) عطا کرے گا کہ وہ حساب و خیال میں نہ لا سکے اور

ہونا آسان ہے بندہ بننا مشکل ہے'' ف:۔۲۴۳۔ مقامِ عبدیت مقام الوہیت وربوبیت سے بالاتر ہے۔ مقام ربوبیت میں انیت ودعویٰ وحرکت ہے۔ مقامِ عبدیت میں نہ خودی ہے نہ دعوی انا الحق۔ نہ کسی قسم کی حرکت۔ محض چشمہ کافور کی طرح سرد وبے حرکت وبے جنبش ہے۔ مقام بندگی انتہائے بے خودی کا مقام ہے۔ مقامِ غیب ھویّت ہے۔ اس لئے غوث وقطب واوتاد وغیرہ شاندار القاب کے عوض گروہ پاک میں بندگی وبندگی میاں جیسے بظاہر سادہ اور معمولی مگر باطناً بہت بلند مقام کی خبر دینے والے الفاظ مستعمل ہوتے ہیں جہاں بندگی میراں یا بندگی میاں کا لفظ آیا فوراً سمجھ لیا جائے کہ یہ بزرگ مرشد کامل ہیں ۔عام فقرا اور کاسبوں کے نام کے ساتھ یہ الفاظ کبھی نہیں لکھے جاتے۔ بندگی کا چھوٹا سا لفظ۔قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔ امام المحققین۔ پیشوائے دینِ متین وغیرہ تمام القابات کو حاوی ہے۔

میرے مرشد حضرت سید نجی میاں صاحب مہاجر (وفات۔۸ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ ہجری جمعہ بعمر ۵۸ سال نے بے اختیاری یعنی عبدیت وبندگی کی تعریف میں آپ کے اس احقر کی بیاض میں مندرجہ ذیل اشعار لکھ دیئے تھے جو راقم آثم کو پسند آنے پر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔؎

بندگی از عکس آموزی اگر | بہرہ ور گردی ازیں علم وہنر
بندگی عینِ کمالِ بندہ است | بندہ آں باشد کہ اودل زندہ است
بندہ آں باشد کہ دربندِ حق ست | بندگاں راوصلِ ذات مطلق ست

جس طرح ہر چیز کی دوشانیں ہوتی ہیں۔ظاہر وباطن اسی طرح اوپر واڑے کا رستہ یعنی اقرب الطریق کی بھی دو شانیں ہیں اقرب الطریق کی ظاہری شان

ظاہری اتباع یعنی شریعت کا تحفظ اور حدودِ دائرہ کی پابندی ہے۔ اور اقرب الطریق کی باطنی شان تعلیمات مہدیہ ومعرفتِ تصدیق مہدی ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں ''دانستن ایمان و گفتن کفر'' ف:۔۱۱۱// ۔حضرت رسول اکرمؐ کی طرح حضرت مہدیؑ بھی فرماتے ہیں ''جس نے مجھے پہچانا اُس نے خدا کو پہچانا'' ف:۔۲۴۵ ۔پھر فرماتے ہیں ''جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا'' ف:۔۲۴۵ ۔ خاتمین علیہما السلام کی باطنی شناخت اور باطنی دید یعنی آپ کو حقی وحقیقی شان میں دیکھنا اقرب الطریق ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''تصدیق بندہ بینائی خدا''۔یعنی تصدیق مہدی کی حقیقی شان سے واقف ہونا اقرب الطریق ہے'' ف:۔۲۴۶ ۔پھر فرماتے ہیں ''بندہ کے واسط سے کوئی خالی نہیں ہے'' ف:۔۲۴۷ ۔پس تعلیماتِ مہدی سے مہدیؑ کے واسطے کے لائق بننا اقرب الطریق ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''بندہ کے ہاں شدنی سے ابتدا ہے'' ف:۔۲۴۸ ۔مسلکِ مہدی کا عرفان حاصل کرنا اقرب الطریق ہے۔ پھر فرماتے ہیں ''آمدنِ مابے کاری است بایدہ کے بیکار رشوید'' ف:۔۲۴۹ ۔اس تعلیم کو کماحقہ سمجھنا اقرب الطریق ہے یہ باتیں مرشدِ کامل کو جوتیاں سیدھی کئے بغیر کتابوں بلکہ لپیٹیوں (بوق) کی خانگی تعلیمات سے بھی اگر چہ کہ وہ لفظ بلفظ اوپر سے چلی آتی ہیں حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ علم علم سفینہ نہیں ہے علم سینہ ہے۔ علم کسبی نہیں ہے علم سکوتی ہے۔ اس علم کا منبع ومصدر محض مرشدِ عارف کی زبان دُرفشاں ہے جس نے مرشد کامل کی سامنے دامن پسارا اُسی نے بہرۂ فیض ولایت مقیدہ محمدیہؐ سے اپنا ''کھولا'' بھرلیا۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ فرماتے

ہیں ''انشاء اللہ ہمارے سلسلہ میں (۱) دینی اصول اور (۲) باطنی فیض اور (۳) مقصود خدا قیامت تک باقی رہے گا''۔ زہے نصیب جن کو مہدیؑ کا فیض بندگی میاںؓ کے واسطے سے پہنچا۔ پہنچ رہا ہے اور قیامت تک پہنچتا رہے گا[۱]۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

---

۱ سیدنا مہدی علیہ السلام نے ایک روز بمقام فرہ فرمایا کہ بندہ کے فیض کی نہریں بندہ کے صحابہؓ سے بڑے زوروں سے بہہ رہی ہیں جن کا شور بندہ کے کانوں میں آرہا ہے لیکن یہ سب نہریں بھائی سید خوندمیر کے دریا سے ملیں گی اور اُن کے فیض کا دریا قیامت تک جاری رہے گا۔ ف:۔۲۵۰۔ (تشخیص مہدی مصنفہ حضرت سید اشرف)۔

حضرت ثانی مہدی اور ثانی امیر رضی اللہ عنہما۔ ذاتی برادر حقیقی۔ وہم رتبہ ہیں اس لئے ثانی امیر کی طرح ثانی مہدی کا فیض بھی قیامت تک جاری ہے۔ اس طرح کے امام الانام حضرت مہدیؑ کا فیض آپ کی اس بشارت کی بنا پر کہ ''اس لڑکی (بی بی فاطمہؓ) کے شکم سے ایسا فرزند پیدا ہوگا جو میرے مدّعا کو تازہ کرے گا'' ف:۔۲۵۱۔ پھر فرمایا ''خاتم الزمان'' ف:۔۲۵۲۔ پھر فرمایا ''قمر ولایت'' ف:۔۲۵۳۔ پھر فرمایا ''شمع زمانہ آخر'' ف:۔۲۵۴۔ بندگی میاںؓ نے فرمایا جس نے مہدیؑ کی صورت نہ دیکھی ہو اس بچہ کو دیکھ لو''۔ (ق) حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما نے جو فیض اپنے والد و مرشد کی صحبت کے علاوہ حضرت ثانی مہدیؓ کا فیض حضرت کی اس بشارت سے کہ ''بھائی سید خوندمیرؓ میں تمہارے گھر آتا ہوں تم میری کیسی رعایت کروگے'' گھر آنے سے مراد آپ کا فیض حضرت خاتم المرشدؓ کی ذات میں آنے سے ہے۔ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا ''ایک ماموں کے ہمنام'' یعنی بندگی میاں سید محمودؓ کے اور دوسرے ماموں کے قائم مقام ''یعنی بندگی میاں سید اجملؓ کے اور آپ کے والد بندگی میاں سید خوندمیرؓ کا فیض حضرت خلیفہ گروہؓ کے واسطہ سے آپ کو پہنچا یوں سیدین رضی اللہ عنہما کا فیض حضرت خاتم المرشدؓ کی ذات میں مقید ہوا۔ اسی وجہ سے آپ کو فیض مقید کہتے ہیں۔ پھر اس تالابِ مقید سے نہریں جاری ہوکر گروہ پاک کے سب سلسلوں اور خاندانوں میں پہنچیں پس بنظر انہار جاریہ فیض مقید کو فیض مطلق کہتے ہیں جیسے تخم مقید ہے اور درختِ مطلق ولایتِ مصطفیٰ مقید ہے ولایتِ عیسیٰؑ کو جس نے ولایت مقیدہ محمدیہ سے فیض حاصل کیا۔ ولایت مطلقہ کہتے ہیں۔ گروہ مقدسہ میں مقید یعنی اجمالی شان کو مطلق پر ترجیح دیتے ہیں۔ اسی اصول پر سیدنا مہدیؑ نے حضرت شیخ سعدیؒ کی نسبت (۱) ''بابائے عاشقاں'' و (۲) ''گلستان بوستاں میں ۱۵ پارے عشق کے بیان کیے ہیں'' ف:۔۲۵۵۔ کے علاوہ تیسری بشارت یہ دی کہ ''مطلق سے مقید کو پہنچے'' (دفتر دوم۔ انتخاب المواليد)۔

انسان دونور کے بغیر دیکھ نہیں سکتا۔ایک نور اپنی آنکھ کا۔اور دوسرا نور آفتاب یا شمع کا۔اسی طرح دیدار خدا کے لئے اقرب الطریق باطنی کے ساتھ اقرب الطریق ظاہری لازمی ہے ۔ دونوں لازم وملزوم اور شرط ومشروط ہیں سید نا مہدیؑ فرماتے ہیں ۔ ’’جس نے میری حدیں توڑیں اُس نے اپنی مرادیں توڑ دیں‘‘ اُدھر فرائض ولایت آپ کے حدود ہیں اور اِدھر وہ تعلیمات جو آپ کی زبان مبارک سے دی گئیں۔

اللّٰھم[1] ارزقنی اتباع الخاتمین علیھما السلام فی الشریعة وفی الطریقة و فی الحقیقة و فی المعرفة۔

اللّٰھم[2] ارزقنی اتباع الخاتمین علیھما السلام فی الظاھروفی الباطن ۔

"اللّٰھم[3] ارزقنی اتباع الخاتمین علیماالسلام فی کل شان و فی کل حال"

"اللّٰھم[4] الحقنی برفیق الاعلی " بحرمته النبی و المھدی صلی اللہ علیھماو سلم"

(۱۰) جہاد فی سبیل اللہ

بندگی میاں شاہِ دلاورؓ فرماتے ہیں’’ آگ تین قسم کی ہے۔ آتشِ شمشیرِ فقر۔ آتشِ شمشیرِ آہن۔ آتشِ دوزخ۔ پس جو شخص راہِ خدا میں دشمنانِ ظاہری یعنی کفّار کے ساتھ آتشِ شمشیرآہن سے یا دشمنان باطنی یعنی نفس وشیطان کے

---

۱ ترجمہ اے اللہ تعالیٰ شریعت میں ۔طریقت میں ۔ حقیقت اور معرفت میں مجھے حضرت خاتمین علیہما السلام کی پےُ روی عنایت کر۔

۲ اے اللہ ظاہر اور باطن میں مجھے حضرت نبی مہدی علیہما السلام کے نقش قدم پر چلا۔

۳ اے اللہ ہر شان اور ہر حالت میں مجھے حضرت رسالت مآب وولایت مآب علیہما السلام کا پےُ رو بنا۔

۴ ’’الٰہی مجھے رفیق اعلیٰ سے (یعنی ذاتِ خدا سے) ملادے‘‘ حدیث

ساتھ آتشِ شمشیرِ فقر سے (یعنی فقیری سے جو سراسر عشق ہے) نہیں جلا تو اُس کے لئے تیسری آگ یعنی آتشِ دوزخ تیار ہے۔'' (حاشیہ انصاف نامہ)۔

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں ''اگر تم کو دشمنوں سے ایذا اور تکلیف پہنچے تو سمجھو کہ خدا نے تم کو یاد کیا ہے اور تم بندہ کے (یعنی میرے) ہو۔ لیکن جب لوگوں سے بہت سی فتوح آنے لگے تو جانے رہو کہ درگاہِ خداوندی سے بھولے بسرے ہو گئے اور تم بندے کے بھی نہیں ہو۔ ف:۔۲۵۷۔ (حاشیہ) پھر فرماتے ہیں کہ'' مہدی اور قومِ مہدی کو کسی جگہ مقام و مسکن نہیں ہے'' ف:۔۲۵۸۔ (شواہد الولایت) پھر فرماتے ہیں ''ہمارے کوئی جالے[1] بُہارنے مریں'' ف:۔۲۵۹۔ پھر فرماتے ہیں ''ہمارے کوئی اَرُوَڑتے اَڑگھر تے[2] مریں'' ف:۔۲۶۰۔ (انتخاب المواليد)

مذکورۂ بالا فرائض کے علاوہ اور بھی احکام ہیں۔ جن کی پابندی طالب خدا کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مثلاً امام الاولیا۔ برگزیدۂ اصفیا۔

---

[1] جنگل کے چھوٹے چھوٹے بیکار پودوں کو ہندی میں جالے کہتے ہیں اور بُہارنے کی معنی (۱) کاٹ کر ادھر اُدھر ڈالے ہوئے پودوں کو جلانے کے لئے ایک ڈھیر کر کے اُٹھا لینا (۲) یا دائرہ باندھتے وقت کاڑی کی جھاڑو سے اُس زمین کو صاف کرنا اور پودوں کو چھپرے باندھنے کے کام میں لینا۔ میرے مرشد حضرت سعد اللہ صاحب اکیلوی حیدرآبادی (دکن) نے اپنی تصنیف زبدۃ العرفان کی اخیر یعنی چھٹی جلد کو اسی جالے بُہارنے کے عنوان پر ختم کیا ہے۔ جس میں ظاہری معنی کے قطع نظر جالے بُہارنے کے حقیقی مطلب اور حقیقی معنوں کو تعلیمی شان میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہی ۱۲۔

[2] ضعفِ بدن۔ بخار یا نشہ کی حالت میں انسان سیدھا اور قدم جماتا ہوا نہیں چل سکتا۔ اِس چال کا نام اُڑکھڑتے چلنا ہے۔ پہاڑ یا کسی بلندی سے لوٹتے ہوئے زمین پر آنا جس کو ہندی میں اَڑوَڑتے آنا کہتے ہیں یہ بھی انسان کا بے اختیاری اور حالتِ بے خبری کا فعل ہے۔ یعنی عاشقانِ خدا ذکر و فکر میں ایسے بے خبر و مستغرق رہتے ہیں کہ ایک طرف لذّتِ دیدار کے باعث اور دوسری طرف فقر و فاقہ کی وجہ سے کمالِ عبدیّت و فرطِ عشق میں اپنی جانیں جاناں پر نثار کرتے رہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں "طالبِ خدا کو ف:۔۲۶۱۔

راہِ خدا میں چار حجاب

ہیں۔ دو اُس کے اختیار میں ہیں یعنی (۱) ترکِ دنیا و (۲) عزلتِ خلق۔ اور دو اُس کے اختیار سے باہر ہیں یعنی (۳) نفس (۴) شیطان۔ چونکہ دنیا اور خلق اُس کے اختیاری ہیں اس لئے اُن کو ترک کرے۔ اور نفس و شیطان اُس کے اختیار سے باہر ہیں اور اُن کو دیکھ بھی نہیں سکتا اِس لئے خدا سے پناہ مانگتا رہے" (انصاف نامہ باب ۶)۔

پھر فرماتے ہیں۔

دینِ خدا

کو دو چیزوں سے نصرت ہے اور دو سے ہزیمت۔ (۱) اتفاق اور (۲) بذل سے (یعنی جسم سے۔ مال سے۔ جان سے۔ ایک دوسرے کی امداد کرنا) نصرت ہے۔ اور نفاق (۱) اور (۲) بخل سے (یعنی باہمی مخالفت اور ایک دوسرے کی ہر قسم کی امداد سے کنارہ کشی کرنا ہزیمت ہے" ف:۔۲۶۲۔ اِس لئے آپ فرماتے ہیں کہ " (طالبانِ خدا) ایک جگہ مل کر رہیں اور ایک دوسرے کی خدمت کریں تا کہ یادِ خدا آسان ہو جائے" ف:۔۲۶۳۔ (انصاف نامہ باب ۱۵)۔

بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ نے سیدنا مہدی علیہ السلام سے عرض کیا "اگر ارشاد ہو تو خلوت کی غرض سے دائرہ کے باہر رہوں"۔ آپ نے فرمایا" ایسی جگہ رہو جہاں نماز با جماعت ہو اور دینی چرچا رہے۔ خواہ تم دوسروں کو سناؤ یا دوسرے تم کو سُنائیں" ف:۔۲۶۴۔

سیدنا مہدی علیہ السلام کے حضور میں حاتم طائی کی سخاوت اور نوشیرواں کا عدل وانصاف کی نسبت بڑی تعریف کے ساتھ ذکر آنے پر آپ نے فرمایا ''حاتم بخیل تھا کہ اُس نے اپنی ذات خدا کو نہ دی''یعنی اپنی ہستی وخودی سے نکل کر درجۂ فنا حاصل کرنا یا کفار سے جنگ کر کے اپنی جانِ عزیز جاناں پر نثار کر دینا تھا۔ ''اور نوشیرواں ظالم تھا کہ اُس نے اپنی ذات پر انصاف نہ کیا''۔ انصاف یہی کہ رسول الزّمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ کر اُن کے بتلائے ہوئے امرونہی پر اپنی ذات سے عمل کرنا تھا۔ (حاشیہ)۔

راہِ خدا میں اِس بات کی احتیاط سخت ضروری ہے کہ

حلال کو حرام کر کے نہ کھائیں

دائرہ میں کہیں سے کھانا آگیا اگر لانے والا اوّلا اللہ کا نام نہ لے کر بھیجنے والے کا نام لیتا تو حکم خدا کے خلاف سمجھ کر ہرگز ہرگز نہ لیا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَاكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ﴾۔ ترجمہ:۔ ''اور جس (کھانے) پر خدا کا نام نہ لیا جائے۔ اُس میں سے مت کھاؤ۔ اور (ایسا کھانا کھانا) بیشک (خدا کی) نافرمانی (اور گناہ) ہے (۱/۸) لیکن اگر اللہ کے نام پر آتا تو لے لیا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ ترجمہ:۔ ''اور جس کھانے پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اُس میں سے کھاؤ'' (۱/۸) پھر فرماتا ہے کہ ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾۔ ترجمہ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہی (سب کچھ) اللہ کا ہے۔ پھر فرماتا ہی ﴿مَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ﴾۔ ترجمہ:۔ ''جو کچھ نعمتیں تم کو ملتی رہتی

ہیں سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں'' پس جس کی مِلک اور جس کی جانب سے بھیجی ہوئی چیز اُسی کا نام بھیجنے والا بادشاہ لانے والا بندۂ خدمتگار لہٰذا دیتے وقت بادشاہِ حقیقی کا نام لیا جائے اور لینے والا بھی مُرسل حقیقی ہی کو دیکھے۔ مُرسِّلِ مجازی کو نہ دیکھے۔

اکثر صحابہؓ سے سنا گیا ہے کہ'' کھاتے وقت باتیں نہ کریں اور ایک ایک لقمہ ذکر اللہ کے ساتھ کھائیں۔ غفلت کے ساتھ نہ کھائیں کیونکہ جو کھانا غفلت کے ساتھ کھایا جاتا ہے وہ طریقت میں حرام ہو جاتا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿یَآ یھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لاَ تُحَرِّمُوْ ا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلاَ تَعْتَدُوْ ط اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾۔ ترجمہ اے ایمان والوں خدا نے جو ستھری چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں اُن کو حرام نہ کرو۔ اور (لذیذ کھانا دیکھ کر) حد سے (بھی) نہ بڑھو کیونکہ اللہ حد سے بڑھنے والوں یعنی (لذّت و نفس پروری کی غرض سے دو لقمے زیادہ کھانے والوں) کو دوست نہیں رکھتا۔''

(پ ۷ ع)

در شریعت ہر آنچہ ہست حلال   دَر طریقت ہُماں بُوَد مُردار

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں'' بہت کھانے والا خراب۔ تھوڑا کھانے والا تھوڑا خراب'' [ف:۔۲۶۶]۔ پھر فرماتے ہیں'' پیٹو نا دین کا نا دنیا کا'' [ف:۔۲۶۷]۔ (حاشیہ)۔

سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں'' اذان سن کر کھانا نہیں کھانا چاہئے'' بلکہ آپ اور کُل صحابہؓ بانگِ نماز کا اِس قدر ادب کرتے کہ ہاتھ میں لیا ہوا لقمہ

برتن میں رکھ کر نماز کیلیے اُٹھ کھڑے ہو جاتے۔" ف:۔۲۶۸ ۔ (انصاف نامہ باب ۱۱)

سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "اذان سُننے کے بعد کام کرنا جائز نہیں ہے۔" ف:۔۲۶۹ ۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ جمعہ)۔ترجمہ:۔اے ایمان والوں جب جمعہ کے دن نماز کی اذان کہی جائے۔تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دَوڑو اور خرید وفروخت (نوکری۔ چاکری۔ کھانا۔ پینا۔ کام۔ کاج سب) چھوڑ دو۔اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔(۱۲/۲۸)۔اگرچہ کہ اِس آیت میں مَوردنماز جمعہ کے لئے خاص بتایا گیا ہے لیکن بنظرِ عمومیت ہر نمازِ پنجگانہ کے لئے اذان سُننے کے بعد یہی فرمانِ شاہی صادر ہوتا ہے۔جس کی تعمیل ہر مرد وعورت پر یکساں فرض ہے۔

دو باتیں کاسبوں کے لئے

[کاسبوں کے دَروازۂ حیات پر سیدنا مہدیؑ
کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا یہ کلام ہر وقت کندہ رہے]

"ایک دل خدا کو دیجئے۔مَن مانا سو کیجئے"۔ف:۔۲۷۰ ۔(حاشیہ انصاف نامہ)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "بے حدّی فقیری سے تو ہمارا کسب ہزار درجہ بہتر

ہے کہ اِس میں کئی باتوں کی رخصت ہے جس کی وجہ سے کاسب گنہگار نہیں ہوتا"

جس طرح تارک الدنیا کے لئے سیدنا مہدیؑ نے شرطیں بتلائی ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان اگلے اوراق میں گذرا اِسی طرح آپ نے کاسبوں کیلئے بھی یہ بارہ شرطیں بتائی ہیں، جس کی پابندی کاسبوں کو ویسی ہی لازمی ہی جیسی فقیروں کو حدود دائرہ کی۔

آپ فرماتے ہیں:۔

ا۔ خدا پر توکل کرے اور کسب پر نظر نہ رکھے۔

۲۔ پانچوں وقت نماز باجماعت پڑھے۔

۳۔ ذکرِ دوام کرتا رہے۔

۴۔ کمانے میں حرص نہ کرے۔ قوت لایموت اور سترِ عورت کی نیّت ہو۔

۵۔ عشر پورا پورا نکالے۔ ٦۔ بندگانِ خدا کی صحبت رہے۔

۷۔ اپنی ذات پر ہمیشہ ملامت کرتا رہے (کہ اب تک ترکِ دنیا کی سعادت حاصل نہیں کی!)

۸۔ دونو وقتوں کی حفاظت کرے یعنی فجر سے طلوعِ آفتاب تک اور عصر سے عشا تک۔

۹۔ بانگِ نماز کے بعد کام کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کیا تو وہ کسب حرام ہے۔

۱۰۔ جھوٹ نہ بولے۔

۱۱۔ جو احکام قرآن مجید میں وارد ہیں اُن پر عامل ہو۔

۱۲۔ اور نواہی سے پرہیز کرے۔ ف:۔۱۷۱۔

اگران حدود پر قائم رہا تو اللہ تعالیٰ اُسے ترکِ دنیا کی توفیق عطا فرما کر اپنے دیدار سے مشرف کرے گا۔ لیکن اگر اِن حدود کو توڑا تو ایمان ہونا محال ہے۔

(حاشیۂ انصاف نامہ)

کاسب اِن شرطوں کو دیکھیں اور خود انصاف کریں۔ کہ اُنکی کمائی جسکو وہ بغیر بجا آوریِ شرائطِ مذکورہ پاک اور حلالِ طیّب سمجھے ہوئے ہیں، کیسی ہے! نیز اپنی اکتسابی زندگی کا بھی معائنہ کریں کہ موجودہ اکتسابی زندگی وحالتِ کسب جسکو فقیرانہ زندگی سے بہتر سمجھے ہوئے ہیں کیا فی الحقیقت بہتر ہے یا محض مغالطۂ نفس واغوائے شیطانی ہے۔

بندگی میاں سید محمود سیدن جی خاتم المرشدین[1] دریبہ[2] فیض مقیدِ حسین[3] ولایت رضؓ

[1] بندگی میاں سید محمود ابنِ بندگی میاں سید خوندمیرؓ خود فرماتے ہیں کہ ''ہرچہ از مشرق تا مغرب کسے را چیزے اندک یا بیش دادہ می شود بندہ رانمودہ دادہ می شود'' پھر فرماتے ہیں کہ ''مقالید جنّت وجہنم بلکہ ہمہ خزائنِ آسمان وزمین بدست بندہ دادہ شدہ اند۔ اپنے اواخر الایّام میں فرماتے ہیں۔ کہ ''فرمانِ حق تعالیٰ شود کہ ترا صاحب زمان وصاحبِ فرمان وحاکمِ زمانہ کردیم وخاتم مرشداں گردانیدیم۔ ہر کہ پیش تو صحیح شد مقبولِ درگاہِ ماست وہر کہ پیش تو صحیح نہ شد مردودِ درگاہِ ماست۔'' بعدازاں بندگی میاں سیدن جیؒ از فرمانِ خدا تعالیٰ واز اشارۂ ارواح خاتمین وبندگی میاںؓ فرمودند کہ ''بندہ اگر از خود می گفتہ باشند تا ظالم ست مگر محض از فرمانِ خدائے تعالیٰ کہ مکرر شدہ می گوید کہ ہر کرا گروہ مہدی علیہ السلام صدقۂ مہدی می رسد از اِن بندہ می سد وہر کہ اینجا آمدہ صحیح می شود او مقبولِ درگاہ خدائے تعالیٰ است'' (انتخاب المموالید) ۱۶

[2] دریبہ ہندی میں شہر کے اُس مقامِ تجارت کو کہتے ہیں جہاں شہر کے اطراف ونیز ممالکِ غیر سے ہر قسم کے پان اوّلاً اُدھر لائے جاتے ہیں۔ پھر وہ یہاں سے تاجر خرید یہاں کر کے بازاروں اور محلّہ کی دوکانوں میں لے جاتے ہیں (فرہنگِ آصفیہ مولفۂ سید احمد دہلوی) پس جس طرح دریبہ پان کی تجارت کا مرکز ہے اسی طرح حضرت خاتم المرشدین کی ذاتِ مبارک گنجینۂ دین ہے جہاں سے پاکانِ حق فیض لے لے کر طالبانِ خدا کو عنایت کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ ۱۲

[3] آپ کو یہ بشارت حضرت ثانی مہدیؓ کی زبانِ مبارک سے دی گئی ہے۔ (نقلیات بندگی میاں سید عالم ابن حضرت شاہ یعقوب حَسَنِ ولایتؓ) ۱۲

کے زمانہ تک کاسب لوگ دائرہ میں نہیں رکھے جاتے تھے لیکن حضرت سید ابراہیمؒ نبیرۂ خاتم المرشدؒ نے اِن شرائط کے ساتھ رہنے کی اجازت دی کہ:۔

کاسبوں کو دائرہ میں رہنے کی مشروطی اجازت

ا۔تمام فقرا کے ساتھ کاسب بھی اجماع اور بہرۂ عام میں شریک رہیں۔

۲۔نوبت جاگیں۔

۳۔نماز پنج وقتہ جماعت سے پڑھیں۔

۴۔سلطانُ اللیل اور سلطانُ النہار یعنی عصر سے عشا تک اور فجر سے دن نکلے تک مُصلّے پر بیٹھے ذکراللہ میں لگے رہیں۔

۵۔تجارت میں کوئی فعل خلاف شرع نہ کریں۔

۶۔ضرورت کے وقت فقیروں کو قرضِ حسنہ دیں۔

۷۔عشر اور زکوٰۃ نکالیں۔

۸۔کوئی دینی ضرورت پیش آجائے تو اپنے مال سے مدد کریں۔

۹۔ باوصف اِن تمام شرائط کی تعمیل کے ترک دنیا نہ کرنے پر ہر وقت افسوس کرتے ہیں۔(وصیت نامۂ بندگی میاں سید ابراہیمؒ)

شرائطِ مذکورہ کے علاوہ کاسبوں کو حضرت ثانی مہدیؓ و نیز حضرت ثانی امیرؓ کے اِن فرمانوں کی تعمیل بھی سخت ضروری ہے۔آپ کاسب امیروں کو ہدایت

کرتے ہیں کہ:۔

''جو فقیر سودا سلف کو بازار میں آئیں اُن کو دیکھ کر اپنے گھر کھانے کے لئے مت لے جاؤ۔ اگر تمہارے گھر بن بُلائے آ جائیں تو اُن کو کچھ مت دو بلکہ مار کر نکال دو تم لوگ اُن کو دے دے کر خراب کرتے ہو۔ جو کچھ دنیا دلانا ہے بس اُن فقیروں کو دو جو اپنا قدم قید کر کے دائرہ میں محض مُتَوَ کّلاً عَلَی اللّٰہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہی فقیر مستحقِ فتوح ہیں''۔ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.

لِلۡفُقَرَاءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ز یَحۡسَبُہُمُ الۡجَاہِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعۡرِفُہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ ج لَا یَسۡئَلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ط وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ۔ (۲۔بقرہ۔۳۷/۲۷۳)۔

ترجمہ:۔ (عشر۔ زکوٰۃ۔ فطرہ۔ صدقہ۔ کفّارہ۔ وغیرہ) اُن (ہی) فقیروں کا حق ہے جو راہِ خدا میں گھر بیٹھے ہیں (دائرہ چھوڑ کر) کہیں جاتے نہیں (اُنکی اندرونی حالت سے بے خبر شخص اِن (فقیروں) کی بے پروائی (اور خوداری) کے باعث غنی سمجھتا ہے (لیکن اے مخاطَب) تو اِن کو دیکھے تو اِن کی صورت سے صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہیں مگر ہاں) لگ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔ اور جو کچھ بھی تم لوگ (اپنے) مال سے اِن حقدار فقیروں کی امداد کی

نیّت سے خرچ کروگے تو (خوب یقین رکھو کہ) اللہ اس کو جانتا ہے (بے شک اللہ برمحل خرچ کرنے پر ثوابِ عظیم عطا فرمائے گا۔ (۵/۳)۔ (انصاف نامہ باب ۵۰۶)۔

اِسی طرح سیدنا مہدیؑ فقیرانِ دائرہ کو فرماتے ہیں ''اگر عرس پر زیادہ فتوح آجائے تو دو دو تین تین وقت کر کے دائرہ ہی کے فقیر کھلائے جائیں'' ف:۔۲۷۲ ۔(انصاف نامہ باب ٦)

جو چیز کاسبوں کی آخرت کی زندگی کا ستیاناس کرڈالنے والی اور دنیا میں بھی اُن کو ترکِ دنیا کرنے اور دیدار خدا کے جیسی دولتِ لازوال کے حصول سے روکتی رہتی ہے وہ ہوس مال و بخل ہے۔ جسکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿ وَا لَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنفِقُوْنَھَا فِي سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴾ (۹توبہ۵۔۳۴/۳۵)۔ ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اُن کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے پیغمبر) ان کو (روز قیامت کے عذاب دردناک کی خوش خبری سنادو جبکہ (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر) تپایا جائے گا۔ پھر اُس سے اُن کے ماتھے اور اُن کی کروٹیں اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور انکو کہا جائے گا کہ) یہ ہے تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کیا تھا تو (آج) اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو (۱۱/۱۰)۔

پس ہر کاسب کو چاہیئے کہ رات کو سوتے وقت اور صبح اٹھتے وقت آیتِ مذکورہ

کے معنی کو پیش نظر رکھے اور ساتھ ہی امام الانام حضرت مہدیؑ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یہ کلام پڑھے۔

"مارا برائے دیدن یار آفریدہ اند ورنہ وجودِ ما بچہ کار آفریدہ اند

آں روز خود مباد کہ بے یار بگذرد گرچہ ہزار عیش بود زار بگذرد

افسوس صد ہزار کہ بے تو رود دمے لعنت برآں حیات کہ لے یار بگذرد"

(اپنی ذات کی طرف اشارہ کرکے کہے لعنت بریں حیات) ف:۔۲۷۳۔

سیدنا مہدی علیہ السلام نے ذکر اللہ کے لئے اِن پانچ وقتوں کی پابندی نہایت مفید بتائی ہے۔ اس لئے کاسبوں کو چاہئے کہ اگر دن بھر محنت و مشقت کی وجہ سے پچھلی رات کو جلدی نہیں اُٹھ سکتے تو کم از کم ان اوقات کی پابندی اپنے پر ایسی لازم کرلیں جیسے دوکان پر بیٹھنے کی یا نوکری کے گھنٹوں کی۔

کاسبوں کے لئے اوقاتِ ذکراللہ

۱:۔ اوّل فجر سے طلوع آفتاب تک۔

۲:۔ عصر سے عشا تک۔

۳:۔ کھاتے پیتے وقت۔

۴۔ سوتے وقت۔

۵ اپنی بی بی سے صحبت کرتے وقت۔ ف:۔۲۷۴۔

یاد رہے کہ فرمانِ خلیفۃ اللہ ہے۔ حکم داعی الی اللہ ہے۔ دیکھنے کو تو بڑا ہی آسان ہے لیکن سیکڑوں فائدے اس میں پوشیدہ ہیں۔ ان اوقات کی مواظبت معاملہ میں سچائی۔ امانت داری۔ وعدہ وفائی کے علاوہ تہذیبِ نفس اور شوقِ دیدار پیدا کر کے حسب فرمان حضرت مہدیؑ بالآخر اُس کو ترکِ دنیا پر کمر بستہ کردے گی۔

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوْا السُّوْٓ ءَ بِجَھَا لَۃٍ ثُمَّ تَابُوْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْ آ اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِ ھَا لَغَفُوْرُ رَّحِیْمٌ﴾ (۱۶النحل۔۵۱/۱۱۹)۔ ترجمہ:۔ پھر جو لوگ براہِ جہالت بُرے عمل (یعنی حیاتِ دنیا) کرتے رہے پھر اس کے بعد توبہ کی اور (ترکِ دنیا و ہجرتِ وطن وغیرہ سے اپنی ذات کی) اصلاح کرلی۔ تو (اے پیغمبر) بے شک تمہارا پروردگار توبہ اور اصلاحِ (حالت) کے بعد البتہ (اپنا دیدار) بخشنے والا مہربان ہے (۲۱/۱۴)۔

لیکن جب تک کہ دَولتِ دیدار سے محروم ہیں سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں ہر وقت پڑھا کریں۔ ف:۔۲۷۵۔

۱:۔ کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْ بِھِمْ مَّا کَا نُوْ ا یَکْسِبُوْنَ (۸۳تطفیف ۱/۱۴)۔ ترجمہ:۔ ایسا نہیں۔ بلکہ اُن کے دلوں پر اُن (ہی) اعمال (بد) کے زنگ بیٹھ گئے ہیں۔ (۳۰/۸) فائدہ یہ آیت اپنی ذات پر صادق کر کے کہے ''میرے دل پر میرے ہی کرتوت کا کاٹ چڑھ گیا ہے۔

۲:۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰ خِرَۃِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا (۱۷بنی اسرائیل ۲/۸/۷)۔ ترجمہ:۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہِ (دیدار) سے بہت بھٹکا ہوا ف۔ اشارہ اپنی ذات کی

طرف کرے اور کہے کہ یہ آیت میرے حسبِ حال ہے۔

۳:۔خود بینی وغیرت سے نکل کر بے اختیاری وتسلیمی پیدا کرنے کے لئے حسبِ فرمان حضرت مہدیؑ یہ آیت پڑھتے رہیں اور اس کے معنی دل میں جمائیں ﴿وَرَبُّکَ یَخلُقُ مَایَشَآ ءُ وَیَختَارُ ط مَا کَانَ لَهُمُ الخِیرَةُ ط﴾ (۲۸۔قصص۔۷/۲۸)۔ترجمہ:۔اور تمہارا پروردگار جو (شان اور جو حالت) چاہتا ہے۔(ہم میں) پیدا کرتا ہے،اور تکلیف وراحت میں صحت و بیماری میں ۔عزت وذلت میں محبت ودشمنی میں افلاس وغنا میں ۔عبادت وسخاوت میں۔ قبض وبسط میں۔خوشی ورنج میں غرض ہر حالت اور ہر شان میں جلوہ گر ہونے کا اللہ ہی) اختیار رکھتا ہے (ہم لوگوں کو اس امر میں کچھ بھی) اختیار نہیں ہے۔

ف:۔۲۷۶ ۔(۲۰/۱۰)۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیدُ: جیسا چاہتا ہے ویسا کرتا ہے (انصاف نامہ) اس یقین کو بڑھاتا رہے کہ میں تو مردہ بدستِ غسّال ہوں۔

رشتۂ درگردنم افگندہ دوست می بَرَد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

اِن آیات کے علاوہ سیدنا مہدیؑ کا یہ فارسی کلام بھی پیش نظر رکھیں۔آپ فرماتے ہیں ”بہشت چہ بابائے تو راست کنانیدہ است کہ دروے خواہی رفت تا آں زمان کہ از سرتا پو نور نہ شوی در بہشت نہ روی“۔ ف:۔۲۷۷۔

(63) عقیدہ:۔اے طالبانِ حق کہ مہدی را گرویدایدمعلوم باداز ”اوّل تا آخرِ رحلتِ آں ذات مادام کہ ایں بندہ درصحبت وے بود در ہیچ حکم ازیں احکام تفاوت نیافتیم وبریں جملہ اعتقاد وایمان داریم ۔ ہر کہ در بیانِ وے

چیزے تاویلے یا تحویلے کند۔ مخالفِ بیان آں ذات باشد"

ترجمہ:۔اے طالبانِ حق جنہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی ہے معلوم ہو کہ "حضرت امام علیہ السلام کی پہلی (ملاقات) سے لگا کر آپ کیا خیر وقتِ رحلت تک یہ بندہ جب تک کہ آپ کی صحبت میں رہا ان احکام میں سے ایک حکم میں بھی فرق نہیں دیکھا اور ہم ان تمام احکام پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں (پس) جو شخص آپ کے بیان میں کچھ بھی تاویل یا تحویل کرے بلاشبہ آپ کے بیان سے مخالف ہے۔ (ق)۔

سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس امر میں اجماع ہو چکا ہے کہ "حضرت میراں علیہ السلام ہر روز جو بیان کرتے تھے امر خدا سے کرتے تھے اور جو کچھ آپ نے فرمایا حکم خدا سے فرمایا" حضرت میراں علیہ السلام خود بھی فرماتے ہیں کہ "جو حکم کہ بندہ بیان کرتا ہے خدا سے اور امرِ خدا سے بیان کرتا ہے جو شخص بندہ کے احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہوگا خدا کے ہاں گرفتار ہوگا"۔ پس حضرت کے فرمان میں تاویل یا تحویل نہیں کرنی چاہیے۔ اور تطبیق دینے میں بھی ہرگز نہ پڑیں۔ جو کچھ میراں علیہ السلام نے فرمایا اُس پر ایمان لائیں اور عمل کریں ۔ف:۔۲۰// ۔اگر عمل نہیں ہو سکتا تو ثانی امیر حضرت شاہ خوند میرؓ فرماتے ہیں کہ "یہ ہمارا قصور اور ہماری بدی ہے کہ عمل نہیں کرتے سر پر خاک ڈالیں اور روتے

رہیں لیکن تطبیق دینے کے خیال میں پڑکر رخصت کی صورت نہ نکالیں اور (زمانہ کی روش اور) اپنے حال کے موافق بنا لینے کی بیجا کوشش ہرگز نہ کریں۔ یہ ملاؤں اور مخالفوں کی باتیں نہیں ہیں بلکہ امام الانام حضرت میراں علیہ السلام کا بیان ہے جو کہ مطلق ہے اور ہم بھی مطلق ہی بیان کرتے رہیں "۔ (انصاف نامہ باب ۹)۔

حضرت خاتم المرشدؒ فرماتے ہیں "جو شخص فرمانِ مہدیؑ میں تاویل یا تحوّیل کرے۔ وہ منافق اور داخل حزب الشیطان ہے"۔ (خلاصۃ التواریخ) (ق)۔

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَ يَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (۴۔۲/۱۴)۔ ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور حدود اللہ سے بڑھ چلے (تو اللہ اُس کو دوزخ میں (لے جا) داخل کرے گا اور اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور اُس کو ذلّت کا عذاب ہوگا" (۴/۱۳)۔ اسی طرح سیدنا مہدیؑ فرماتے ہیں "قالِ بے حال وبال وقائل گردو پائمال" پس ہر وقت اس بات کی کوشش رہے کہ حسبِ فرمانِ حضرت میراںؑ حال پیدا ہو"۔ ف:۔۲۷۸۔

دعا

خداوندتو ہی ہم کوتیرے فرمان ﴿وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ﴾ ترجمہ:۔جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے اُسی پر قائم ہو جا۔(۳/۲۵) پر قائم کر کے قولاً۔فعلاً۔حالاً اس آیت کے مصداق بنادے۔ ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَاشَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَاأَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (۶انعام-۲۰/۱۶۴)۔ترجمہ:۔کہو کہ میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ(ہی کیلئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔) کوئی اس کا شریک نہیں۔اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے(کہ قولاً۔فعلاً۔حالاً۔اعتقاداً سب طرح سے اپنی ذات اُسی خدائے وحدہ لاشریک کے تسلیم کر دوں)اور میں اس کے فرمانبرداروں میں پہلا(فرماں بردار)ہوں۔(۸/۷)۔

یہ دعا بحق خاتمین علیہما السلام و بطفیل سیدین صالحین رضی اللہ عنہما قبول فرما۔ آمین۔ثم۔آمین۔برحمتک یاارحم الراحمین۔

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوبِ مرغوب

از قلم ......

بندگی ملک الہداد۔ الملقب بہ خلیفہ گروہؓ...... خلیفہ خاص

حضرت صدیق ولایتؓ۔ مؤلفِ رسالہ عقیدہ شریفہ

نستنصر باللّٰه و به نستعین . وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ٥ (٦/١٣)۔

واضح باد کہ بعضے کساں در مہدیت سید محمدؑ در آیت قولہ تعالیٰ۔ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا (١١/٤)۔ بحث می کنند وایراو بر مہدیؑ بدیں آیت می آرید کہ بندگی میراں سید محمد درنا گور آیتِ مذکور را بر حجت مہدیتِ خود بدیں عبارت خواندند کہ" فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا شد. وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَادِهِمْ شد. وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ شد. وَقَاتَلُوْا وَ قُتِلُوْا کہ ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔ پس ایں صفت در ایشاں یافتہ نمی شود۔ معلوم باد کہ بندگی میراں سید محمدؑ در وقت فرمودنِ "مَاشَاءَ اللّٰہُ" دیگر ہیچ کیفیت نہ فرمودند کہ بچہ صورت شود و بکدام طریق روئے نماید۔ پس بعدِ آں بیان بندگی میراں سید محمدؑ ہر کہ ایں فعل را بصورتے و در کیفیتے آرد بداند کہ ایں قید از بیان بندگی میرا سید محمدؑ نیست۔ و نیز بدانید کہ اگر کسے را مشکل آید کہ با کلمہ

گویاں قتال چو شود او معلوم کند کہ حق تعالیٰ مہدی را مخصوص بہ کلمہ گویاں فرستادہ است و مشرکاں در حکم تعمیم اند۔ واز آیت فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ مبین گشت کہ اخراج وایذا از ایشاں محقق شد۔ ناچار قَاتَلُوْا وَ قُتِلُوْا با ایشاں شود۔ ایں زمان شہادت یافتن بندگی میاں سید خوندمیر وبعضے یاراںؓ حجت سید محمد مہدیؑ بر ہمہ فرض ولازم شد وہمہ نشانہا وعلامتہا محقق گشت۔

ونیز از بندگی میراں سید محمد مہدیؑ معلوم است کہ در فرہ اصحاب خویش را فرمودند کہ ”مہدی را وقوم وے راہیچ مقام ومسکن وہیچ جائے نیست“ آں نیز محقق شد کہ یارانِ او در راہ حق شہادت یافتند۔

ودیگر علاماتِ مہدی ایں است کمال قال النبیؐ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین ویملأبه الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ بعضے کساں در حدیث نبویؐ کہ یملأالارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ مسطور است مراد پاشاہی می دارند وایراد مہدیت سید محمدؑ می آرند۔ لیکن از لفظ حدیث پادشاہی معلوم نمی شود زیرا چہ در قرآنِ مجید وفرقانِ حمید بسیار جائے لفظ قسط وعدل مذکور است چنانچہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ لا وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَأْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ (۳/۱۱)۔ وَقولہ تعالیٰ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَاِنْ

تُطِعۡ اَکۡثَرَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ط اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ (۸/۱) وقوله تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ (۱۴/۱۹) بداں کہ ہر جائے مراد پادشاہی وملک گیری نیست وانجا کہ ہست لفظ ارث واستخلف آمدہ است۔ کا قال سبحانہ وتعالیٰ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ یُوۡرِثُھَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ط وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ (۹/۴) وقوله تعالی وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ (۱۸/۱۳)۔

معلوم باد کہ علما باللہ از ارض مراد قلب داشتہ اند۔ واز عدل مراد توحید داشتہ اند۔ واز قسط مراد برابری داشتہ اند۔ کقوله تعالیٰ وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ الۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ (۸/۶) فامّا در حدیث مذکور است کے یملأبه الارض ودر کلامِ مجید سطور ست قولہ تعالیٰ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِھَا (۲۷/۱۸)۔ معنی ایں آیت صاحب مدارک گفتہ است واز ارض مراد قلب داشتہ است پس بنظر انصاف بہ بینند۔ وباید کہ بعد از ظہور بندگی میراں سید محمد مہدیؑ بسیار دلہا توحید شدند واز مُردگی بیروں آمدند ودر دلہائے ایشاں اثرِ حیات پیدا شدہ وحیاتِ جادوانی یافتند۔

وصاحب فتوحاتِ مکی آیہ قُلۡ ھٰذِہٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ فقه عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیۡ ط وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ ۝ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (۱۳/۶) در شانِ مہدیؑ مراد داشتہ است وہمہ کساں را معلوم است کہ شب و روز دعوت سید محمد سوئے توحید خدا بود کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ یعنی امرِ خدائے

تعالیٰ داعی است سوئے توحید او۔ نہ کہ بہ بادشاہی وملک گیری۔ کمال قال سبحانہ وتعالیٰ "قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِىٓ اَدْعُوٓا اِلَى اللّٰهِ فقه عَلٰى بَصِيرَةٍ اَنَامَنِ اتَّبَعَنِى ط وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآاَنَامِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔وقولہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ لا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوالْعِلْمِ قَآئِمًا م بِالْقِسْطِ ط لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o (۹/۳) اے ایستادہ اند برحد خدائے تعالیٰ ہمچوں میزان یعنی از حدِّ عبودیّت سرنمی کشند ودعوی ربوبیت ہردوطریق رابرابرنگاہ می دارند۔ ونیز برابری او معلوم است کہ در دعوت و درملاقات باخلق ودرقسمت میانِ یارانِ خودودرعالم وامّی ۔ ودرغنی ۔ وفقیر۔ ودرحر وعبد۔ ودرصورت ومعنی ہیچ فرق نہ کردہ است زیراکہ صفتِ اہل توحید ہمیں ست کہ یکساں ویکدل باشد کقولہ تعالیٰ ۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ مَآاَنَامِنُ الْمُشْرِكِينَ ۔ ہر بعدازیں انصاف نیاردواز مہدیّت حضرت سید محمدؑ منکر شود اوراحق تعالیٰ جواب فرمودہ است قولہ تعالیٰ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَاب فَالنَّا رُمَوْعِدُهٗ ج (۲/۱۲) وقولہ تعالیٰ اِذَاخَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْ سَلٰمًا (۴/۱۹)۔

دیگر معروض باد کہ اصحاب مہدیؑ را فرض ولازم شدہ است کوآنچہ از بندگی میراں سید محمدؑ معلوم کردہ انداعلام کنند زیرا کہ حق تعالیٰ فرمودہ است وَلَاتَكْتُمُوْاالشَّهَا دَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَافَاِنَّهٗ ج اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (۶/۳) ودرقرآن صفتِ اُمتِ محمدؐ مذکور شدہ است کما قال سبحانہ وتعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَاُ مَّةٍ اُخْرِ جَتْ لِلنَّاسِ تَأْ مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِوَ تُؤْ مِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًالَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْ

اشتہار

کتب مہدویہ

اَحسنُ السِّیر

مولفہٗ عالم صوری ومعنوی مرشدنا حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب اکیلوی صاحب تصانیف کثیرہ۔ اس کتاب میں مولانا مرحوم نے امامِ آخرالزمان حضرت میراں سید محمد مہدیؑ موعود علیہ السلام کے حالاتِ پاک نہایت خوبی سے (اُردو) مُسدس میں قلمبند کئے ہیں۔ میری والدہ نے بغرض افادہٗ قوم مہدویہ اس نیت سے چھپوائی ہے کہ جو رقم خرچ شدہ وصول ہو جائے اس سے گروہ مقدسہ کی دوسری دوسری کتابیں شائع ہوتی رہیں۔

قیمت دبیز وچکنا کاغذ ایک روپیہ حالی =۱۴ کلدار۔ کھرا کاغذ ۱۲، حالی =۱۰، انگریزی

المعلن محمد علی خاں گُتہ دار محلہ چنچل گوڑہ۔ حیدرآباد کن

عرس نامہ

بعض اولیائے پیشیں واکثر بزرگانِ مہدویہ کے عرس معہ سلسلہ ٔنسب۔ تربیت۔ صحبت۔ مدت عمر۔ سال وفات مقامِ دفن وغیرہ ضرویات متعلقہ مملو۔ مُرتبہ حضرت فقیر سید قطب الدین خوندمیری عرف خوب میاں صاحب پالن پوری۔ کاغذ دبیز۔ رائل سائز۔ حجم۔ ۱۴ صفحہ

قیمت سکہٗ انگریری ۱۲ سکتہ ٔعثمانیہ

المشتہر محمد منور خاں دولت زیٔ بن اعظم خاں صاحب مرحوم جمعدار ِنظمِ جمعیتِ سرکار عالی ممالک محروسہ ٔنظام۔ محلہ چنچل گوڑہ حیدآباد دکن۔

نوٹ

شرح عقیدہٗ سید خوندمیر۔ اَحسن السیر اور عرس نامہ یہ تینوں کتابیں محمد منور خاں صاحب کو لکھنے سے بھی مل سکتی ہیں۔